قرآنی سائنس

حصّہ اوّل

پروفیسر ڈاکٹر
علامہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی
(ستارۂ امتیاز)

قرآنی سائنس

حصّہ اوّل

یکے از تصنیفات

پروفیسر ڈاکٹر

علامہ ضیاء الدین ضیاء لکھنوی

(ستارۂ امتیاز)

ISW
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دانشگاہ خانہ حکمت پاکستان

INSTITUTE FOR SPIRITUAL WISDOM (I.S.W.) U.S.A.

www.monoreality.org

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISBN 190344038-6

Published by:
International Book House Gilgit

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	آغازِ کتاب	۱
۲	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی	۲
۳	قرآنی سائنس	۳
۴	قرآن اور امامؑ باطن میں ایک ہیں	۴
۵	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۱	۵
۶	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۲	۷
۷	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۳	۸
۸	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۴	۱۰
۹	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۵	۱۲
۱۰	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۶	۱۳
۱۱	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۷	۱۴
۱۲	حکمتِ کُلّیہ امامِ مبینؑ، قسط: ۸	۱۶
۱۳	قریۂ ہستی = عالمِ شخصی	۱۸
۱۴	حکمتِ بارِ امانت	۱۹
۱۵	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۱	۲۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۶	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۲	۲۳
۱۷	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۳	۲۴
۱۸	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۴	۲۵
۱۹	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۵	۲۶
۲۰	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۶	۲۸
۲۱	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۷	۲۹
۲۲	اسرارِ نفسِ واحدہ، قسط: ۸	۳۱
۲۳	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۱	۳۳
۲۴	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۲	۳۵
۲۵	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۳	۳۷
۲۶	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۴	۳۹
۲۷	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۵	۴۱
۲۸	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۶	۴۳
۲۹	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۷	۴۵
۳۰	اسرارِ یک حقیقت، قسط: ۸	۴۷
۳۱	اُمّہ آلِ محمدؐ، قسط: ۱	۴۹
۳۲	اُمّہ آلِ محمدؐ، قسط: ۲	۵۰
۳۳	اُمّہ آلِ محمدؐ، قسط: ۳	۵۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۴	وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، قسط:۱	۵۳
۳۵	وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، قسط:۲	۵۵
۳۶	وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، قسط:۳	۵۷
۳۷	وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، قسط:۴	۵۸
۳۸	وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، قسط:۵	۶۰
۳۹	وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، قسط:۶	۶۲
۴۰	وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، قسط:۷	۶۴
۴۱	عالمِ شخصی میں حضرتِ موسیٰؑ کا علمی سفر	۶۶
۴۲	تجلّیاتِ مجمع البحرین	۶۸
۴۳	ہر قیامت میں دینِ حق غالب آتا ہے	۶۹
۴۴	عظیم سلطنت	۷۰
۴۵	جنّت میں ہر نعمت ممکن الحصول ہے	۷۲
۴۶	حدیث مدینۃ العلم (شرح الاخبار، ص۸۹)	۷۳
۴۷	فہرستِ حکمتہا، قسط:۱	۷۴
۴۸	فہرستِ حکمتہا، قسط:۲	۷۵
۴۹	فہرستِ حکمتہا، قسط:۳	۷۶
۵۰	فہرستِ حکمتہا، قسط:۴	۷۷
۵۱	فہرستِ حکمتہا، قسط:۵	۷۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۲	فہرستِ حکمتہا، قسط:۶	۷۹
۵۳	فہرستِ حکمتہا، قسط:۷	۸۰
۵۴	فہرستِ حکمتہا، قسط:۸	۸۱
۵۵	فہرستِ حکمتہا، قسط:۹	۸۲
۵۶	فہرستِ حکمتہا، قسط:۱۰	۸۳
۵۷	فہرستِ حکمتہا، قسط:۱۱	۸۴
۵۸	فہرستِ حکمتہا، قسط:۱۲	۸۵
۵۹	دُعا و عبادت برائے دیدار	۸۶
۶۰	سورۂ ماعون (۱۰۷: ۱-۷) کے بعض تاویلی اسرار	۸۷
۶۱	سورۂ نصر (۱۱۰) کا ترجمہ اور تاویلی حکمت	۸۸
۶۲	سورۂ نصر کی مزید تشریح	۸۹
۶۳	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱	۹۰
۶۴	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۲	۹۲
۶۵	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۳	۹۴
۶۶	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۴	۹۶
۶۷	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۵	۹۸
۶۸	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۶	۱۰۰
۶۹	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۷	۱۰۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۰	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۸	۱۰۴
۷۱	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۹	۱۰۶
۷۲	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۰	۱۰۸
۷۳	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۱	۱۱۰
۷۴	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۲	۱۱۲
۷۵	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۳	۱۱۴
۷۶	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۴	۱۱۶
۷۷	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۵	۱۱۸
۷۸	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۶	۱۲۰
۷۹	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۷	۱۲۲
۸۰	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۸	۱۲۳
۸۱	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۱۹	۱۲۵
۸۲	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۲۰	۱۲۷
۸۳	آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ، قسط:۲۱	۱۲۸
۸۴	دُعا کرنے کا حکم	۱۳۰
۸۵	تسبیح کرنے کا حکم	۱۳۲
۸۶	قرآنی طب کے عظیم معجزات	۱۳۴
۸۷	بابُ المعجزات (معجزات کا دروازہ) = امامؑ	۱۳۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۸	طبِ الٰہی اور قلبِ سلیم	۱۳۶
۸۹	طبِ الٰہی اور آیاتِ شفاء	۱۳۸
۹۰	کلمۂ تامۂ سلمان کی معرفت کیلئے امدادی حکمتیں	۱۳۹
۹۱	امراضِ باطن کے لئے طبِ الٰہی کا بے مثال نسخہ	۱۴۱
۹۲	جان نثارانِ علیؑ	۱۴۲
۹۳	نفسِ واحدہ کے عجائب و غرائب	۱۴۵
۹۴	خواتینِ قرآن (وہ عظیم خواتین جن کا ذکر قرآنِ حکیم میں آیا ہے).	۱۴۷
۹۵	حضرتِ آدمؑ کی دو بیویاں تھیں	۱۴۸
۹۶	سبقت کا حکم	۱۵۱
۹۷	قرآن اور فکرِ قرآن کی تعریف و توصیف	۱۵۲
۹۸	آفاق و انفس (۴۱:۵۳)	۱۵۵
۹۹	عوالمِ شخصی میں قدرتِ خدا کی نشانیاں / معجزات	۱۵۸
۱۰۰	روحانی سائنس پر سوالات، قسط: ۱	۱۶۰
۱۰۱	روحانی سائنس پر سوالات، قسط: ۲	۱۶۲
۱۰۲	روحانی سائنس پر سوالات، قسط: ۳	۱۶۵
۱۰۳	روحانی سائنس پر سوالات، قسط: ۴	۱۶۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۴	روحانی سائنس پر سوالات، قسط: ۵	۱۷۰
۱۰۵	روحانی سائنس پر سوالات، قسط: ۶	۱۷۴
۱۰۶	ایک انتہائی عجیب و غریب قرآنی سائنس	۱۷۷
۱۰۷	قرآنی قصوں میں عظیم حکمتیں	۱۷۸
۱۰۸	امامؑ کی مقدس محبت	۱۸۰
۱۰۹	قرآنِ حکیم میں سب سے اعلیٰ مثال	۱۸۱
۱۱۰	قرآنِ حکیم میں لفظِ نفس کس طرح آیا ہے؟	۱۸۲
۱۱۱	روحانی سائنس اور قرآنی سائنس	۱۸۳
۱۱۲	اَحسن الحدیث	۱۸۵
۱۱۳	خود گویا خود کار اسمِ اعظم	۱۸۷
۱۱۴	قرآنِ حکیم میں عقل و دانش اور علم و حکمت کی فضیلت و برتری کا بیان	۱۸۸
۱۱۵	تمام مومنین و مومنات کا سب سے بڑا مقدس فریضہ ..	۱۹۰
۱۱۶	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط: ۱	۱۹۲
۱۱۷	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط: ۲	۱۹۴
۱۱۸	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط: ۳	۱۹۶
۱۱۹	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط: ۴	۱۹۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۰	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۵	۲۰۰
۱۲۱	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۶	۲۰۲
۱۲۲	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۷	۲۰۴
۱۲۳	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۸	۲۰۶
۱۲۴	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۹	۲۰۸
۱۲۵	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۱۰	۲۱۰
۱۲۶	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۱۱	۲۱۲
۱۲۷	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۱۲	۲۱۴
۱۲۸	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۱۳	۲۱۶
۱۲۹	قرآنی سائنس پر سوالات، قسط:۱۴	۲۱۸
۱۳۰	قرآنی سائنس کے لئے درج ذیل قرآنی حوالہ جات کو دیکھیں	۲۲۰
۱۳۱	تعدادِ انبیاء علیہم السلام	۲۲۱
۱۳۲	جنّت الاعمال	۲۲۳
۱۳۳	آتشِ سرد = ٹھنڈی آگ	۲۲۴
۱۳۴	عالمِ شخصی کی لوحِ محفوظ	۲۲۷
۱۳۵	عالمِ شخصی میں قلمِ اعلیٰ کا نمونہ	۲۲۹
۱۳۶	حظیرۂ قدس میں انبیاء و اولیاء علیہم السلام	۲۳۱

Institute for Spiritual Wisdom & Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۷	انسانانِ کامل حظیرۂ قدس میں	۲۳۲
۱۳۸	بہشت برائے معرفت	۲۳۳
۱۳۹	کتابِ نفسی میں معرفت کا سب سے بڑا خزانہ	۲۳۴
۱۴۰	آیۂ استخلاف کی تفسیر و تاویل	۲۳۵
۱۴۱	اَلْخَلْقُ عِیالُ اللہ	۲۳۷
۱۴۲	روحانی قیامت اور نزولِ ملائکہ	۲۳۸
۱۴۳	ایک انتہائی عجیب و غریب قلب	۲۳۹
۱۴۴	ایک انتہائی عجیب و غریب قلب سے فنا فی القائم ع س مراد ہے	۲۴۰
۱۴۵	اسلام میں عالمِ انسانیت کیلئے خیر خواہی	۲۴۱
۱۴۶	خدائے واحدِ قہّار	۲۴۲
۱۴۷	عالمِ شخصی کے معجزات اور عجائب و غرائب کی گوناگونی اور ظہورات و تجلّیات کی رنگ برنگی	۲۴۴
۱۴۸	سورۂ ابراہیم (۱۴ : ۲۴ - ۲۵) میں مذکور پاک کلمہ کیا ہے اور پاک درخت کیا ہے ؟	۲۴۵
۱۴۹	حضرت سلیمان ع کی روحانی سلطنت، قسط : ۱	۲۴۶
۱۵۰	حضرت سلیمان ع کی روحانی سلطنت، قسط : ۲	۲۴۸
۱۵۱	حضرت سلیمان ع کی روحانی سلطنت، قسط : ۳	۲۵۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۲	حضرت سلیمانؑ کی روحانی سلطنت، قسط:۴	۲۵۱
۱۵۳	علم وحکمت اور معرفت کا دائرہ یا احاطہ	۲۵۳
۱۵۴	نامۂ اعمال کے بعض حقائق ومعارف	۲۵۵
۱۵۵	قرآنِ حکیم علم وحکمت کی بہشتِ برین ہے	۲۵۶
۱۵۶	قرآنِ عظیم میں صاحبانِ عقل کی ایک بنیادی تعریف ...	۲۵۸
۱۵۷	لشکرِ ارواح	۲۵۹
۱۵۸	خلافتِ الٰہیہ	۲۶۱
۱۵۹	حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام	۲۶۲
۱۶۰	انڈیکس	۲۶۴

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آغازِ کتاب

میں اکثر سوچتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم علمی معجزات، بے پایان انعامات اور لاانتہا احسانات ونوازشات کا کما کانَ حقہٗ، شکر اور سجدۂ شکرانہ کس طرح ادا کروں؟

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! تو اپنی رحمتِ بے نہایت سے ہمارے ہر حلقۂ پہل درویش کو مناجاتِ شکرگزاری کے لئے اعلیٰ توفیق و ہدایت عنایت فرما! یَا رَبَّ العزّت تیری بے شمار نعمتوں کا طوفان عالم گیر اور دائمی ہے۔

قرآنِ حکیم کا ارشادِ مبارک ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (۲۵ : ۵۸)۔

نصیرالدین نصیر (حبِ علی) ہونزائی (ایس آئی)

کراچی

جمعرات ۳۰ ستمبر ۲۰۰۴ء

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

اس کے لامحدود معنی میرے فہم وادراک سے بالاتر ہیں!

اِنتسابِ جدیدی: یہ دور جس طرح ظاہراً مادی سائنس کا ہے، اسی طرح باطناً روحانی اور قرآنی سائنس کا ہے، میرے تجربے میں خواب ہو یا بیداری، اشخاص کے قرآنی ناموں میں اشارتیں اور بشارتیں موجود ہیں، میرے بیحد عزیز فتح علی کے پیارے نام میں دونوں لفظ اتفاقاً قرآنی اور بڑے نیک شگون والے ہیں۔ چنانچہ فتح علی اور گل شکر جسماً انسان اور روحاً فرشتے ہیں۔ ان کی بے شمار خدمات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے خاندان کو نورِ علم وحکمت کی لازوال نعمت سے نوازا ہے، اس باسعادت خاندان کے ارضی فرشتے یہ ہیں: فتح علی، گل شکر، ان کی دخترِ نیک اختر ڈاکٹر فاطمہ، ان کا فرزندِ اکبر نزار علی، اہلیہ شازیہ نزار، بیٹی دُرِّ ثمین نزار، بیٹا فقیر محمد نزار تکینام، رحیم ابنِ فتح علی اور ان کی بیگم گوہرِ فاطمہ۔

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)

کراچی

جمعرات ۳۰ ستمبر ۲۰۰۴ء

قرآنی سائنس

قرآنِ حکیم جس کی سچائی، حقیقت اور علم و حکمت ہر چیز سے بے مثال اور ارفع و اعلیٰ ہے، اس میں سورج کی تمثیل چراغِ روشن سے دی گئی ہے:
سورۃ الفرقان (۲۵) آیت ۶۱، سورۃ النوح (۷۱) آیت ۱۶، سورۃ النبا (۷۸) آیت ۱۳۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ سورج گویا ظرفِ چراغ ہے جس میں ہمیشہ کائناتی جسم سے ایندھن خود بخود اس لئے گرتا رہتا ہے کہ کُل کائنات نفسِ کُلی کی انتہائی قوی گرفت کے زبردست دباؤ میں ہے، جس کی وجہ سے سورج کے چراغ میں داخل شدہ فلکی ایندھن نورِ آفتاب بن جاتا ہے، آپ ظاہری سائنس سے معلوم کر سکتے ہیں کہ سورج کے اندر ایٹمی دھماکے ہوتے رہتے ہیں یا نہیں؟ بہرحال اہلِ دانش کے لئے چراغ کی مثال روشن اور واضح ہے۔

سورۃ بُروج (۸۵: ۱۲) میں ارشاد ہے: اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ = درحقیقت تمہارے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ اس کی کائناتی تفسیر یہ ہے کہ عالمگیر روح (نفسِ کُلّی) نے ساری کائنات کو اپنی بڑی سخت گرفت اور زبردست دباؤ میں لے رکھا ہے، جس کی وجہ سے کائنات کے عین وسط میں سورج کا وجود بنتا ہے، پھر کششِ ثقل کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی اَپڈیٹ ۱۰ ستمبر ۲۰۰۰ء

قرآن اور امامؑ باطن میں ایک ہیں

قرآن اور امامؑ ظاہر میں الگ الگ، مگر باطن میں ایک ہیں، جس کی دلیل (۱) یہ حدیثِ شریف ہے کہ علیؑ (باطن میں) قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ۔ بحوالہ المستدرک، جلدِ سوم۔

دلیل (۲) علیؑ زمانؑ نور ہے اور قرآن کتاب (۵:۱۵)، لیکن امامؑ کے باطن میں قرآن بھی نور ہے، لہٰذا قرآن اور امامؑ ایک ہیں۔

دلیل (۳) قرآن خدا کی کتابِ صامت ہے، اور امامؑ کتابِ ناطق (۲۳:۶۲؛ ۴۵:۲۹)، لیکن اللہ کی یہ دونوں کتابیں باطن میں مل کر ایک ہیں۔

دلیل (۴) قرآن آنحضرتؐ پر روح اور نور کی صورت میں نازل ہوا تھا (سورۂ شوریٰ ۴۲:۵۲)، جب کاتبانِ وحی کے قلم سے رفتہ رفتہ قرآن کی کتابت مکمل ہو گئی تو اس وقت بھی قرآن کی زندہ روح اور زندہ نور رسولِ کریمؐ کی مبارک ہستی میں موجود تھا، لہٰذا خدا کے حکم سے روحِ قرآن بہ اسمِ دیگر نورِ قرآن آپؐ کے وصی علیؑ میں منتقل ہو گئی، جس کی وجہ سے ہر زمانے کا امامؑ نورِ قرآن ہوتا ہے۔

دلیل (۵) جب قرآن کہتا ہے کہ امامِ مبینؑ میں ہر چیز موجود ہے (۳۶:۱۲) تو یقیناً معلوم ہوا کہ امامِ مبینؑ میں سب سے پہلے قرآن موجود ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۶ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ — ۱۴ جنوری ۲۰۰۰ء

حکمتِ کلّیۂ امامِ مُبین ؑ

قسط : ۱

کلّیۂ امامِ مُبین ؑ قوانینِ قرآن میں سے ایک ایسا زبردست اور غالب قانون ہے کہ جس کا اطلاق ہر چیز پر ہوتا ہے، جیسا کہ قلبِ قرآن میں یہ ارشاد ہے: اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ ط وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (۳۶ : ۱۲) یقیناً ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں، اس میں اصل اور پُرحکمت تذکرہ یہ ہے کہ خدا ان لوگوں کو زندہ کرتا ہے جو معرفت کی غرض سے جیتے جی مرجاتے ہیں، ایسے ہی باسعادت لوگوں کے اعمال بھی اور آثار بھی نیک ہوتے ہیں، لہٰذا یہ سب کچھ اور کائنات کی جملہ اشیاء کو اللہ نے امامِ مبین ؑ میں گھیر کر اور گن کر رکھا ہے۔

خداوندِ قدوس کے فضل و کرم سے یہ عظیم قرآنی راز بھی معلوم ہوا ہے کہ ہر امام کے زمانے میں ایک قیامت برپا ہوا کرتی ہے، اور دنیا بھر کے لوگ امام کے عالمِ شخصی میں جاکر خدا کے حکم سے مرکر زندہ ہو جاتے ہیں، لیکن یہ لوگوں کی غیر شعوری قیامت ہے، دیکھیں سورۂ بقرہ (۲ : ۲۴۳) میں۔

... فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاھُمْ ....

اہلِ زمانہ کی نمائندہ روحیں صورِ اسرافیل کی آواز کے ڈر سے اجسام سے نکل کر قیامت گاہ یعنی عالمِ شخصی میں جاتی ہیں، خدا ان سے فرماتا ہے: مرجاؤ تو وہ

تمام ذرّات مرجاتے ہیں، پھر خدا ان کو زندہ کرتا ہے۔

سورۂ لقمان (۳۱ : ۲۸) میں ہے: تم سب کو پیدا کرنا اور نفسانی موت کے بعد جِلانا نفسِ واحدہ (انسانِ کامل) کی طرح ہے، یعنی نفسِ واحدہ کی شعوری اور عرفانی قیامت میں تمام لوگوں کی غیر شعوری قیامت پوشیدہ ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

اتوار ۸ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ — ۱۶ جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حکمتِ کُلّیۂ امامِ مُبین ۴

قسط: ۲

قرآنی حکمت کے عجائب و غرائب اور تاویلی اسرار بے پایان ہیں، آیا یہ حکمت انتہائی حیرت انگیز نہیں ہے کہ غیر شعوری قیامت کی تشبیہ و تمثیل ایسی نیند سے دی گئی ہے، جس میں آدمی کوئی خواب ہی نہیں دیکھ سکتا یا دیکھ کر بالکل بھول ہی جاتا ہے؟ ایک ایسی سِرّی حکمت کے لئے سورۂ زُمر (۳۹: ۴۲) میں بار بار غور سے دیکھیں۔

اس آیۂ مبارکہ کا تاویلی مفہوم یہ ہے: وہ اللہ ہی ہے جو اختیاری موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے، اور جو اختیاری موت سے نہیں مرتا ہے اس کی روح نیند یعنی غیر شعوری قیامت میں قبض کر لیتا ہے، جیسا کہ شعوری قیامت اور غیر شعوری قیامت کا ہم نے بارہا ذکر کیا ہے۔

اگر قانونِ الٰہی کے مطابق انسان کی نیند حقیقی موت ہوتی تو پھر لازماً شروع شروع کی کوئی نیند موت قرار پاتی اور موت کا قصہ ہی ختم ہو جاتا، کیونکہ ظاہری موت ایک دفعہ آتی ہے، اس بیان سے معلوم ہوا کہ مذکورۂ بالا آیت میں تاویل ہے۔

سورۂ نبا (۷۸: ۹) میں ارشاد ہے: وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا = اور ہم نے تمہاری نیند کو باعثِ سکون بنایا۔ نیند روحانیت کی مثالوں میں سے ہے، کیونکہ جس طرح نیند سے جسم کو آرام ملتا ہے، اسی طرح روحانیت سے عقل و جان کو راحت ملتی ہے، نیند میں خواب دیکھتے ہیں، اور روحانیت میں نورانی مشاہدات ہوتے ہیں۔

ن ر ن (حُبِّ علی) ہونزائی ۱۷ جنوری ۲۰۰۰ء

حکمتِ کلّیۂ امامِ مبین ؑ

قسط : ۳

حضرتِ امیرالمومنین علی علیہ السّلام کا پُر حکمت ارشاد ہے کہ آیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے، جبکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ تجھ میں عالمِ اکبر سمایا ہوا ہے۔

جس امامِ مبین ؑ نے سب سے پہلے عالمِ اسلام، صوفیائے کرام، اور دنیائے انسانیت کو انسان کی عظمت و بزرگی اور ہمہ رسی و ہمہ گیری کا راز بتا دیا، آپ اندازہ کریں کہ وہ خود اس مرتبۂ اعلیٰ کا عملی نمونہ تھا یا نہیں ؟ کیوں نہیں۔

اس موقع پر عالمِ اکبر کی وضاحت ضروری ہے، اور وہ ہے ارض و سما اور عرش و کرسی کا مجموعہ، جبکہ ظاہراً انسان عالمِ صغیر ہے، اسی سے ہم نے عالمِ شخصی کی اصطلاح بنائی ہے، اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس تصوّر سے قیامتی انقلاب آ گیا ہے، اور تمام علمی مشکلات آسان ہو گئی ہیں۔

یہ حقیقت خوب یاد رہے کہ قیامت جو اللہ کی سُنّتِ قدیم ہے وہ اس کے خاص بندوں کے عالمِ شخصی میں (۴۰ : ۸۵) برپا ہوتی چلی آئی ہے، جس میں خدا ساری کائنات کو امامِ مبین ؑ میں لپیٹ دیتا ہے، کیوں ایسا کرتا ہے ؟ اس کے بیشمار مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد یہ ہے کہ جو نیک بخت لوگ امامِ مبین ؑ کے عاشق ہیں ان کو بے قیاس انعامات سے نوازا جائے، الحمد للہ ربّ العٰلمین۔

ارض و سما اور ہر چیز کو امامِ مبینؑ میں سمیٹنے کا ذکرِ جمیل واللہ جملہ قرآن میں موجود ہے، جب القابض اور الباسط (یعنی خدا) آسمانوں اور زمین کو امامِ مبینؑ کے عالمِ شخصی میں لپیٹ کر پھر پھیلا دیتا ہے، جس کی وجہ سے ہر ذرّہ کائنات زبانِ حال سے امامِ مبینؑ کی امامت کی شہادت دیتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۸، جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حکمتِ کُلّیۂ امامِ مُبین ؑ

قسط: ۴

بعض علماء امامِ مبین ؑ سے لوحِ محفوظ مراد لیتے ہیں، آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟۔ ج: (۱) قلم نورِ محمدی کا نام ہے، اور لوحِ محفوظ نورِ علی ؑ ہے، اور اللہ نے جہاں تمام چیزوں کو امامِ مبین ؑ میں گھیر کر رکھا ہے وہاں وہ سب کی سب عالمِ عُلوی کی چیزیں ہیں، ان سے لوح و قلم کس طرح باہر ہو سکتے ہیں۔

ج: (۲) اگرچہ لوحِ محفوظ امام ؑ ہی میں ہے، لیکن قرآنِ حکیم جیسی بے مثال کتاب میں تختی کا نام کیونکر امامِ مبین ہو سکتا ہے، وہ بھی قلبِ قرآن میں؟

ج: (۳) اللہ تعالیٰ حکیمِ مطلق ہے، اس نے رسولِ اکرم ؐ کے جدِّ اعلیٰ حضرتِ ابراہیم ؑ کی عظیم شخصیت میں نہ صرف لفظِ امام کے معنی کو بلکہ خود امام ؑ کے منصب کو بھی مشہور و معروف کر دیا۔

ج: (۴) قرآنِ حکیم کی متعدد آیاتِ کریمہ میں امام ؑ اور امامت کی شاندار تعریف آئی ہے، آپ میری کتاب امام شناسی کو پڑھیں۔

ج: (۵) قرآن، حدیث، فقہ، کعبہ، اور مساجد میں امام ؑ کی زندہ مثالیں ہمیشہ موجود ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام میں ہمیشہ امام ؑ برحق از آلِ محمد ؐ حیّ و حاضر اور موجود ہوتا ہے۔

ج: (۶) قلم فرشتۂ عقلِ کُل کا نام ہے، جو نورِ محمدی ہے اور لوح فرشتۂ

نفسِ کُل ہے، جو علیؑ کا نور ہے، نیز آنحضرتؐ کا نور عرش ہے، اور علیؑ کا نور کرسی، اور دیکھو اللہ کی کرسی وہ ہے، جس نے سارے آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر سما لیا ہے (۲ : ۲۵۵) پس امامِ مبینؑ ہی لوحِ محفوظ بھی ہے، کرسی بھی اور نفسِ کُلی بھی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۸، جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حکمتِ کُلّیۂ امامِ مُبین ؑ

قسط: ۵

خداوندِ تعالیٰ نے جس طرح ہر چیز یعنی سب آسمانوں اور زمین کو امامِ مبین ؑ میں گھیر کر اور گن کر رکھا ہے، یہ ایک دفعہ کا واقعہ نہیں، بلکہ ہر قیامت کا مظاہرہ ہے، اور وقوعِ قیامت جو باطنی اور روحانی ہے، اس کے بہت سے مقاصد ہیں، اور مضمونِ قیامت بہت سے مضامین کا مجموعہ ہے، اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ قیامت کے بہت سے نام ہیں، کیونکہ اس کی نوع بنوع مثالیں اور طرح طرح کے امور ہیں۔

ہر بار یداللہ قیامت کا تجدّد کرتا ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے: کُلّ چیزوں کو عالمِ ذرّ میں منتقل کرنا (گھیرنا)، عالمِ ذرّ کو عالمِ شخصی میں محدود کرنا، پھر اس کو حظیرۂ قدس میں لپیٹ لینا، اور رق کو گوہرِ عقل (کتابِ مکنون) میں گھیرنا، اور شمار کر کے فرمانا کہ صرف ایک ہے، یہ ایک یا عددِ واحد کیا ہے؟ اس کی مختلف تاویلات ہو سکتی ہیں، تاہم یہ تاویل بڑی عجیب ہے کہ سارے انسان اس مقام پر ایک ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ امامِ مبین ؑ کے معجزات عالمِ ذرّ، عالمِ شخصی، حظیرۂ قدس اور کتابِ مکنون میں ہیں، جس کی وجہ سے اسکے تاویلی معجزے سرتاسر قرآن میں ہیں۔

ان اسرارِ امامت کی رفعت و عظمت کے رعب کی وجہ سے ہمارا غریب دل کانپ رہا ہے، ذاتِ سبحان کی قسم امامِ اقدس و اطہر ؑ کے ہر ہر عظیم معجزے سے ایسا ہوتا رہا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۹ جنوری ۲۰۰۰ء

حکمتِ کُلّیۂ امامِ مُبین ۴

قسط: ۶

مُنَزّہ مالکُ المُلکی کہ بے پایان حشر دارد = یعنی پاک و برتر ہے اللہ جو حقیقی بادشاہی کا مالک ہے، اور جس کی بے پایان قیامات ہیں یعنی قیامت تو ایک ہی ہے، لیکن اس کے تجدّد کا سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری ہے، ہاں وہ بڑے بڑے وقفوں کے ساتھ ہے۔

دنیا میں شاید کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا ہے جس نے بادشاہی کے تمام چھوٹے بڑے امور کو خود ہی انجام دیا ہو اور بادشاہ کہلایا ہو، پس آپ کو یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بادشاہ ہونے کے کیا معنی ہیں؟ یہ کہ اس نے ہر عظیم کام کے لئے ایک عظیم کارکن کو مقرر فرمایا ہے، جیسے قلم (عقلِ کُلّی) لوح (نفسِ کُلّی) عزرائیل، اسرافیل، میکائیل، جبرائیل، دیگر فرشتے، اور انبیاء و اولیا وغیرہ، اسی طرح خدا نے امام کو کارِ قیامت انجام دینے کے لئے مقرر فرمایا ہے (۱۷: ۷۱)۔

امام محمد باقر علیہ السّلام کا ارشاد ہے: ماقیل فی اللہ فھو فینا، وماقیل فینا فھو فی البلغاء من شیعتنا = جو بات اللہ تعالیٰ کے متعلق کہی گئی ہے وہ ہم پر صادق آتی ہے اور جو بات ہمارے متعلق کہی گئی ہے وہ ہمارے بلیغ مومنین پر صادق آتی ہے۔ (ہزار حکمت۔ ح: ۶۶۸) اس فرمانِ عالی کو آپ ہمیشہ یاد رکھیں۔

ن ر ن (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۱۲ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ — ۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء

حکمتِ کُلّیۂ امامِ مُبین[۴]

قسط: ۷

یہ قرآنی راز بھی از بس عجیب اور پُر از حکمت ہے کہ قیامت جہاں اپنے دامن میں بے شمار رحمتیں اور برکتیں لیکر آتی ہے، وہاں اس کا ایک ہیبت ناک نام عذاب بھی ہے (کئی قرآنی حوالہ جات)۔

آپ سورۂ حجّ (۲۲: ۴۷) میں دیکھیں: اور (اے رسولؐ) تم سے یہ لوگ عذاب (قیامت) کے جلد آنے کی تمنّا رکھتے ہیں اور خدا تو ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا، اور بیشک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار برس کے برابر ہے۔ اس میں یہ واضح اشارہ موجود ہے کہ نزولِ قرآن کے تقریباً ایک ہزار سال بعد کوئی بڑی روحانی قیامت آنے والی تھی، جو آکر اپنے دور رس معجزات کر گئی، اور جیسا کہ بار بار یہ ذکر ہوا ہے کہ قیامت لوگوں کی غیر شعوری حالت میں آتی ہے۔

سورۂ معارج کے آغاز (۷۰: ۱-۴) میں بھی قیامت ہی کا تذکرہ ہے، جس میں عذاب قیامت ہی کے ناموں میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھنے کے لئے جو سیڑھیاں ہیں، وہ ہر زمانے کے حدودِ دین ہیں، مثال کے طور پر نقیب، ماذونِ محدود، داعیٔ مکفوف، داعیٔ مطلق، حجّتِ جزیرہ، حجّتِ مقرّب، باب، امام، اساس، ناطق، نفسِ کُلّ اور عقلِ کُلّ۔

روحانی ارتقاء کی اس سیڑھی پر مرتبۂ حجتی سے قیامت برپا ہوتی ہوگی، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ خدا کی ہر سیڑھی خدا سے واصل ہو جانے کے لئے ہوا کرتی ہے، اور یہ مثال بڑی عالیشان ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۲۱ جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حکمتِ کلّیۂ امامِ مبین ؑ

قسط: ۸

کتاب کوکبِ دُرّی، بابِ سوم سے مولا علی علیہ السّلام کے چند ارشادات؛ مولا علیؑ نے فرمایا: غیب کی کنجیاں میرے پاس ہیں۔ فرمایا: میں ہر چیز کا علم رکھتا ہوں۔ فرمایا: میں ہوں ذوالقرنین۔ فرمایا: وہ مبارک پتھر میں ہوں، جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے (۲: ۶۰)۔ فرمایا: میں لوحِ محفوظ ہوں (جس میں قرآنِ مجید ہے، (۸۵: ۲۱-۲۲) میں ہوں وحیِ خدا (قرآن) کا ترجمان۔ ارشاد ہوا: میں ہوں علمِ خدا کا خزانچی (۱۵: ۲۱)۔

فرمایا: میں ہوں دابۃُ الارض (۲۷: ۸۲)۔ میں ہوں ساعت (قیامت؛ ۲۵: ۱۱)۔ میں ہوں کتاب لاریب فیہ (۲: ۱-۲)۔ میں ہوں اسماءُ الحسنیٰ (۷: ۱۸۰) میں ہوں نورِ کوہِ طور (۵۲: ۱۹) میں ہوں قیامت کو قائم کرنے والا (بحوالہ اسمائے قیامت و مضامینِ قیامت)۔ میں ہوں ناقور (۷۴: ۸)۔

غیب کی کنجیوں سے علم الاسرار مراد ہے۔ امام ہر چیز کا علم رکھتا ہے، کیونکہ خدا نے ہر چیز کو گھیر کر امامِ مبینؑ میں رکھا ہے۔ یہی ارشاد حدیثِ شریف میں بھی ہے کہ علیؑ اس امّت کا ذوالقرنین ہے، اس سے ظاہر ہے کہ علیؑ یعنی امامؑ امّت کے ساتھ دنیا میں ہمیشہ موجود ہے۔ علیؑ حظیرۂ قدس کا حجرِ مکرّم ہے، جس سے بارہ حجّتوں کے لئے علم کے چشمے جاری ہوئے۔ امامِ مبینؑ لوحِ محفوظ بھی ہے، جس میں

قرآنِ مجید ہے۔

امام علیہ السّلام قرآن کا ترجمان، یعنی معلّمِ ربّانی اور مُؤوّل ہے، باالفاظِ دیگر وہ نورِ مُنزّل ہے۔ وہ خدا کے خزانۂ علم کا خزانچی ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

اتوار ۲۳ جنوری ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قریۂ ہستی/عالمِ شخصی

بحوالہ سورۂ بقرہ (۲ : ۲۵۹) یقیناً یہ کوئی سالک ہی تھا، جس نے منزلِ عزرائیلی میں اپنے قریۂ ہستی/عالمِ شخصی کو زیر و زبر اور فنا ہوتے ہوئے دیکھا اور حیرت سے کہا کہ اللہ اب اس کو کس طرح زندہ کریگا؟ وہ شخص خود بھی نفسانی موت کے عالم میں تھا، اور دنیا بھر کے زندہ اور مردہ لوگوں کی تمام روحیں آ آ کر سالک کی روح کے ساتھ مل رہی تھیں، کیونکہ خدا اس کو نفسِ واحدہ بنا رہا تھا، اور تمام روحیں اس کی اپنی روحیں قرار پا رہی تھیں، اللہ تعالیٰ نے برائے امتحان سالک کو ایسے شخص کی روح قرار دیا جو سو سال پہلے مر چکا تھا، پھر خدا نے سالک کو روحانی طور پر زندہ کر کے پوچھا کہ بتاؤ کتنے عرصے تک مردہ رہا؟ چونکہ وہ ابھی عارف نہیں ہوا تھا، صرف سالک تھا، اس لئے یہ راز اس سے مخفی رہا۔ اور خدا کے بھیدوں کو عارف بھی نہیں جانتا، مگر اس کے اذن سے۔

ایسا شخص صرف روحانی طور پر سو سال مر کر زندہ ہو گیا تھا، مگر جسم اور اسکی غذائیں تر و تازہ تھیں، اور سواری کا گدھا (حمار) جسم ہے، اور خدا نے اس شخص کو لوگوں کے لئے اپنا معجزہ قرار دیا، یعنی ہمیشہ ایسا معجزہ ہوتا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جسمانی تخلیق کے عجائب و غرائب پر غور کرنے کا حکم دیا کہ اس نے کس طرح انسانی بدن کے اندر ہڈیوں کا ڈھانچا بنایا، اس پر گوشت اور پوست چڑھا کر مضبوط کر دیا اور اس میں زندگی کی لہر دوڑائی۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی پیر ۲۴ جنوری ۲۰۰۰ء

حکمتِ بارِ امانت

بحوالۂ سورۂ احزاب (۳۳ : ۷۲) ہم نے قبلاً معرفت کے موتی حصّۂ دوم: ص ۵۰ اور ۵۸ تا ۵۹ پر بارِ امانت کے بارے میں لکھا ہے۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، پس بارِ امانت والی آیۂ شریفہ کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو کرامت اور فضیلت بخشی ہے، جس کی بدولت وہ بارِ امانت کا حامل ہو سکتا ہے، اس فضلِ الٰہی کو آشکار کرنے کے لئے بارِ امانت کائنات کے سامنے پیش کیا گیا، لیکن وہ یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتی تھی، لہٰذا اس نے ڈر کر انکار کیا، آیت میں کائنات سے متعلق جو کچھ ارشاد ہوا ہے وہ زبانِ حال کی ترجمانی ہے۔

قرآن فرماتا ہے: بارِ امانت کو انسان نے اٹھایا، اور وہ یقیناً ظلوم اور جہول ہے، یعنی وہ بڑا تاریک اور بہت نادان ہے (پس چارۂ کار یہ تھا کہ وہ بارِ امانت کو اٹھائے)۔

آیت کا باطن: قرآن کی باطنی تاویل عالمِ شخصی میں ہے، پس وہاں کے آسمان، زمین اور پہاڑ کاملین ہیں، یہ حضرات جب تک انسان تھے تب تک بارِ امانت یعنی اختیار کا بوجھ اٹھاتے رہے، لیکن جب یہ فرشتے ہو گئے تو اختیار کی جگہ پر ہدایتِ الٰہی کام کرنے لگی، اور اسی کے ساتھ بارِ امانت کا قصّہ ختم ہو گیا۔

کیونکہ ہر زمانے میں جو قیامت ہوتی ہے، اس کے لئے ایک بار اللہ کا پروگرام ہوتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

منگل ۱۳ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ ۲۵ جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۱

اسرارِ نفسِ واحدہ انتہائی عجیب و غریب ہیں، واحدہ بروزنِ فاعلہ کے معنی ہیں ایک، نیز اس کا مطلب ہے ایک کرنے والا، یا ایک کر لینے والی۔

قرآنِ حکیم میں نفسِ واحدہ کے حوالہ جات یہ ہیں: سورۂ نساء (۴: ۱)، سورۂ انعام (۶: ۹۸)، سورۂ اعراف (۷: ۱۸۹)، سورۂ لقمان (۳۱: ۲۸)، سورۂ زُمر (۳۹: ۶)۔

انبیائے قرآن کے سلسلے میں اوّلین نفسِ واحدہ حضرتِ آدم علیہ السّلام ہے، سورۂ زُمر (۳۹: ۶) میں دیکھیں؛ ترجمۂ اصلی: اسی خدا نے تم سب کو ایک ہی جان (روح) سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔ یہاں بہت بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ امرِ ناممکن کس طرح ممکن ہوا کہ اللہ نے تنہا آدمؑ سے سب لوگوں کو پیدا کیا اور حوّا کو بعد میں پیدا کیا؟۔ ج: نہیں، نہیں، یہ آفرینشِ روحانی کا ذکر ہے، تخلیقِ جسمانی کا قصّہ نہیں۔ اس سرِّ عظیم کی وضاحت یوں ہے کہ جب آدمؑ کی روحانی قیامت قائم ہوئی تو اس وقت خدا کے حکم سے اگلے دور کی تمام روحیں آدمؑ میں آکر اسی کی ذرّیت ہو گئیں۔

اب رہا سوال آدمؑ کی بیوی کا جو بعد میں خود آدمؑ ہی سے پیدا کی گئی تھی، اس سے اساس مراد ہے جو ناطق (آدمؑ) کے علم سے پیدا ہوا۔

آپ نے تجدُّد کے بارے میں سنا ہے اور پڑھا ہے، چنانچہ ہر روحانی

قیامت میں جملہ ارواح کا تجدّد ہوتا ہے، یعنی ہر نفسِ واحدہ کا باطنی قصّہ گویا قصّۂ آدم ہے، جو اوپر بیان ہوا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۲۶ جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۲

آدمِ زمان کی اصطلاح میں نفسِ واحدہ کا راز ہے، روحانی والدین کا مطلب بھی یہی ہے اور سب سے بڑی عالیشان بات یہ ہے کہ امامِ زمان علیہ السّلام اپنے تمام خوش نصیب مریدوں کو فرزندانِ روحانی کا درجہ عطا فرماتا ہے، کون؟

ج: امیر المومنین، اعنی علیؑ زمانؑ۔

ہر نبی اور ہر ولی (امامؑ) نفسِ واحدہ ہوتا ہے، اور عُرفاء ان میں فنا ہو کر عملی اور کُلّی معرفت حاصل کر لیتے ہیں، یاد رہے کہ عملی معرفت ہی کنزِ مخفی ہے، جو سب سے بڑا اور سب سے آخری خزانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ القابض اور الباسط ہے، لہٰذا وہ تمام ارواحِ خلائق کو زمانے کے نفسِ واحدہ میں جمع کر کے اس کی نسل ٹھہراتا ہے، اور اسی کی ذرّیت کے طور پر لوگوں میں پھیلا دیتا ہے، پھر آنے والے نفسِ واحدہ میں اسی طرح تمام روحوں کو بذریعۂ قیامت جمع کرتا ہے، اور ہمیشہ یہی سلسلہ جاری ہے۔

بہت بڑی حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جملہ خلائق کی ارواح نفسِ واحدہ کی امانت ہیں، اس لئے روحیں سب کی سب وقت آنے پر نفسِ واحدہ میں جمع ہو جاتی ہیں، اور یہی مطلب دوسری کئی آیات میں بھی ہے۔ اسی معنیٰ میں قیامت کا ایک نام حشر و نشر ہوا، یعنی سب کا ایک میں جمع ہونا، پھر سب میں پھیل جانا، پس علم الارواح کا جاننا بے حد ضروری ہے۔

ن ر ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی ۲۶، جنوری ۲۰۰۰ء

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۳

نفسِ واحدہ میں تمام انسانوں کی ازلی وحدت کا عظیم راز۔

سورۂ اعراف کی آیۂ مبارکۂ یازدہم (۷: ۱۱) میں ایک بڑا عجیب سِرّی معجزاتی مِرآت (آئینہ) ہے، جس میں اگر بنظرِ معرفت دیکھا جائے تو اسرارِ باطن کا ایک بے مثال اور رازداں خزانہ دکھائی دیتا ہے، سبحان اللہ!

آیۂ شریفہ کا تاویلی مفہوم: حضرتِ آدم علیہ السّلام کی باطنی قیامت میں تمام لوگوں کی تخلیقِ روحانی کا تجدّد ہوا، پھر خدا نے سب کو نفسِ واحدہ (آدمؑ) کے ساتھ ایک کر کے صورتِ رحمان پر پیدا کیا، اللہ کا یہ انتہائی عظیم معجزہ حظیرۂ قدس میں ہوا، یہ وہ روحانی اور باطنی بہشت ہے، جس میں ہر ہر نعمت ممکن ہو جاتی ہے۔

کیا تم علم الیقین کی روشنی میں اپنے ان احوال کو جاننا چاہتے ہو جو آدمؑ کیساتھ تم پر گزر گئے تھے، تو پھر قرآنی حکمت کا شیدائی بنو، اور اسرارِ نفسِ واحدہ کو غور سے پڑھو، تاکہ تمہارے پاس ایک عظیم الشان علمی اور معلوماتی خزانہ جمع ہو جائے۔

قصۂ آدمؑ سب سے عظیم حکمتوں کا قصہ بھی ہے اور ماضی و مستقبل کے بیشمار آدموں کا حجاب بھی ہے، پس میرا یہ کہنا درست ہے کہ قصۂ آدمؑ کے بھیدوں کو سوائے عارفوں کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۷ جنوری ۲۰۰۰ء

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۴

ہزار حکمت (ح: ۵۱۹) میں بحوالہ بخاری اور مسلم جیسا کہ لکھا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہو جاتا ہے، وہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (حظیرۂ قدس میں) اپنی صورت پر پیدا کیا تھا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہی قصہ آدمِ زمانؑ کا بھی ہے۔

امامِ حیّ وحاضر آدمِ زمانؑ اور نفسِ واحدہ ہے، یہی مقدّس ہستی جو نورِ الٰہی ہے، حظیرۂ قدس کی بہشت میں بصورتِ رحمان جلوہ گر ہے، اور یہ مرتبہ اس کو خدا ہی نے عطا کر دیا ہے، پس جو بھی حقیقی فرمانبرداری سے فنا فی الامامؑ ہو جاتا ہے، وہ آج کی جنت میں بھی اور آنے والا کل کی جنت میں بھی اپنے روحانی باپ کی طرح رحمانی صورت میں ہوگا اور یہ حقیقت چونکہ امامِ آلِ محمدؐ کے خزانے سے ہے، لہٰذا اس میں امامؑ کے عاشقوں کے لئے بہت کچھ ہے۔

جو لوگ معرفت کی بہشت (حظیرۂ قدس) میں داخل ہو جاتے ہیں، وہی نیک بخت لوگ اپنے روحانی باپ آدمِ زمان علیہ السلام کی صورت میں ہوتے ہیں، اور اللہ نے ہر آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ پس حضرتِ علی علیہ السلام یقیناً وجہ اللہ تھا، اور ہر امامؑ اپنے زمانے میں صورتِ رحمان یعنی وجہ اللہ ہوتا ہے، اور اس میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۲۸ جنوری ۲۰۰۰ء

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۵

یہ پُراز حکمت ارشاد سورۂ لقمان (۳۱ : ۲۸) میں ہے: مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ .... پہلا ترجمہ: تم سب کا پیدا کرنا اور پھر (مرنے کے بعد) جِلا اُٹھانا نفسِ واحدہ کی طرح ہے۔ دوسرا ترجمہ: تم سب کا پیدا کرنا اور پھر (نفسانی طور پر مرنے کے بعد) جِلا اٹھانا نفسِ واحدہ کی طرح ہے۔

تشریح: نفسِ واحدہ کی قیامت سب لوگوں کی قیامت ہے، کیونکہ وہ کُل اور یہ سب اس کے اجزاء ہیں، ان میں سے عارفین پر شعوری اور باقی سب پر غیر شعوری قیامت گزرتی ہے۔

جب نفسِ واحدہ کی روحانی قیامت کے لئے صور پھونکا جاتا ہے تو تمام لوگ منزلِ عزرائیلی میں داخل ہو جاتے ہیں، پس خدا ان سے فرماتا ہے: مرجاؤ، تو وہ سب کے سب مرجاتے ہیں، پھر خدا ان کو زندہ کرتا ہے (۲ : ۲۴۳) آپ محولہ آیتِ کریمہ کو خوب غور سے پڑھیں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ تمام لوگوں کی غیر شعوری قیامت ہے۔

آپ مذکورہ آیت کے آخری حصے میں بھی خوب غور کرنا، وہ یہ ہے: إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ = بیشک خدا لوگوں پر بڑا مہربان ہے، مگر اکثر لوگ اس کا شکر نہیں کرتے یعنی اللہ

تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ صورِ قیامت کے ذریعے سے سب لوگوں کو نفسِ واحدہ (امامِ زمانؑ) میں جمع کر کے ان سے فرماتا ہے : مُوتوا، یعنی مر جاؤ، پھر ان کو زندہ کرتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۶

قرآنی حکمت کا فرمانا ہے کہ امام علیہ السّلام ہی خدا کے حکم سے قیامت برپا کرتا ہے جس کی وجہ سے اہلِ زمانہ سب کے سب امامِ زمانؑ کے عالمِ شخصی میں جمع ہو جاتے ہیں، اسی معنیٰ میں امامِ عالی مقام نفسِ واحدہ ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمام لوگوں کو اپنی ذات کے ساتھ ایک کر لیتا ہے، جملہ ارواحِ خلائق کو شخصی وحدت میں جمع کرنے کا عمل زمانہ آدمؑ میں شروع ہوا تھا، اور یہی سنّتِ الٰہی ہے، جس میں کوئی تبدیلی نہیں۔

قرآنِ حکیم نے فرمایا کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کی شخصیت ایک پوری اُمّت تھی۔ (۱۶: ۱۲۰) یعنی ابراہیمؑ نے نفسِ واحدہ کی حیثیت سے تمام نفوسِ خلائق کو اپنے ساتھ ایک کر لیا تھا۔

یاد رہے کہ حجّ کی تاویل قیامت ہے (۲۲: ۲۷) جیسا کہ اللہ کی طرف سے حضرتِ ابراہیمؑ کو دعوتِ حجّ کا حکم ہوا: وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ ۔ اور لوگوں کو حجّ کی خبر کر دو۔ ناس دنیا بھر کے لوگوں کا نام ہے، حضرتِ ابراہیمؑ کے زمانے میں دنیا کے تمام لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے، اور نہ اس زمانے میں آج کی طرح مواصلات کا کوئی نظام تھا، لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم امام علیہ السّلام کو قیامت برپا کرنے کا حکم دیا تھا، اس سے یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ امامِ عالی مقامؑ یقیناً صاحبِ قیامت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۳۰ جنوری ۲۰۰۰ء

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۷

حدیثِ شریف ہے: اِنَّ لِلقُرآنِ ظَھرًا وَّبَطنًا وَلِبطنہٖ بَطنٌ اِلیٰ سَبعَۃِ اَبطُنٍ = یقیناً قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، اور باطن کا بھی باطن ہے، یہاں تک کہ ساتواں باطن آتا ہے۔ (مثنوی مولوی معنوی، دفتر سوم)۔

سورۂ توبہ کی آیتِ سوم (۹:۳) میں حجِ اکبر کا ذکر آیا ہے جس سے قیامت مراد ہے، کیونکہ وہ حجِ اکبر کا دن ہے، جبکہ حجِ ظاہر حجِ اصغر ہے۔

وہ آیتِ شریفہ یہ ہے: وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُہٗ ؕ = اور خدا اور اس کے رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن (صورِ اسرافیل کی) منادی کی جاتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں۔

صورِ اسرافیل کی تاویلات: اسی سے حضرت آدم علیہ السّلام کی روحانی قیامت برپا ہوئی، اور اسی کے ذریعے سے آدمؑ میں خدائی روح پھونک دی گئی، انبیا و اولیا علیہم السّلام اور عارفین کی قیامت اسی سے برپا ہوئی، اور ناقورِ عشق بھی یہی ہے، یہ دعوتِ دینِ حق بھی ہے اور دعوتِ قیامت بھی، حضرت داؤدؑ کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح خوانی کا معجزہ صورِ اسرافیل کی آواز کی لپیٹ میں تھا۔

جی ہاں، روحانی حج کی منادی بھی صورِ اسرافیل کے ذریعے سے ہوتی ہے، اور ناقورِ عشق بھی یہی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۳۱ جنوری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ نفسِ واحدہ

قسط: ۸

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا جدِّ اعلیٰ تھا، وہ قرآن میں نفسِ واحدہ کا سب سے نمایاں نمونہ ہے، جبکہ وہ رسول بھی ہے، امام بھی اور اُمّت بھی ہے (۱۶: ۱۲۰)۔

نورٌ علیٰ نور (۲۴: ۳۵) قرآن حکیم کا ایک ایسا درسِ حکمت ہے کہ جس میں صاحبانِ عقل کے لئے بہت سے اسرار موجود ہیں، پھر اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ محمدؐ و علیؑ نورٌ علیٰ نور ہیں، اس لئے ان میں انبیاءؑ و اولیاءؑ کے انوار جمع اور ایک ہیں، کیا یہ نفسِ واحدہ کی سب سے بہترین مثال نہیں ہے؟

آیا نورٌ علیٰ نور کی عظیم حکمتوں میں سے ایک بہت بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں جہاں نور کا ذکر آیا ہے وہ حقیقت میں ایک ہی نور ہے؟ ر ح: جی ہاں، نورٌ علیٰ نور کا واضح مطلب یہی ہے۔ اور اس کی تائید میں یہ دلیل بھی ہے کہ حظیرۂ قدس میں خدا، رسولؐ، امامؑ، اور مومنین و مومنات کا نور ایک ہی ہے۔

مومنین و مومنات کا نور ازل اور نفسِ واحدہ امامِ مبینؑ ہی ہے، اس کا سب سے نمایاں تذکرہ قرآن کے تین مقامات پر ہے: سورۂ حدید (۵۷: ۱۲، ۱۹) سورۂ تحریم (۶۶: ۸) ارشادِ حق تعالیٰ ہے: دنیا ہی کی روحانی قیامت میں تم مومنین اور مومنات کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑ رہا ہوگا ... یہ حظیرۂ قدس

کا قصہ ہے، جس کا قانون یہ ہے کہ مومنین و مومنات سب کے سب نفسِ واحدہ میں ہوں گے، اور ان کو کنزِ مخفی مل چکا ہوگا، اور اللہ نے ان کو صورتِ رحمان پر خلق کیا ہوگا، یہی مونو ریالٹی کا سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے، الحمد للہ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
یکم فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۱

قیامت کے بہت سے ناموں میں سے ایک نام یَوْمَ الْفَصْل (۷۸: ۱۷) ہے، یعنی فیصلے کا دن، جس سے عصرِ حاضر مراد ہے، یقیناً یہی زمانہ باطنی فیصلے کا دن ہے، پس اسی زمانے میں یہ سِرّی فیصلہ ہوا کہ تمام نظریات میں سے نظریۂ یک حقیقت درست اور صحیح ہے، لہٰذا اس نظریے کی ٹھیک ٹھیک وضاحت بے حد ضروری ہے۔

جب امرِ واقعی یہی ہے، تو اس کی مثالیں قرآنِ حکیم میں ضرور موجود ہوں گی، جی ہاں، بیشک، یک حقیقت (مونو ریالٹی) کی بہت سی مثالیں قرآنِ مقدس میں آئی ہیں، جیسے اسرارِ نفسِ واحدہ کے عنوانات کے تحت ذکر ہوا کہ تمام نفوسِ خلائق ہر نفسِ واحدہ کی قیامت میں جمع ہو جاتے ہیں، اور یہ جملہ ارواحِ عالمِ ذر اور عالمِ شخصی کے بعد مقامِ معراج (حظیرۂ قدس) میں نفسِ واحدہ میں فنا ہو کر اس کے ساتھ ایک ہو جاتی ہیں، اور پھر صورتِ رحمان کا سب سے بڑا معجزہ ہوتا ہے، اور یہی یک حقیقت ہے۔

حدیثِ شریف ہے: اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ = بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم (و آدمی) کو (حظیرۂ قدس کی بہشت میں) اپنی صورت پر پیدا کیا، اور قرآن میں ارشاد ہے: کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (۲۸: ۸۸)

عالمِ شخصی کی ہر چیز فنا ہو جاتی ہے، مگر عارف صورتِ رحمان میں باقی رہتا ہے۔ یہی فنا فی اللہ و بقا باللہ کی توضیح ہے۔ اور یہی یک حقیقت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۲۶ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ ۳ فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۲

سورۂ رحمان (۵۵ : ۲۴) میں جن قابلِ تعریف کشتیوں کا ذکر آیا ہے وہ انبیاء و اولیا علیہم السّلام ہیں، جو اپنے اپنے زمانے میں بحرِ روحانیت کی خدائی کشتیاں ہیں، تاکہ لوگوں کو نجات دلا کر وجہ اللہ (صورتِ رحمان) سے واصل کر دیں، پس آیت ۲۶ میں اس مقصدِ عالی کے لئے سب کے فنا ہو جانے کا بیان ہے، اور آیت ۲۷ میں یہ واضح اشارہ ہے کہ وہ سب کے سب وجہ اللہ (صورتِ رحمان) میں ہمیشہ باقی ہوں گے اور یہ تاویل بھی اپنی جگہ پر بالکل درست ہے کہ وجہ اللہ اور صورتِ رحمان حضرتِ علی علیہ السّلام ہے۔

سورۃ انعام کی وہ آیۂ شریفہ جو وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی سے شروع ہو جاتی ہے (۶ : ۹۴) اپنے باطن میں چوٹی کے اسرار رکھتی ہے، جس کا خطاب تمام لوگوں سے ہے، مگر انسانِ کامل کے توسط سے، کیونکہ ہر زمانے کے لوگ اپنے وقت کے نفسِ واحدہ کے ذریعے سے خدا سے واصل ہو جاتے ہیں، درحالے کہ وہ ہر طرح سے فنا ہو جاتے ہیں، اور ان کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے، مگر وہی مجرّد حقیقت جو پہلی بار پیدا کی گئی تھی، یعنی صورتِ رحمان، جو یک حقیقت ہے۔

سورۂ قصص کے آخر (۲۸ : ۸۸) میں جو آیۂ کریمہ ہے، وہ مغزِ حکمت سے مملو ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔

تاویلی مفہوم۔ جب روحانی قیامت برپا ہونے لگتی ہے تو دنیا کے تمام لوگ ذرّاتِ لطیف کی صورت میں آکر عالمِ شخصی میں داخل ہو جاتے ہیں، جہاں وہ خدا کے حکم سے دو دفعہ مر جاتے ہیں اور دو دفعہ زندہ ہو جاتے ہیں، پہلی موت منزلِ عزرائیلی میں واقع ہوتی ہے اور دوسری موت پیشانی میں، پھر حالتِ فنا میں عارف کو وجہ اللہ (صورتِ رحمان) کا دیدار ہوتا ہے، یہی دیدار عارف کا صورتِ رحمان پر پیدا کیا جانا ہے، مگر یہ کوئی نیا کام ہرگز نہیں، بلکہ عارف آئینہ حظیرۂ قدس میں اسرارِ ازل کا مشاہدہ کرتا ہے، یہاں حکم سے کلمۂ کُن مراد ہے، اور یہ رجوع سب کا رجوع ہے، اور مقامِ رجوع بڑا عجیب و غریب ہے، کہ وہ ازل بھی ہے اور ابد بھی، ابداع بھی ہے اور انبعاث بھی، مبدا بھی ہے اور معاد بھی، الغرض صورتِ رحمان یک حقیقت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۴ فروری ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۳۰

سورۂ اعراف (۷ : ۱۵۸) میں ارشاد ہے: قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۔ تو کہہ دے اے لوگو! یقیناً میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔ کیا آپ نے اس آیۂ شریفہ میں کماحقہ غور کیا ہے؟ کیا اس آیۂ کریمہ کا یہی مطلب نہیں ہے کہ آنحضرتؐ دنیا کے تمام لوگوں کے لئے رسول تھے؟ جی ہاں، اس میں کوئی شک ہی نہیں۔

یاد رہے کہ ہر رسولِ ناطقؑ کے کارِ دعوت میں مدد کرنے کے لئے حدودِ دین ہوا کرتے ہیں، جیسے اساسؑ، امامؑ، باب، حجتانِ جزائر، اور تقریباً ۳۶۰ داعی، تاکہ دعوتِ حق کی روشنی ہر زمانے کے لوگوں کو پہنچ سکے، تاکہ خدا پر لوگوں کی یہ حجت نہ ہو کہ ان کے زمانے میں ہدایتِ حقہ کا کوئی خاص وسیلہ نہ تھا (۴ : ۱۶۵)۔

سورۂ انبیاء (۲۱ : ۱۰۷) میں فرمانِ الٰہی ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ اور (اے) رسولؐ ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر سب جہانوں (یعنی عوالمِ شخصی) کے لئے۔ اور رسولِ پاکؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے الخلق عیال اللہ ۔ مخلوق (گویا) خدا کا کنبہ ہے۔

بیانِ بالا سے ظاہر ہے کہ خدا اپنی مخلوق کو ہرگز ضائع نہیں کرتا، جبکہ اس نے اپنے محبوب پیغمبرؐ کو ہر عالمِ شخصی کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اس

کے معنی یہ ہیں کہ ہر زمانے میں رسولؐ کا نمائندہ (امامِ زمانؑ) لوگوں کے درمیان موجود ہے جو اہلِ زمانہ کو زبردستی سے اسلامِ مجسّم میں داخل کر کے ابدی نجات دلانے کی غرض سے بحکمِ خدا قیامت برپا کرتا ہے (۱۷ : ۷۱)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۷، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۴

روشنائی نامہ میں ہے: زنورِ اُو تو ہستی ہمچو پرتو + حجاب از پیش بردارد تو اُو شو = اے انسان تو خدا کے نور کا عکس ہے، جیسے سورج کا عکس آئینے میں ہوتا ہے، پردے کو سامنے سے ہٹادے اور تو اپنی حقیقت کو خدا کی وحدت میں دیکھ لے۔

سورۂ فرقان (۲۵: ۴۵) میں خود ظلِّ الٰہی کی مثال ہے، جس سے نفسِ واحدہ مراد ہے، جس کا ذکر ہو چکا ہے، نفسِ واحدہ ہی سے نفوسِ خلائق دنیا میں پھیل جاتے ہیں، اور پھر بذریعۂ قیامت نفسِ واحدہ میں جمع ہو جاتے ہیں اور نفسِ واحدہ میں فنا ہو کر واصل باللہ ہو جاتے ہیں۔

سُورۂ دھر کے آغاز (۷۶: ۱) میں ارشاد ہے: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا = کیا آیا ہے انسان پر ایک ایسا وقت دھر میں سے کہ وہ کوئی چیز نہ تھا جو ذکر کے قابل ہو۔ یہ مرتبۂ حق الیقین کا سب سے عظیم راز ہے کہ جس میں انسانی حقیقت ہمیشہ خدا میں ہونے کا مشاہدۂ عرفانی ہوتا ہے، اور یک حقیقت کا انکشاف ہے۔

اس حکیمانہ سوال کا یہ مقصد ہے کہ ہر عارف پر ایسا وقت گزرتا ہے جس میں وہ دل کی آنکھ سے اسرارِ ازل کا مشاہدہ کرتا ہے، وہ اسرار جو زمان و مکان سے ماورا ہیں

یعنی وہ حقائق و معارف جو عالمِ عُلوی میں ہیں۔

یہ قانونِ حقیقت خوب یاد رہے کہ اِحاطۂ امامِ مبین ہی (۳۶ : ۱۲) حظیرۂ قدس ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لامحدود چیزوں کو محدود کر کے رکھا ہے، اور بے شمار اشیاء کو عددِ واحد میں سما کر گن لیا ہے، پس چشمِ بصیرت کے لئے اسرارِ ازل کا مشاہدہ اور یک حقیقت کی معرفت غیر ممکن نہیں ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

منگل ۱، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۸، فروری ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۵

مولا علی علینا مِنہُ السّلام کا بابرکت ارشاد ہے: مَن عَرَفَ نفسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہ ۔ جس نے اپنی روح (یعنی روحِ چہارم) کو پہچان لیا تو بیشک اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا، ہر انسان میں تین روحیں ہوتی ہیں: روحِ نباتی، روحِ حیوانی، روحِ انسانی، پس روحِ انسانی سے معرفت کے لئے مکمل تیاری ہو سکتی ہے، مگر عین الیقین اور حق الیقین کے لئے روحِ قدسی کی سخت ضرورت ہوتی ہے جو پیغمبرؑ اور امامؑ میں ہوتی ہے۔

اب ارشادِ بالا کی تاویلی حکمت آسان ہو گئی، وہ یہ ہے کہ جس نے اپنی چوتھی روح (یعنی امامِ زمانؑ) کو پہچان لیا، اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا، حضرتِ امیر المومنین علیؑ کے ارشادِ گرامی کی حکمت یہی ہے۔

س: اس کی دلیل کیا ہے کہ مومنین و مومنات کے لئے ایک چوتھی روح بھی ہے، جو عوام الناس کے لئے ممکن نہیں؟ ۔ ج: ہر عظیم روح کا دوسرا نام نور ہے، جس طرح آدمؑ میں خدائی روح سے مراد خدا کا نور ہے، اور قرآن کی روح قرآن کا نور ہے (۴۲: ۵۲) اسی طرح مومنین و مومنات کا نور ان کی روحِ چہارم ہے (۵۷: ۱۲، ۱۹)، (۶۶: ۸) پس مومنین و مومنات کی روحِ چہارم یا ان کا نور امامِ زمانؑ ہے، جس کی معرفت مومن یا مومنہ کی اپنی معرفت اور اپنے ربّ کی معرفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس رحمتِ بے کراں پر کون اعتراض کر سکتا ہے، جبکہ اللہ کے نور سے رسولؐ کا نور ہے، رسولؐ کے نور سے امامؑ کا نور، اور اس سے مومنین و مومنات کا نور ہے، اور نورِ علیٰ نور کے بموجب یہ دراصل ایک ہی نور اور ایک ہی حقیقت ہے، پس سب سے عظیم راز یہ حقیقت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۲، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۹، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۶

سورۂ اعراف (۷ : ۱۷۲) کی سب سے عظیم حکمت انتہائی عجیب و غریب ہے، آیت کا ترجمہ: اور اے نبیؐ، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے ربّ نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی ذریّت کو لیا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا، "کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟" انہوں نے کہا ضرور آپ ہی ہمارے ربّ ہیں۔

قرآن کریم کی اس پُرحکمت تعلیم میں تمام شعوری اور غیر شعوری قیامات کا یکجا ذکر ہے، کیونکہ خاصانِ الٰہی کی عرفانی قیامت میں سب لوگ غیر شعوری طور پر شامل ہو جاتے ہیں، تاآنکہ حق میں جملہ ارواح سے عہدِ الست لیا جاتا ہے۔

ہر قیامت سراسر نفسِ واحدہ ہی کی نمائندگی میں ہوتی ہے، اور کوئی شخص حظیرۂ قدس میں داخل نہیں ہو سکتا، مگر نفسِ واحدہ میں فنا ہو کر، اور عہدِ الست کے تجدُّد میں اسی انسانِ کامل کی نمائندگی ہوتی ہے، اور باقی سب اسی میں فنا ہو چکے ہوتے ہیں، یہاں پر ایک انتہائی عظیم "سرِّ سگو" بھی ہے، چونکہ یہ یک حقیقت کا مضمون ہے، اس لئے ہم اس سرِّ اعظم کو بیان کریں گے، وہ یہ ہے کہ جب نفسِ واحدہ حظیرۂ قدس میں داخل ہوتا ہے تو وہ صورتِ رحمان میں ہوتا ہے، لہٰذا وہ ایک طرف سے نمائندۂ خلائق ہے، اور دوسری جانب سے مظہرِ خدا، پھر حق کے امور میں سوچنا ہوگا کہ انہیں کون انجام دیتا ہے؟

حق عالمِ وحدت ہے، یہ عالمِ عُلوی ہے، یہ بہشت برائے معرفت ہے، یہ احاطۂ امامِ مبینؑ ہے، یہ مقامِ عقل ہے، یہ مرتبۂ حق الیقین ہے، مشرقِ نورِ ازل ہے، ارضِ مقدس ہے، یہ وہ آسمان ہے جس میں علم و حکمت کے بہت سے راستے ہیں، یہ وہ عرش ہے جس پر حضرتِ رحمان سب کے لئے مساوات کا کام کرتا ہے، یہ مسجدِ اقصیٰ ہے، یہاں خزائنِ الٰہی ہیں، اور یہی عالمِ یک حقیقت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۲ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۱۰ر فروری ۲۰۰۰ء

ISW
ILS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۷

عالمِ دین کے سات آسمان اور سات زمین ہیں (۶۵ : ۱۲) اللہ پہلے ان کو عالمِ شخصی میں اور پھر حظیرۂ قدس میں لپیٹ لیتا ہے (۳۹ : ۶۷) چھ ناطق اور حضرتِ قائم یہ سات آسمان ہیں، اور ان کے سات حجّت سات زمین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ یمین (برکت والے) ہیں، قیامت کے دن ساری زمین اس کے قبضہ میں ہوگی، اور سارے آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ (۳۹ : ۶۷) چونکہ حق بہشت برائے معرفت ہے لہٰذا اس میں جو بھی داخل ہوتے ہیں وہ سب کے سب صورتِ رحمان پر ایک ہو جاتے ہیں، جس طرح ازل میں سب لوگ اسی پاک صورت میں ایک حقیقت تھے۔

حظیرۂ قدس عالمِ علوی ہے، اس لئے وہاں اسرارِ ازل کا مشاہدہ ہوتا ہے ایسے اسرار جو زمان و مکان سے بالاتر ہیں، جیسے سرِّ یک حقیقت کہ یہ رازِ قدیم بڑا حیران کن ہے، جس کی کیفیت ہر شخص نہیں سمجھ سکتا ہے۔

حق عالمِ وحدانیت ہے، جہاں کنزِ مخفی ہے، جس میں عارف داخل ہو کر اپنے آپ کو گنجِ ازل پاتا ہے، جیسا کہ حدیثِ قدسی "اجعلك مِثلی" میں ہے، اور جیسا کہ حضرتِ پیر نے فرمایا ہے: پس و پیش و نہان و آشکار اوست ؛ شناسائے خود و پروردگار اوست ؛ آخر اور اوّل اور باطن اور ظاہر وہی ہے، اپنے آپ کا عارف

اور ربّ خود ہے۔

حکیم پیر ناصر خسرو کا ایک اور انقلابی شعر یہ ہے : اگر دعوٰی کنم حقّا کہ حجایست + یعنی ناصر خسرو خدایست = اگر میں دعوٰی کروں تو یقیناً یہ برمحل ہے، کہ حقیقت میں ناصر خسرو خدا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

ہفتہ ۵ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۱۲/فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اسرارِ یک حقیقت

قسط: ۸

جب کسی عظیم روح کی باطنی قیامت برپا ہو جاتی ہے تو خداوندِ تعالیٰ جملہ ارواحِ خلائق کو اس کے عالمِ شخصی میں جمع کر دیتا ہے، درحالے کہ لوگ اس انتہائی عظیم واقعہ سے بے خبر ہوتے ہیں۔

جب حضور پاک صلعم کی روحانی معراج ہو رہی تھی، تو اس حال میں تمام لوگ آپؐ میں فنا ہو چکے تھے، آپ سورۂ نجم کے آغاز (۵۳: ۱-۲) میں خوب غور سے دیکھیں، ترجمہ: ستارۂ عالمِ عُلوی کی قسم جب کہ وہ غروب ہوا، تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔ یہ خطاب تمام لوگوں سے ہے جو حالتِ فنا میں تھے اور انہیں رحمتِ عالمؐ نے منزلِ مقصود تک پہنچا دیا، مقامِ معراج کی مناسبت سے صاحبکُم (تمہارا رفیق) فرمانے میں بہت بڑا راز ہے۔

خداوندِ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسولؐ کو تمام عوالمِ شخصی کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا، لہٰذا جب اکثر لوگوں نے خوشی سے رجوع نہیں کیا، تو انہیں قیامت کی زبردستی سے رجوع کرایا گیا۔

سورۂ مُجادلہ (۵۸: ۲۱) میں ارشاد ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ = اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہو کر رہیں گے۔ فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔ اللہ اور اس کے

رسولوں کے غالب ہو جانے سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہر رسول کے دور میں اماموں کا سلسلہ ہوتا ہے، اور ہر امامؑ خدا کے حکم سے قیامت برپا کرتا ہے (۱۷:۷۱)۔ یہی روحانی جنگ ہے، جس میں اللہ، رسولؑ، اور امامؑ غالب ہو جاتے ہیں، اور لوگ سب کے سب خدا کے دین میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

اتوار ۶ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۱۳ر فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ائمہ آلِ محمدؐ

قسط: ۱

سورۂ مائدہ (۵: ۵۴) میں ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے، جو حضرتِ علیؑ کی امامت و خلافت سے شروع کر کے ائمہ آلِ محمدؐ سے متعلق ہے، اس آیۂ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) تو قریب ہے کہ لے آئے اللہ ایسی قوم جنہیں وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اسے دوست رکھتے ہیں نرم ہیں مومنوں پر سخت ہیں کافروں پر، جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور نہیں ڈرتے ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی، یہ فضل ہے اللہ کا اسے عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے، اور اللہ صاحبِ وسعت جاننے والا ہے۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی ائمہ آلِ محمدؐ اور ان کے روحانی لشکر کے بارے میں ہے، اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ ان کو محبوب رکھتا ہے، اور یہ خدا کو محبوب رکھتے ہیں، اور یہ خصوصیت بے مثال ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ حضرات اپنی باطنی قوتوں اور روحانی لشکر کے ذریعے سے مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں، اور یہ انکی باطنی صفت ہے، تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ قیامت اور روحانی جہاد کے مالک ہیں، اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ وہ علمِ تاویل پر عمل کرتے ہیں جس میں بعض لوگ ملامت کرتے ہیں، لیکن ان کو اسکی پرواہ نہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی پیر ۱۴ فروری ۲۰۰۰ء

ائمہ آلِ محمدؐ

قسط: ۲

اگرچہ امامؑ اور امامت کا راز ازلی و ابدی ہے، تاہم اس کی ظاہری تاریخ زمانۂ آدم سے شروع ہوئی، اور حضرتِ ابراہیمؑ کی شخصیت میں خدا نے مرتبۂ امامت کو نمایاں کر دیا، پس اللہ کے حکم سے نورِ امامت کا سلسلہ پہلے آلِ ابراہیمؑ پھر آلِ محمدؐ میں جاری ہے جس کے بارے میں بہت سی قرآنی شہادتیں پیش کی گئی ہیں، من جملہ آیۂ درجِ ذیل بنیادی اہمیت کی حامل ہے:۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ (۵ : ۵۵) = سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا والی و سرپرست اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو (حقیقی معنوں میں) ایمان لائے ہیں ایسے کہ قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکات جس حال میں کہ وہ رکوع میں مشغول ہوں۔ یہ پُرحکمت آیت حضرتِ علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ حالتِ رکوع میں زکوٰۃ صرف مولا علیؑ ہی نے دی تھی، آپ شیعی تفاسیر وغیرہ دیکھ سکتے ہیں۔

جن معنوں میں اللہ اور اس کا رسولؐ اہلِ ایمان کے ولی اور سرپرست ہیں، ان معنوں میں سوائے ائمۂ آلِ محمدؐ کے اور کوئی داخل و شامل نہیں ہو سکتا ہے یعنی جس آیت میں خدا و رسولؐ کی کوئی تعریف ہو اس میں صرف اور صرف

حضراتِ ائمہ ہی شامل ہو سکتے ہیں۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی
منگل ۱۵، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ائمۂ آلِ محمدؐ

قسط: ۳

سورۂ مائدہ (۵: ۵۶) میں ارشاد ہے: وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ = اور جس شخص نے خدا اور رسولؐ اور (انہیں) مومنین (یعنی ائمہؑ) کو اپنا سرپرست بنایا تو (خدا کے لشکر میں آگیا اور) اس میں شک نہیں کہ خدا ہی کا لشکر غالب رہتا ہے۔

اس میں باطنی قیامت اور روحانی جنگ کا اشارہ ہے، جس کا تذکرہ آپ نے بارہا سنا ہے، یقیناً بحکمِ خدا ہر زمانے کا امامؑ صاحبِ قیامت ہے (۱۷: ۷۱) اور قیامت دعوتِ حق کی غرض سے روحانی جنگ ہے، جس میں حزبُ اللہ ہی غالب رہتا ہے۔

یہ نکتہ خوب یاد رہے کہ ائمۂ طاہرین علیہم السلام کے اسماء میں سے ایک اسم مومنون بھی ہے سورۂ توبہ (۹: ۱۰۵) میں دیکھیں، ترجمۂ آیت: اور (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ تم لوگ اپنے اپنے کام کئے جاؤ ابھی تو خدا اور اس کا رسولؐ اور مومنین (یعنی ائمہؑ) تمہارے کاموں کو دیکھیں گے۔

ارشادِ رسولؐ کا ترجمہ ہے: مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ خدا کے نور کے ذریعے سے دیکھتا ہے۔ کیا یہ صفت ہر مومن کی ہو سکتی ہے یا بحقیقت مومن امامؑ ہی ہے نیز یہ حدیث بھی ہے: بندۂ مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے، آیا اس کے مصداق رسولؐ اور امامؑ نہیں ہیں۔

ن ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۹ ذیقعد ۱۴۲۰ھ — ۱۶ فروری ۲۰۰۰ء

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں

قسط : ۱

اَنَا ذَالِكَ الكِتَابُ لَا رَيبَ فِيهِ = میں وہ (زندہ اور بولنے والی) کتاب ہوں جس میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس میں یقین ہی یقین ہے، جس طرح سورۂ مومنون (۲۳ : ۶۲) اور سورۂ جاثیہ (۴۵ : ۲۹) میں کتابِ ناطق کا ذکر آیا ہے۔

الٓمٓ = الف لام میم = الف سے مراد اوّل ہے، جو قلم بھی ہے اور نورِ محمدی بھی، لام کی تاویل لوحِ محفوظ ہے جو نورِ علیؑ ہے، میم مرقوم ہے، یعنی لکھا ہوا = کتابِ مکنون = کتاب لا ریب فیہ (علیؑ)۔

الف = اوّل = قلم = عقلِ کُل = نورِ محمدی = فرشتہ، لام = ثانی = لوح = نفسِ کُل = نورِ علیؑ = فرشتہ، میم = مرقوم = کتابِ مکنون۔

اللہ تعالیٰ کی ایک پُرحکمت کتاب نازل ہوئی ہے، یعنی قرآن صامت جو لوگوں کے پاس موجود ہے، دوسری کتاب نازل نہیں ہوئی، وہ اللہ کے پاس ہے، وہ کتابِ مکنون ہے (۵۶ : ۷۸) یعنی پوشیدہ کتاب یا کتابِ ناطق، جس کے بارے میں ارشاد ہوا کہ وہ خدا کے پاس ہے (۲۳ : ۶۲)۔

اگر یہ حقیقت تسلیم کر لی جائے کہ امامِ زمانؑ ہی اللہ کی وہ کتاب ہے جو روحانیت اور نورانیت میں اللہ کے پاس ہے، تو پھر تمام مشکل سوالات ختم ہو جائیں گے۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ امامؑ نورانیت میں خدا کے پاس ہے اور شخصیت میں لوگوں کے

درمیان، پس یقیناً یہی شخص نمائندۂ رسولؐ بھی ہے اور وارثِ علیؑ بھی، اور بہت سے اوصاف و کمالات اسی میں جمع ہو جاتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۱۰، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۱۷، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں

قسط: ۲

الٓمٓ حروفِ مُقطّعات میں سے ہیں، اس نوعیت کے حروف کی نہ صرف تاویل ہے، بلکہ ان میں خدا نے بعض عظیم چیزوں کی قسم بھی کھائی ہے، جیسے ارشاد ہے: الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ = قسم ہے قلمِ اعلیٰ کی اور لوح کی اور مرقوم کی وہ کتابِ ناطق ایسی ہے کہ اس میں شک نہیں، بلکہ وہ سرتاسر نورِ یقین سے منوّر ہے، جس کا ذکر ہو چکا۔

امامِ عالی مقام ہی اللہ کی بولنے والی کتاب ہے جو عالمِ علوی میں خدا کے پاس بھی ہے، اور زمین پر لوگوں کے درمیان بھی، یہ ایک ایسی بے مثال صفت ہے کہ اس میں تمام تر صفات جمع ہو جاتی ہیں، اور اس میں قرآنِ حکیم کی ہر مثال آتی ہے، کہ یہی اللہ کی رسّی ہے جو آسمان و زمین کے درمیان تانی ہوئی ہے، نجات کی سیڑھی بھی، صراطِ مستقیم بھی اور اس پاک درخت کی شاخ بھی جو عالمِ بالا میں پھل دیتا ہے۔

احاطۂ امامِ مُبین ؑ سے کوئی قرآنی علم و حکمت باہر نہیں ہے، جبکہ خداوندِ تعالیٰ سارے آسمانوں اور زمین کو امامِ مُبین ؑ میں لپیٹتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دانا عاشق حضرتِ امام ؑ میں فنا ہو جانا چاہتا ہے۔

قرآنِ حکیم کی چھ سورتوں کے شروع میں الٓمٓ کے حروف آتے ہیں:

سورہ بقرہ (۲ : ۱)، سورۂ آلِ عمران (۳ : ۱)، سورۂ عنکبوت (۲۹ : ۱)، سورۂ روم (۳۰ : ۱)، سورۂ لقمان (۳۱ : ۱)، سورۂ سجدہ (۳۲ : ۱)۔

ن ر ن۔ حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۱۱، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۱۸، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں

قسط: ۳

اللہ تعالیٰ کی وہ مقدس و مبارک کتاب جو زندہ اور ناطق ہے، وہ امامِ مبین ہی ہے، جو حظیرۂ قدس میں اللہ سے واصل ہے، اور ظاہراً لوگوں کے درمیان ہے، تاکہ وہ لوگوں کو طوعاً و کرھاً خدا سے ملا دے۔

رسولِ پاکؐ کی بابرکت ہستی اپنے وقت میں خدا کی بولنے والی کتاب تھی جس میں علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین کا نور تھا تو پھر شک کیونکر ہو سکتا تھا؟

سورۂ آلِ عمران (۳: ۱) الٓمّٓ۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ قسم ہے قلمِ اعلیٰ کی اور لوح کی اور مرقوم (کتابِ مکنون) کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ کی معرفت کے لئے دو اسمِ اعظم ہیں، وہ الحیّ اور القیوم ہیں، اللہ کے اور بھی اچھے اچھے نام ہیں، لیکن الحیّ (ہمیشہ زندہ) کی بہت بڑی اہمیت ہے، کیونکہ یہ انسانی شکل میں انسانوں کے درمیان رہتا ہے۔

الحیّ، ہمیشہ زندہ، حجتِ قائمؑ ہے، جو اللہ کا اسمِ اعظم ہے، اور القیوم حضرت قائمؑ ہے جو دوسرا اسمِ اعظم ہے، پس یہاں قسم بھی ہے، اور جوابِ قسم بھی، اور خدا شناسی کا حوالہ بھی ہے، یعنی الحیّ القیوم۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

ہفتہ ۱۲، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ — ۱۹، فروری ۲۰۰۰ء

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں

قسط: ۴

سورۂ عنکبوت کے شروع (۲۹:۱) میں ہے: الف۔ لام۔ میم۔ قسم ہے قلم کی (جو نورِ محمدیؐ بھی ہے) اور قسم ہے لوح کی (جو نورِ علیؑ بھی ہے) اور قسم ہے مرقوم کی (جو کتابِ مکنون بھی ہے) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

یہاں جوابِ قسم میں یہ پُرزور تعلیم ہے کہ اللہ لوگوں کو آزماتا رہتا ہے تاکہ وہ انبیاؑ و اولیاؑ کے نقشِ قدم پر چل کر روحانی روشنی اور علم و حکمت کو حاصل کر سکیں، اس آیت کے آخر میں سچ بولنے والوں کا ذکر ہے، یہ دنیا کی سچائی نہیں، وہ تو بہت معمولی چیز ہے کہ ایک ہندو بھی دنیا کے معاملے میں سچ بول سکتا ہے، پس قرآن اور اسلام کی سچائی اس سے ارفع و اعلیٰ ہے، وہ حقیقت اور معرفت کی زبان میں بولنے کو کہا جاتا ہے۔

الف۔ لام۔ میم۔ کا انتہائی عظیم معجزہ زبردست تاویلات کا بہت بڑا مرکز ہے، کیونکہ اسکی بہت سی پُرنور تجلیات ہیں، اور ہر تجلی کی ایک مخصوص تاویل ہے، مثلاً طلوعِ نورِ ازل کی تجلی، کائنات کو لپیٹنے اور پھیلانے کی تجلی، قلم و لوح کی تجلی،

نورِ محمدؐ و علیؑ کی تجلّی، اسی طرح ہر علم و حکمت کے لئے ایک تجلّی ہے، مگر تمام تر تجلّیات ایک جیسی ہیں، لہٰذا ان کو صرف عارفِ کامل ہی پہچان سکتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

ہفتہ ۱۲، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۱۹، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں

قسط: ۵

سورۂ روم کے آغاز (۳۰ : ۱) میں بھی یہ تین تجلیاتی حروف ہیں: الف۔لام میم۔ جو کچھ قبلاً ان سے متعلق بیان ہوا وہ درست مگر بہت ہی کم ہے، کیونکہ وہ تجلّی در تجلّی معجزات ہیں، جیسے الف کبھی قلم ہے، کبھی نورِ محمدی، کبھی عقلِ اوّل، کبھی نورِ عرش، کبھی نورِ ازل، کبھی شمس، کبھی قمر، کبھی نجم، کبھی نجوم، کبھی دُرّ، کبھی یاقوت، کبھی کتابِ مکنون، دراصل یہ بہشت برائے معرفت ہے، اور یہ نکتہ خوب یاد رہے کہ بہشت قانونِ تجلیات کے مطابق ہے، یعنی ہر لحظہ آپ کی نگاہ کے سامنے ایک جدید منظر ہوتا ہے، پس احاطۂ امامِ مُبینؑ میں علمی تجلیات ہیں۔

اس حدیثِ شریف کے لئے ہر مومن جان و دل سے قائل ہے کہ قرآن حکیم کی ہر آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، پس سورۂ روم کی ابتدائی پانچ آیات کو بحیثیتِ مجموعی دیکھنے سے یقین آتا ہے کہ یہاں عالمِ شخصی کا تذکرہ ہے، کیونکہ اس پر شروع شروع میں مخالف لشکر کا قبضہ رہتا ہے، مگر چند سال کی سخت محنت اور اللہ کی مدد سے عالمِ شخصی میں مومنین و مومنات کی سلطنت قائم ہو جاتی ہے، اور ان آیات (۳۰ : ۱-۵) کی یہی تاویل ہے۔

یہاں روم اور روم والے عالمِ شخصی کی مثال ہیں، جس طرح مصر عالمِ شخصی کی مثال ہے، اور آپ نے قریہ کے بارے میں پڑھا ہے، اور اس نوعیت کی مثالیں بہت

ہیں۔

چونکہ قرآنِ حکیم علمی بہشت ہے، لہٰذا اس میں بھی علمی تجلیات کی بڑی زبردست فراوانی ہے، مگر اس کے لئے چشمِ بصیرت کی سخت ضرورت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

اتوار ۱۳ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۲۰، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں

قسط: ۶

سورۂ لقمان (۳۱: ۱) الٓمّٓ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ یہ تین حروف یعنی نورِ محمدی، نورِ علی، اور مرقوم (مکنون = مکتوب) اپنی بے شمار علمی تجلّیوں کے ساتھ تین انتہائی عظیم آیات (معجزات) بھی ہیں، ان پر الکتاب الحکیم مبنی ہے، یہ وہ قرآنِ ناطق ہے، جو لوحِ محفوظ میں رکھا ہوا ہے، یہ حکمت یاد رہے کہ نزولِ قرآن کے چند مقامات ہیں، اوّل اوّل قرآن کلمۂ کُن سے قلمِ اعلیٰ میں نازل ہوا، پھر اس کا نزول لوحِ محفوظ میں ہوا، وہاں سے اسرافیل میں، اور اس سے میکائیل میں، اور میکائیل سے جبرائیل میں، اور جبرائیل نے رفتہ رفتہ قرآن کو آنحضرتؐ کے قلبِ مبارک پر نازل کیا، اور حضورِ پاکؐ نے قرآن کی اس عظیم امانت کو دو طرح سے ادا کیا، ایک یہ کہ آپؐ نے قرآن کی روح و روحانیت، اور نور و نورانیت کو اپنے وصی (علیؑ) میں منتقل کر دیا، اور دوسرا یہ کہ آپؐ نے کاتبانِ وحی سے قرآن کی ظاہری کتابت کرائی۔

آپ نے درختِ خوبانی کے پھل کو دیکھا ہوگا کہ وہ کئی مراحل کے بعد تیار ہوتا ہے، اس پھل (زرد آلو) میں گٹھلی ہوتی ہے، اور اس میں مغز ہوتا ہے، اور مغز میں درخت کی تمام چیزیں بصورتِ جوہر موجود ہیں، اگر کسی عارف کے سامنے اِس مغز پر نورِ معرفت کی روشنی پڑتی تو درختِ خوبانی کی ہر ہر چیز اس مغز میں نظر آتی۔ اسی طرح انسان درختِ کائنات کے پھل کا مغز ہے، لہٰذا اس میں کائنات پیدا ہونے کی

صلاحیت موجود ہے، اور یقیناً عالمِ شخصی کے عنوان سے کائنات پیدا ہوتی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

اتوار ۱۳ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۲۰، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں

قسط: ۷

سورۂ سجدہ (۳۲ : ۱-۲) میں ارشاد ہیں: الٓمّٓ۔ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ الف لام میم = قسم ہے قلم کی جو نورِ محمدی ہے اور قسم ہے لوح کی جو نورِ علیؑ ہے اور قسم ہے مرقوم کی جو کتابِ مکنون ہے کہ وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں وہ کتابِ ناطق عوالمِ شخصی کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدیؐ کے قلم سے نورِ علیؑ کی لوح میں علم و حکمت کی ہر ہر چیز لکھ دی، یا یہ کہ خدا کے حکم سے نور کے قلم نے نور کی لوحِ محفوظ میں علمی اسرار کی تمام چیزوں کو گھیر کر رکھا۔

لوحِ محفوظ کی تجلیات: یہ تجلیاتی حروف میں سے حرفِ لام ہے، یہ علیؑ کا نور ہے، یہ نفسِ کُل ہے، اُمّ الکتاب ہے، قرآنِ ناطق ہے، کتابِ لاریب فیہ ہے، کتابِ مکنون ہے، کتابِ مرقوم ہے، امامِ مبینؑ ہے، عالمگیر روح ہے، اللہ کی کرسی ہے، جس میں ساری کائنات سمائی ہوئی ہے، ارض اللہ ہے، بہشت برائے معرفت ہے، حظیرۂ قدس ہے، نفسِ واحدہ ہے، وغیرہ۔

بحوالہ سورۂ اعراف (۷ : ۱۴۳) جس طرح پروردگار کی تجلّی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا تھا، وہ معجزہ صرف حضرتِ موسیٰؑ کی ذات تک محدود نہ تھا بلکہ یہ تمام انبیاؑ و اولیاؑ اور جملہ عارفین کے عالمِ شخصی میں ہے، اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب حضرتِ

رب گوہرِ عقل پر تجلّی ڈالتا ہے تو اس میں ہزاروں معنوی تجلّیات آجاتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حقیقی علم کی ہر بات میں دیدارِ خداوندی کی ایک جھلک ہے، اسی معنی میں "علمی دیدار" کی اصطلاح بنائی گئی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ بعض عاشقوں کو کسی نہ کسی طرح سے علمی دیدار کا احساس و ادراک ہوئے بغیر نہیں رہتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

منگل ۱۴ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ — ۲۱ فروری ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ شخصی میں حضرتِ موسیٰؑ کا علمی سفر

س (۱) حضرتِ موسیٰؑ کے علمی سفر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آیا وہ سفر ظاہری تھا یا باطنی؟ ج: انبیاءؑ، اولیاءؑ اور عُرفاء کا علمی سفر عالمِ شخصی ہی میں ہوا کرتا ہے، لہٰذا یہ سفر لازماً باطنی اور روحانی تھا۔

س (۲) کیا مجمع البحرین، یعنی دو دریاؤں کا سنگم (۱۸: ۶۰) بھی روحانیت اور باطن میں ہے؟ ج: جی ہاں، مجمع البحرین عالمِ شخصی کے کئی مقامات پر ہے۔

س (۳) وہ بندۂ مقرّب کون تھا جو دو دریاؤں کے سنگم پر رہتا تھا، جس کو اللہ نے علمِ لدنّی یعنی علمِ تاویل عطا کیا تھا؟ ج: وہ اساسؑ ہی تھا۔

س (۴) مچھلی جو عجیب طرح سے دریا میں چلی گئی، اس سے کیا مراد ہے؟ ج: وہ سالک کی روح ہے، جو وقت آنے پر زندہ ہو کر دریائے حیات میں چلی جاتی ہے۔

س (۵) قصۂ موسیٰؑ کے حوالے سے کشتی کی کیا تاویل ہو سکتی ہے؟ ج: کشتی عالمِ شخصی ہے۔

س (۶) کیا خضرؑ نے ظاہر میں ایک لڑکے کو قتل کیا تھا؟ ج: نہیں نہیں اس میں تاویلی امتحان ہے۔

س (۷) دو یتیم لڑکوں کی کیا تاویل ہے؟ ج: عالمِ شخصی میں امامِ مستقر اور امامِ مستودع کی دو مثالیں ہیں۔

س (۸) عالمِ شخصی میں وہ خزانہ کس گرانمایہ چیز کا ہے؟۔ ج: وہ خزانہ صرف اور صرف آسمانی علم و حکمت ہی کا ہے اور بس۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۲۳ فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تجلّیاتِ مجمعُ البحرین

۱۔ دریائے خیر و شرّ کا سنگم یعنی جہاں ایک فرشتہ اور ایک جنّ ہے۔
۲۔ تنزیل و تاویل اور ظاہر و باطن کا سنگم۔ ۳۔ حواسِ ظاہر اور حواسِ باطن کا سنگم۔
۴۔ قیامت گاہ میں اسرافیل اور عزرائیل کا سنگم۔ ۵۔ فنا و بقا کا سنگم۔
۶۔ قبض و بسط اور حشر و نشر کا سنگم۔ ۷۔ ابداع و انبعاث کا سنگم۔
۸۔ عالمِ خلق اور عالمِ امر کا سنگم۔ ۹۔ عروج و نزول، عالمِ عُلوی اور عالمِ سفلی کا سنگم۔
۱۰۔ نبوّت اور ولایت کا سنگم۔ ۱۱۔ جسمانیت و روحانیت کا سنگم۔ ۱۲۔ دنیا و آخرت کا سنگم۔
۱۳۔ عقلِ کُلّ اور نفسِ کُلّ کا مجمع البحرین۔ ۱۴۔ کلمۂ کُن اور قلمِ اعلیٰ کا مجمع البحرین۔
۱۵۔ قلم اور لوح کا مجمع البحرین۔ ۱۶۔ فرشتۂ لوح اور اسرافیل کا مجمع البحرین۔
۱۷۔ قابِ قوسین یا ربوبیت و عبودیت کا مجمع البحرین۔ ۱۸۔ آسمان و زمین کا سنگم۔ ۱۹۔ ناطق اور اساس کا سنگم۔ ۲۰۔ ازل و ابد کا سنگم۔ ۲۱۔ شمس و قمر کا سنگم، وغیرہ۔

ان تمام مقامات پر سنگم ہے، اور اس میں اساسؑ ہی معلّمِ ربّانی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۲۴ فروری ۲۰۰۰ء

ہر قیامت میں دینِ حق غالب آتا ہے

یہ تذکرہ بار بار ہو چکا ہے کہ ہر امامؑ کے ذریعے سے ایک روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے، جس میں بڑی زبردست جنگ بھی ہے، تاکہ دینِ حق کو دیگر تمام ادیان پر غلبہ اور فتح حاصل ہو۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر زمانے کے امام کو یہی فتح حاصل ہوتی ہے (۱۷ : ۷۱)۔

قیامت، روحانی جنگ، اور دینِ حق کی عالمی فتح کی پیش گوئی اگرچہ قرآن کی بہت سی آیات میں موجود ہے، تاہم آپ اس زبردست پیش گوئی کو بغور پڑھیں جو قرآن پاک کے تین مقامات پر آئی ہے، وہ ہیں: سورۂ توبہ (۹ : ۳۳) سورۂ فتح (۴۸ : ۲۸) اور سورۂ صف (۶۱ : ۹)۔

مذکورہ پیش گوئی والی آیت کا ترجمہ یہ ہے: وہ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو سب دینوں پر۔

دینِ حق کی روحانی قیامت، روحانی جنگ اور عالمی فتح زمانۂ نبوت میں ہو چکی تھی، اور اس کا تجدد ہر زمانے میں ہوتے آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے، کہ ظاہر میں لوگوں کو دُنیوی زندگی کی مہلت دی جاتی ہے، اور باطن میں ان پر قیامت آتی ہے، اور یہ بہت بڑا راز ہے۔ آپ سورۂ فتح (۴۸) اور سورۂ نصر (۱۱۰) میں رسول اللہؐ کی روحانی جنگ اور عالمی فتح کا تذکرہ خوب غور سے پڑھیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی ۲۴ فروری ۲۰۰۰ء

عظیم سلطنت

سورۂ نساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا (۴: ۵۴) ہم نے تو ابراہیمؑ کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ہے اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی ہے۔

اس عظیم الشان آیۂ شریفہ میں اہلِ بصیرت کے لئے اساسی اور کلیدی نوعیت کی پُرنور حکمتیں موجود ہیں، چنانچہ اہلِ ایمان جانتے ہیں کہ آلِ ابراہیمؑ آلِ محمدؐ بھی ہیں، پس یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ائمۂ آلِ محمدؐ ہی وہ حضرات ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کی وراثت اور علم و حکمت کے خزانے سے ممتاز اور عظیم روحانی سلطنت سے سرفراز کر دیا ہے۔

پس جو لوگ اطاعت اور عشق و محبت سے امامِ زمانؑ میں فنا ہو جائیں، وہ ان شاء اللہ آج دنیا میں روحانی علم و حکمت کی دولت سے مالا مال ہوں گے اور کل آخرت میں ملوک و سلاطین کے درجات پر فائز ہو جائیں گے۔

بہشت کی سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟ زح: وہاں کی بہت بڑی بادشاہی ہے (۷۶: ۲۰) لیکن یہ ان لوگوں کو نصیب ہو گی جو دنیا میں اپنے روحانی بادشاہ کے حقیقی عاشق تھے۔

خدا ہی نے ائمۂ آلِ محمدؐ کو عظیم سلطنت عطا فرمائی ہے، اور اس

عطیۂ خداوندی کے بارے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

ہفتہ ۱۹، ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ ۲۶، فروری ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

جنّت میں ہر نعمت ممکن الحصول ہے

خداوندِ عالم کا فرمان ہے: لَهُمْ مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ (۵۰:۳۵) ان کے واسطے ہے وہاں (ہر نعمت) جو وہ چاہیں اور ہمارے پاس ہے کچھ زیادہ بھی۔

اہلِ بہشت کے لئے لطیف جسمانی، روحانی، عقلی، علمی، عرفانی، عینی، سمعی ہر قسم کی بے مثال نعمتیں موجود ہیں۔

حیاتِ روحانی کے عجائب و غرائب، آفرینشِ کائنات کے عظیم اسرار، کس طرح انسان ایک سیارے سے دوسرے سیارے پر منتقل ہوتے آیا ہے؟

کیا یہ نظریہ درست ہے کہ آدموں کا سلسلہ لاابتداء اور لاانتہا ہے؟

دنیا کی بہت سی قومیں، زبانیں، ثقافتیں، سلطنتیں مٹ چکی ہیں، آیا ان چیزوں کا کہیں کوئی مکمل ریکارڈ مل سکتا ہے؟

آیا بہشت میں ہر چیز کا ریکارڈ مل سکتا ہے؟ آیا جنت میں ہر آسمانی کتاب کا مشاہدہ ہو سکتا ہے؟

ان جیسے بے شمار سوالات کا جواب آیۂ مذکورۂ بالا میں موجود ہے، آپ آج بھی علمی بہشت میں داخل ہو کر تجربہ کر سکتے ہیں کہ اس میں سوالات کم سے کم ہوتے جاتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۸ فروری ۲۰۰۰ء

حدیثِ مدینۃُ العِلم (شرح الاخبار، ص۸۹)

اِنّ رسُولَ اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ قال لعلی علیہ السّلام: یا علی أنا مدینۃُ العِلم وانت بابُھا، فمَن دخلَ المَدینۃَ مِن غیرِ بابِھا فقد أخطاءَ الطّریق = یقیناً رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے علی علیہ السّلام سے فرمایا کہ اے علی میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو، پس جو شخص اس شہر میں دروازے سے ہٹ کر داخل ہو جاتا ہے، تو اس کا راستہ غلط ہو جاتا ہے۔

یہ حدیثِ شریف اگرچہ مشہور ہے، لیکن اس میں ہر بار دانش مندوں کی ایک نئی سوچ کی گنجائش ہے کیونکہ خزانۂ الٰہی کی روشن تعلیمات زمان و مکان کے تقاضوں کے مطابق ہوا کرتی ہیں۔

اس پُرحکمت حدیث کی اساسی ہدایت تو یہ ہے کہ مومنین و مومنات کو ہر وقت علیؑ زمانؑ کی طرف دیکھنا چاہئے تاکہ ہمیشہ صراطِ مستقیم کی نورانی ہدایت حاصل ہوتی رہے۔

آپ نے مذکورۂ بالا حدیثِ شریف کئی کتب میں پڑھی ہو گی، تاہم آپ اس کو شرح الاخبار ... میں بھی پڑھیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۹، فروری ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۱

۱۔ عالمِ شخصی سے متعلق چند حکمتیں بیان کریں۔
۲۔ عالمِ ذرّ کی تعریف کرو۔
۳۔ سات آسمان اور سات زمین کی تاویل بیان کرو۔
۴۔ آدمِ زمانؑ، داؤدِ زمانؑ، اور سلیمانِ زمانؑ کون کون ہیں؟
۵۔ قرآنِ ناطق اور قرآنِ مجسّم میں کیا فرق ہے؟
۶۔ آیا اسرارِ ازل کا مشاہدہ ہو سکتا ہے؟ رازِ ازل کہاں ہے؟
۷۔ آدمؑ صورتِ رحمٰن پر پیدا کیا گیا، کس مقام پر؟
۸۔ حظیرۂ قدس کے لفظی معنی اور کچھ حکمتیں بیان کرو۔
۹۔ کتابِ مکنون کہاں ہے، اس کی کوئی حکمت بتائیں۔
۱۰۔ نفسِ واحدہ کی کیا تعریف ہے؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۲۹۔ فروری ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۲

۱۔ آیا قصۂ آدمؑ میں صورِ اسرافیل کا کوئی اشارہ موجود ہے؟
۲۔ ہر زمانے کا امام صاحبِ قیامت ہوتا ہے، اس کا قرآنی حوالہ؟
۳۔ عالمِ شخصی کا سب سے اعلیٰ مقام کونسا ہے؟
۴۔ آیا عہدِ الست قیامت ہی کا حصہ ہے یا یہ ایک جُداگانہ واقعہ ہے؟
۵۔ قیامت کس منزل میں پہنچ کر مکمل ہو جاتی ہے؟
۶۔ امامِ مُستَودَع اور امامِ مُستقر میں کیا فرق ہے؟
۷۔ اللہ نے سب سے پہلے نورِ محمدی کو پیدا کیا، کس عالم میں؟
۸۔ نورِ محمدی ایک فرشتہ تھا، اس کا کیا نام ہے؟
۹۔ عالمِ بالا میں نورِ علیؑ کس نام سے ہے؟
۱۰۔ قلمِ اعلیٰ دراصل ایک فرشتہ ہے، اس کا نام بتاؤ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
یکم مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۳

۱۔ حُدودِ دین میں مریم سلام اللہ علیہا کا کیا درجہ تھا؟
۲۔ کیا عورت نبی یا امام ہو سکتی ہے؟ کیا فرشتہ ہو سکتی ہے؟
۳۔ آیا عورت کی روح فنا فی الامامؑ، فنا فی الرسولؐ اور فنا فی اللہ ہو سکتی ہے؟
۴۔ پنجتنِ پاک میں حضرتِ فاطمہ علیہا السلام کا نور کس درجے پر تھا؟
۵۔ جیتے جی روحانی قیامت میں مومنین و مومنات کا نور انفرادی ہوتا ہے یا اجتماعی؟
۶۔ مُبدِع وہ ہے اور مُبدَع آپ، یہ معجزہ کب ہوتا ہے؟ ظاہر میں یا باطن میں؟
۷۔ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَّمِنكُم مُّؤْمِنٌ (۶۴:۲) اس میں کیا حکمت ہے؟
۸۔ مومنین (دو مومن) کون ہیں؟ اور کافرین (دو کافر) کون؟
۹۔ کیا ایک میں سب ہیں؟ یا ایک ہی سب ہے؟
۱۰۔ عالمِ بالا، بہشت اور حظیرۂ قدس میں کیا فرق ہے؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
یکم مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۴

۱۔ نامۂ اعمال کے بہت سے عجائب و غرائب ہیں۔

۲۔ اہلِ ایمان کا نامۂ اعمال امامِ مبینؑ خود ہے۔

۳۔ کتابِ اعمال کا ظہور کس طرح ہوگا؟ کیا وہ ایک تحریری کتاب ہے؟ آیا وہ نورانی مُوویز ہے؟ کیا وہ ایک فرشتہ ہے؟ یا وہ ایک شخصِ کامل کی طرح ہے؟ وہ کس زبان میں کلام کرے گا؟

۴۔ کیا کتاب الاعمال کی ایک تجلّی کتاب العلم ہوگی؟

۵۔ کیا آپ کے نامۂ اعمال (نورانی مُوویز) میں وہ تمام لوگ موجود ہوں گے جو آپ کو پسند تھے؟

۶۔ آیا بہشت میں ہر ہر خواستہ نعمت مُہیّا ہوتی ہے؟

۷۔ بہشت کی سب سے بڑی نعمت دیدارِ خداوندی کی گوناگون تجلّیات ہیں۔

۸۔ بہشت کی ہر نعمت میں علم و معرفت کے اسرار ہیں۔

۹۔ دنیا میں بہشت کی معرفت بے حد ضروری ہے۔

۱۰۔ امامِ عالی مقام کے روحانی فرزندوں کے لئے ہر کامیابی ممکن ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

یکم مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۵

۱۔ الکوش کے لفظی معنی کیا ہیں؟ اور یہ کس کا لقب ہے؟

۲۔ حدیثِ مماثلتِ ہارونی اور اس کے معنی بتائیں۔

۳۔ آپ حدیثِ ثقلین کو پڑھیں اور ترجمہ کریں۔

۴۔ ہم آئے نہیں ہیں، یہ ہمارا سایہ ہے، اس کی فارسی کیا ہے؟ یہ کس کا قول ہے؟

۵۔ کیا آپ کو وہ شعر یاد ہے جس کا شروع کچھ اس طرح سے ہے، تن چو سایہ بر زمین؟

۶۔ کیا آپ کو حدیثِ مَن مات، یاد ہے؟

۷۔ رسولؐ = دینِ مجسّم، قرآن، اسلام، اللہ کی رسّی، امامؑ۔

۸۔ دینِ مجسّم کے معنی ہیں: قرآنِ مجسّم، اسلامِ مجسّم، نورِ مجسّم۔

۹۔ اللہ کا ہر معجزہ حیران کن ہوا کرتا ہے۔

۱۰۔ ہر عاشق کا کام ہے علمی معجزات اور عجائب و غرائب میں محوِ حیرت ہو جانا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۳، مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۶

۱۔ عالمِ شخصی میں ایک جنّ اور ایک فرشتہ کہاں مقرر ہیں؟
۲۔ کیا ہر شخص کا ایک ذاتی شیطان ہوتا ہے؟
۳۔ شیطان کے لئے مہلت کب تک ہے؟
۴۔ عالمِ شخصی میں کوہِ طور کہاں ہے؟
۵۔ عارف کی شخصیت میں مقامِ معراج کہاں ہے؟
۶۔ عالمِ بالا کہاں ہے؟
۷۔ عرش و کرسی دو عظیم فرشتے ہیں، ان کے نام بتاؤ وہ الگ الگ ہیں یا ایک ہیں؟
۸۔ کیا اللہ کا عرش پانی پر تھا؟ یا ہے؟ یا ہوگا؟
۹۔ آیا لکھنے کا کام خدا کرتا ہے؟ یا اس کا قلم؟ یا اس کے فرشتے؟
۱۰۔ کوئی شخص اللہ کی آیات کو کس طرح جھٹلاتا ہے؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۳، مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۷

۱۔ اسمِ اعظم اور اسماءُ الحُسنیٰ کے درمیان کیا فرق ہے؟
۲۔ کوئی فرق نہیں، صرف واحد اور جمع کا فرق ہے۔
۳۔ کیا ائمۂ طاہرین علیہم السلام بحقیقت اسماءُ الحُسنیٰ ہیں؟
۴۔ آیا امامِ زمانؑ اسمِ اعظم ہے؟ آیا وہ اسماءُ الحُسنیٰ بھی ہے؟
۵۔ کیا آپ نے قرآن میں اسمِ اعظم اور اسماءُ الحُسنیٰ کی تعریف دیکھی ہے؟
۶۔ خدا اگر چاہے تو آئینۂ قرآن میں اپنے مظہر کی تجلیات دکھا سکتا ہے۔
۷۔ کیا یہ درست ہے کہ طُور سے کوہِ عقل مراد ہے؟ اور اللہ کی تجلّی سے کوہِ طور اس معنیٰ میں ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے کہ عالمِ شخصی میں علم و حکمت کے جواہرات اور نگینے بکھر جاتے ہیں؟
۸۔ یہ بہت بڑا عقلی اور علمی امتحان ہے کہ اللہ کی تجلّی نے ظاہری پہاڑ کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا، حالانکہ اس میں صفتِ خالقیّت و صنّاعیّت ہے۔
۹۔ کیا دانا شخص کو امتحان سے غافل رہنا زیب دیتا ہے؟
۱۰۔ کیا قرآنِ حکیم میں سرتاسر لوگوں سے علم و عمل کا امتحان ہی امتحان نہیں ہے؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۴، مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتا

قسط: ۸

۱۔ قلم، لوح، جدّ، فتح، خیال، ان فرشتوں کے دوسرے نام بتاؤ۔

۲۔ آیا حاملانِ عرش سات ہیں؟ مگر ہر قیامت میں آٹھ ہوتے ہیں؟

۳۔ کیا اصحابِ کہف سات اور کُتّے کے ساتھ آٹھ ہیں؟

۴۔ بارہ نقیبان (۵ : ۱۲) کون ہیں؟ حجرِ مکرّم اور اس کے بارہ چشموں کی تاویل کیا ہے؟

۵۔ اگر ہم آپ سے طرح طرح کے سوالات نہ کریں تو آپ کی گرانقدر معلومات کے بعض حصّے فراموش ہو سکتے ہیں۔

۶۔ حدیثِ قدسی کے مطابق خدا کنزِ مخفی تھا، کس عالم میں؟ پھر کیا ہوا؟

۷۔ جب آدم کو صورتِ رحمان پر پیدا کیا گیا، تو اس نے اپنے آپ کو اور اپنے ربّ کو پہچان لیا، تو کیا اس کے نزدیک یہ ایک ازلی حقیقت تھی، یا کوئی نیا کام جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا؟

۸۔ قدیم اس چیز کو کہتے ہیں، جو ہمیشہ موجود ہوتی ہے، اور حادث وہ چیز ہے جو نہ ہونے کے بعد وجود میں آئے، جیسے انسان کا جسم۔

۹۔ اگر میں کہوں کہ روحِ مجرّد قدیم ہے تو یہ بہت بڑی انقلابی حقیقت ہوگی۔

۱۰۔ الحمدللہ یہ ایک حقیقت کی ایک اور پہچان ہوگئی (روحِ مجرّد)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۴ مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط:۹

۱۔ قرآن میں روحِ مجرّد کا ذکر لفظِ فرداً میں ہے (۱۹ : ۸۰)۔ (۱۹ : ۹۵) اور فُرادیٰ میں ہے (۶ : ۹۴)۔ (۳۴ : ۴۶) میں ہے۔

۲۔ نیز روحِ مجرّد کا تذکرہ لَمْ یَکُنْ شَیْئاً مَّذْکُوْرًا (۷۶ : ۱) میں ہے، اور اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ (۵۲ : ۳۵) میں ہے۔

۳۔ روح خدا کے پاس واپس نہیں جا سکتی ہے، اِلّا حقیقتِ مُجرّدہ ہو کر۔ اور یہ اس کی ازلی حالت ہے۔

۴۔ روح کی ازلی حقیقت کا اشارہ انائے عُلوی کے تصور میں بھی ہے اور روح کا بالائی سِرا ایک قابلِ فہم مثال ہے۔

۵۔ قرآن فرماتا ہے کہ ہر چیز کا ایک سایہ ہے (۱۶ : ۸۱) اسی لئے مولائے رومی نے کہا: ما آمدہ ہیستیم این سایۂ ماست۔

۶۔ روح عالمِ امر یعنی کلمۂ کُن (۱۷ : ۸۵) سے مربوط ہے، جہاں وہ ایک بے مثال حقیقت ہے۔

۷۔ عالمِ امر سے کوئی چیز منقطع ہو کر نہیں آتی ہے، بلکہ وہ سائے کی طرح آتی ہے، یا رسّی کی طرح یا نہر کی طرح، یا عکسِ خورشید کی طرح۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۵، مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط:۱۰

۱۔ سورۂ آلِ عمران (۳: ۷) میں اَلرّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ (پختہ کارانِ علم) کی تعریف آئی ہے، اور یہ حضرات محمدؐ و ائمۂ آلِ محمدؐ ہی ہیں۔

۲۔ مذکورہ حوالے کا واضح مفہوم یہ ہے کہ آیاتِ متشابہات کی تاویل کو صرف اللہ اور پختہ کارانِ علم ہی جانتے ہیں، اور لوگوں کے لئے اس علم کا سرچشمہ یہی ہے۔

۳۔ جن حضرات کو خود خدائے بزرگ و برتر ہی نے آسمانی اور قرآنی علم میں پختہ کاری عنایت کی ہے، ان کے معلّمِ قرآن ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

۴۔ سورۂ نساء (۴: ۱۶۲) میں بھی اَلرّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کا شاندار تذکرہ ہے، اس آیت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ پختہ کارانِ علم مومنین سے ممتاز ہیں۔

۵۔ ائمۂ آلِ محمدؐ کے مرتبۂ علمی کی رفعت کا ثبوت اس کے سوا اور کیا ہو کہ خداوند رسولؐ نے ان کو آسمانی اور قرآنی علم میں پختہ کار بنا دیا ہے، اسی لئے وہ حضرات اَلرّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کہلاتے ہیں۔

۶۔ یہ کلیدی تعلیمات ہیں، آپ ان کے فوائد کے بارے میں بحرالعلوم سے پوچھ لیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۷، مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۱۱

۱۔ بحوالہ سورۂ توبہ (۹ : ۱۱۹) صادقین کن حضرات کا لقب ہے ؟

۲۔ آیۂ شریفہ کا ترجمہ ہے : اے ایمان والو، خدا سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ، آیا یہ فنا فی الامامؑ کا اشارہ ہو سکتا ہے ؟

۳۔ کیا آپ صِدق کے معیار سے متعلق کچھ بتا سکتے ہیں ؟

۴۔ حضرتِ یوسفؑ کو نمایاں طور پر صِدّیق (۱۲ : ۴۶) کہنے میں کیا راز ہے ؟

۵۔ حدیثِ شریف کے مطابق حضرت علیؑ کا ایک نام صدّیقِ اکبر بھی ہے ، اس کے کیا معنی ہوتے ہیں ؟

۶۔ ہر اساس اپنے ناطق کی تنزیل کی تصدیق کرتا ہے، کس طرح ؟

۷۔ مُؤَوِّل کس کو کہتے ہیں ؟

۸۔ کیا آپ کو حدیثِ خاصِفُ النّعل یاد ہے ؟ آپ پڑھ کر سنائیں۔

۹۔ تاویل، حکمت، باطن، اور علمِ لدُنّی میں کیا فرق ہے ؟

۱۰۔ قرآنِ عظیم میں لفظِ تاویل کُل کتنی دفعہ آیا ہے ؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۹۔ مارچ ۲۰۰۰ء

فہرستِ حکمتہا

قسط: ۱۲

۱۔ سورۂ رعد (۱۳: ۷) میں ارشاد ہے: اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (اے رسولؐ) تم تو صرف خدا سے ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔

۲۔ یہاں قوم کا تعین کس اعتبار سے ہے؟ آیا ہر رسولؑ کی قوم؟

۳۔ کیا اس حکم سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ ہر زمانے کا امامؑ ہی ہادی ہے؟

۴۔ سورۂ شوریٰ (۴۲: ۲۳) میں ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى = (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغِ رسالت) کا اپنے قرابتداروں (اہلِ بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا ہوں۔

۵۔ اہلِ بیتِ اطہار علیہم السّلام کی محبت میں ازلی سعادتوں کا راز مضمر ہے، اسی محبت کی وجہ سے خدا، رسولؐ اور صاحبانِ امرؑ کی کامل اطاعت ہو سکتی ہے، جس کی بے حد ضرورت ہے۔

۶۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ (آلِ یاسین = آلِ محمدؐ) (۳۷: ۱۳۰)۔

۷۔ سورۂ رعد (۱۳: ۴۳) میں کیا تذکرہ ہے؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۰، مارچ ۲۰۰۰ء

دُعا و عبادت برائے دیدار

سورۃ انعام (۶ : ۵۲-۵۳) ترجمہ : اور نہ ہانک ان کو جو پکارتے ہیں اپنے ربّ کو صبح اور شام، چاہتے ہیں اس کا منہ (یعنی دیدار) تجھ پر نہیں ان کے حساب میں سے کچھ، اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ، کہ تو ان کو ہانک دے، پھر ہو دے بے انصافوں میں۔ اور اسی طرح ہم نے آزمایا ہے، ایک کو ایک سے، کہ کہیں، کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا، ہم سب میں سے؟ کیا اللہ کو معلوم نہیں حق ماننے والے؟ (از ترجمہ شاہ عبدالقادر)۔

آپ اس ترجمے کی مدد سے ان دونوں آیتوں میں خوب غور کریں، اس ربّانی تعلیم میں اہلِ بصیرت کے لئے کئی حکمتیں ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ ارشاد اصحابِ صُفّہ کی شان میں ہے، یقیناً، لیکن آج وہ حضرات موجود نہیں، پھر اس کے مصداق کون ہیں؟

حق بات تو یہ ہے کہ دینِ اسلام میں شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت کے مدارج ہمیشہ موجود ہوتے ہیں، کیونکہ علم میں بھی اور عمل میں بھی درجات ہیں، اور یہ قرآن ہی کی تعلیم ہے، جس سے کوئی مومن انکار نہیں کر سکتا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۲۳، ذیقعد ۱۴۲۰ھ — ۲ مارچ ۲۰۰۰ء

سورۂ ماعون (۱۰۷ : ۱-۷) کے بعض تاویلی اسرار

دین کو جھٹلانے کی تاویل ہے = دینِ مجسّم یعنی امامؑ کو جھٹلانا، جبکہ دین دراصل پیغمبرؐ اور امامؑ ہیں۔

جو شخص دینِ مجسّم کو جھٹلاتا ہے، وہی شخص گویا یتیم یعنی یگانۂ روزگار (امامؑ) کو دھکا دیتا ہے اور اسے عالمِ شخصی میں آنے نہیں دیتا۔

مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا، یعنی حجّت کے علم کا شوق نہیں رکھتا، اور شوق نہیں دلاتا۔

پس ان نمازیوں کے لئے بربادی ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، یعنی جو نماز کے تاویلی اسرار سے غافل ہیں، جبکہ نماز کی باطنی حکمتوں کا جاننا بے حد ضروری ہے، اسی طرح نماز کی روح سے لوگ بے خبر ہوتے ہیں، تو بس ان کی نماز صرف دکھاوے کی چیز ہو جاتی ہے۔ اور ان سے دوسروں کو ذرا بھی فائدہ نہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۶، مارچ ۲۰۰۰ء

سورۂ نصر (۱۱۰) کا ترجمہ اور تاویلی حکمت

جس وقت آئی نُصرت اللہ کی اور فتح، اور دیکھا تُو نے (دنیا بھر کے) لوگوں کو کہ داخل ہو رہے ہیں دین میں اللہ کے (یعنی تیرے عالمِ شخصی میں) فوج فوج، پس تسبیح پڑھ اپنے ربّ کی حمد کی اور اس سے مغفرت مانگ، یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

حقیقت کو کوئی بھی دانا شخص اکثریت کی کسوٹی پر نہیں پرکھتا ہے، کیونکہ حقیقت کا تعلّق صرف بصیرت ہی سے ہے اور بس، پس یقیناً یہ امر واقعی ہے کہ خداوندِ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسولؐ کو روحانی قیامت کے تمام معجزات دکھائے، یہ قیامت ذاتی بھی تھی، اور یہ سب لوگوں کی نمائندہ قیامت بھی تھی۔

اہلِ معرفت کے لئے ہر سوال کا جواب روحانیت سے بھی ملتا ہے اور قرآن سے بھی، کیا آنحضرتؐ کے آباواجداد امامانِ مُستقر نہ تھے؟ آیا حضرت ابوطالبؑ کو خدا نے اس لئے امامِ مُقیم نہیں بنایا تھا کہ وہ آنحضرتؐ کی روحانی تربیت کرے؟ اے کاش لوگ آلِ ابراہیمؑ کی عظمت کو سمجھ سکتے!

زمانۂ شریعت میں اسرارِ قیامت کس طرح ظاہر کئے جا سکتے تھے، لہٰذا صرف باطنی حلقوں میں جُزوی تاویل ہوتی رہی، اور ایک بڑی قیامت کے لئے انتظار رہا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۱، مارچ ۲۰۰۰ء

سورۂ نصر کی مزید تشریح

نصر سے تمام بڑے فرشتوں اور ان کے جنود کی قیامت خیز مدد مراد ہے، اور فتح کے معنی یہاں تسخیرِ کائنات کے ہیں، کیونکہ قیامتی فتح اور تسخیرِ عالم الگ الگ نہیں، پس رحمتِ عالمؐ کی یہ فتح دراصل فتحِ مبین تھی، یعنی کُل کائناتی فتح اور تسخیر، اور اس سے کوئی عظیم تر فتح کہاں ہے، اسی روحانی جنگ کے ذریعے سے دینِ حق دوسرے تمام ادیان پر غالب آگیا، اور اللہ کا منشا یہی تھا، دیکھو قرآن میں، تین مقام پر: (۹ : ۳۳)۔ (۴۸ : ۲۸)۔ (۶۱ : ۹)۔

اللہ تعالیٰ کا قانونِ تجدّد بڑا عجیب و غریب ہے کہ اسی طرح کی ایک باطنی اور روحانی قیامت ہر امامؑ کے ذریعے سے قائم ہوتی آئی ہے، کیونکہ دنیا میں ہر بار نئے نئے لوگوں کے آنے کا سلسلہ جاری ہے۔

س۔ یہاں رب کی حمد کی تسبیح پڑھنے کی کیا تاویل ہو سکتی ہے؟ ج: یہ معجزۂ صورِ اسرافیل کی طرف اشارہ ہے، جس میں ہر چیز خدا کی حمد کی تسبیح پڑھتی ہے (۱۷ : ۴۴) اور آوازِ صور کے ساتھ عارف کی بھی ہم آہنگی ہوتی رہتی ہے۔

س۔ اس اعلیٰ مقام پر استغفار میں کیا حکمت ہے؟ ج: یہ عارفانہ عبادت ہے۔

س۔ یہاں توبہ سے کیا مراد ہے؟ ج: یہ رجوع الی اللہ کا آخری درجہ ہے، جس میں حظیرۂ قدس کی جنّت میں داخل ہو جانا ہے۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۱ مارچ ۲۰۰۰ء

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱

۱۔ صاحبانِ عقل اور اہلِ بصیرت کے سامنے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ نورٌ علیٰ نور کے مصداق ہیں، کیونکہ ہر وہ آیۂ کریمہ جو خاندانِ ابراہیمؑ کی شان میں ہے وہ لازماً خاندانِ محمدؐ کی شان میں بھی ہے۔

۲۔ اللہ کا نورِ اقدس ہی اللہ کی رسّی ہے، جو حضراتِ انبیاء و ائمہ علیہم السلام کی پاک ہستیوں کا سلسلہ ہے اور وہ زمانہ آدمؑ سے چلا آیا ہے، اور یہ بات ناممکن اور غیر منطقی ہے کہ اللہ کی رسّی (حبل المتین) اپنی طویل تاریخ میں کبھی ٹوٹ گئی ہو، اور نہ ہی اللہ کے نور کو کبھی دشمنانِ دین بجھا سکتے ہیں۔

۳۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے صراطِ مستقیم کے بارے میں بھی ٹھیک طرح سے نہیں سوچا ہوگا، ورنہ حالے کہ جو اللہ کی رسّی ہے، وہی صراطِ مستقیم بھی ہے۔

۴۔ اب آپ کو آیۂ اصطفاء (۳: ۳۳-۳۴) میں بڑی ذمہ داری سے غور و فکر کرنا ہے۔ س: کیا اللہ تعالیٰ نے صرف حضرتِ آدمؑ ہی کو شخصاً برگزیدہ فرمایا تھا یا اسکی اولاد کے ایک سلسلے کو بھی؟ ج: اس کی اولاد کے ایک سلسلے کو بھی؛ بحوالہ: ۱۳: ۳۸؛ ۱۹: ۵۸۔

۵۔ آیۂ اصطفاء ایک اصولی اور کلیدی آیت ہونے کی وجہ سے بیحد ضروری ہے، جس میں ایک ساتھ چار عظیم ہستیوں کی برگزیدگی کا ذکرِ جمیل ہے، تاہم چوتھی

بزرگ ہستی جو عمران کے نام سے ہے، اس کے تعین میں اختلاف ہے، کیونکہ عمران تین ہیں: حضرتِ موسیٰؑ کے والد، حضرتِ مریمؑ کے والد، اور آنحضرتؐ کے چچا جس کا اصل نام عمران تھا، اور ابوطالبؑ کُنیت تھی۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۳، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۲

۱۔ آیۂ اصطفاء میں جس برگزیدگی کا ذکر آیا ہے، اس کا مقصد پورا نہیں ہوتا، جب تک کہ حضرت سید الانبیاء کا کوئی ذکرِ جمیل نہ آئے، چنانچہ آلِ عمران (آلِ ابوطالبؑ) خود آلِ محمدؐ ہیں، پس اس آیۂ شریفہ کا آخری مطلب یہی ہے، اور اسی ترتیب سے یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام سلسلۂ نورِ علیؑ نورہی کی بہت سی کڑیاں ہیں، اور ہر کڑی اپنے زمانے میں دنیا کے تمام عوالمِ شخصی پر فضیلت رکھتی ہے، کیونکہ زمانے میں خدا کی منتخب وہی ہے۔

۲۔ آیۂ اصطفاء کے آخر میں ہر امکانی سوال کا جواب موجود ہے، وہ ہے:
ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ = یہ ایک دوسرے کی نسل میں سے ہیں۔

۳۔ پس معلوم ہوا کہ یہ سلسلۂ نورہی کا تذکرہ ہے، جس کا آغاز زمانۂ آدمؑ سے ہوا تھا، ہر زمانے میں اسی سلسلے کا ایک نورانی شخص خدا کا برگزیدہ ہوا اور آلِ ابراہیمؑ کے بعد آلِ عمرانؑ = آلِ محمدؐ اپنے اپنے زمانے میں اللہ کے منتخب نمائندے ہیں، اور قرآنِ حکیم کی تمام آیات اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں۔

۴۔ اس حقیقت کے برعکس اگر یہ مانا جائے کہ یہ عمران حضرت موسیٰؑ یا حضرت مریمؑ کا والد ہے، تو پھر اللہ کے انتخاب کا یہ سلسلہ دورِ موسیٰؑ یا دورِ عیسیٰؑ تک محدود ہوگا اور دورِ محمدی اللہ کے اس پروگرام سے مستثنا ہوگا، لیکن یہ امر محال ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ

خدا کے برگزیدہ بندوں میں نہ ہوں، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ حضرات آدمؑ و نوحؑ کی فضیلت میں بھی ممدوح ہیں، آلِ ابراہیمؑ کی عظمت میں بھی ہیں، اور ان کی اپنی بے مثال شان بھی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۱۳، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۳

۱۔ سورۂ نساء (۴: ۵۴) میں ارشاد ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: یقیناً ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی، اور انہیں ایک بہت بڑی سلطنت دی۔

۲۔ یہ وہ عظیم نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آلِ ابراہیمؑ کو اجتماعی طور پر عطا ہوئیں، کہ کتاب نبوت ہے، حکمت باطنی اور نورانی تاویل، اور عظیم سلطنت مرتبۂ امامت ہے، اور اس نظام میں مومنین کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔

۳۔ س: اس میں سب سے بڑا اشارہ کیا ہے؟ ۔ ج: یہاں سب سے بڑا اشارہ یہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ کے مصداق محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں، کہ وہی حضرات آلِ ابراہیمؑ ہیں، اور ان ہی کے گھر میں قرآن نازل ہوا، یقیناً اللہ نے ان ہی کو حکمت (نورانی تاویل) اور عظیم روحانی سلطنت عطا فرمائی ہے۔

۴۔ یہ قول صاحبانِ عقل کے نزدیک بڑا پسندیدہ اور ثمرۂ قرآن ثابت ہو سکتا ہے کہ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ نورٌ علیٰ نور کے مصداق ہیں۔

۵۔ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ نبوت آنحضرتؐ پر آکر ختم ہو چکی ہے، مگر آسمانی کتاب کی وراثت، نورانی حکمت، اور عظیم روحانی سلطنت خاندانِ محمدؐ میں جاری و باقی ہے۔

۶۔ جیسا کہ آیۂ قد جاءکم کا مفہوم ہے کہ دنیا میں اللہ کی کتاب کے

ساتھ ساتھ اللہ کا نمائندہ نور بھی ہمیشہ موجود ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

منگل ۷ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ ۱۴ مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراھیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۴

۱۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خداوندِ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو صرف سیارۂ زمین ہی کی خلافت عطا فرمائی تھی، حالانکہ وہ بفضلِ خدا عالمِ شخصی میں بھی خلیفہ تھا، کائناتی زمین میں بھی، زمینِ نفسِ کلّی میں بھی، جس میں عقلِ کلّی کا آسمان بھی ساتھ ہے۔

۲۔ زمین میں خلیفۂ خدا کی دوسری حکمتیں یہ ہیں کہ آدمؑ کی خلافت رہتی دنیا تک ہے، یہی وجہ ہے، کہ پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں (۲ : ۳۰)۔ زمین سے وہ بے شمار لوگ مراد ہیں جو زمین کی مُدّت العمر میں پیدا ہوتے جائیں گے، کیونکہ ہمیشہ ہمیشہ دنیا کے لوگوں کے درمیان خلیفۃُ اللہ کا ہونا از بس ضروری ہے۔

۳۔ اگر آپ خلیفہ اور خلافت کے عظیم اسرار کو جاننا چاہتے ہیں، تو قرآنِ حکیم کی حکمت میں سب کچھ ہے، اگر دنیا میں خلافتِ الٰہیہ ہمیشہ کے لئے نہ ہوتی، تو قرآنِ حکیم آدمؑ کے بعد اور کسی کو خلیفہ نہ کہتا، مگر ایسا نہیں ہے، بلکہ فرمایا گیا ہے کہ حضرتِ داؤدؑ اپنے وقت میں خلیفۃُ اللہ تھا (۳۸ : ۲۶) اور معلوم ہے کہ داؤدؑ کے پاس نبوّت بھی تھی اور امامت بھی، اس سے یہ معلوم ہوا کہ خلافتِ الٰہیہ نبوّت کے ساتھ بھی ہے، اور امامت کے ساتھ بھی۔

۴۔ س: آیا حضرتِ داؤدؑ کے پاس خلافت، نبوّت، امامت، اور روحانی

سلطنت یہ چاروں عظیم مرتبے جمع تھے ؟۔ ح : جی ہاں، آلِ ابراہیمؑ کے لئے یہ مراتب ہیں، مگر آلِ محمدؐ کے لئے صرف نبوّت نہیں ہے۔ جبکہ خلافت، امامت اور روحانی سلطنت ان کو حاصل ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۱۵ مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۵

۱۔ انبیاو ائمہ علیہم السلام کی معرفت کا بابِ اقدس (پاک دروازہ) حضرتِ آدم خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی پہچان سے کھلتا ہے، اسی لئے ہم آپ کو اسرارِ آدمؑ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شخصیاتِ انبیاؑ و اولیاؑ کی زندہ اور بے مثال کتاب بڑی عجیب و غریب بنائی ہے، جس میں ہر مقدس شخصیت اس کتاب کے ایک مستقل باب کی حیثیت سے ہے، اور لازمی طور پر حضرتِ آدمؑ اس کتاب کا دیباچہ بھی ہے اور بابِ اوّل بھی، جس میں قصہ آدمؑ کا ظاہر و باطن ہے۔

۳۔ کتاب شخصیاتِ انبیاؑ و اولیاؑ کے بابِ اوّل میں جو جو مضامین بیان ہو چکے ہیں، ان کو آئندہ ابواب میں دہرانے کی خاص ضرورت نہیں ہوتی ہے، کیونکہ بابِ اوّل خود اس کتاب کا حصہ ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی سُنّت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں، لہٰذا اس حقیقت پر یقین کرنے میں دانائی ہے کہ اللہ کی سُنّت اور نوازش سے ہر نبی اور ہر ولی کا روحانی قصہ بالکل قصہ آدمؑ ہی کی طرح ہے وہی خدائی روح (نور) وہی سجودِ ملائکہ، وہی علم الاسماء، اور وہی بہشت وغیرہ۔

۵۔ بڑا تعجب ہے کہ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کی قرآنی معرفت کی طرف توجہ نہیں

دی جاتی ہے۔

۶۔ اے دوستانِ عزیز! قرآنِ حکیم میں سُنّتِ الٰہی کے مضمون کو خوب غور سے پڑھنا، مل کر بار بار پڑھنا، ان شاءاللہ فائدہ ہوگا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۱۶، مارچ ۲۰۰۰ء

IGW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۶

۱۔ اے نورِ عینِ من! اپنے استاذ کی باتوں کو گوشِ ہوش سے سنو اور قرآنی حکمت میں کماحقہ غور و فکر کرو، کیا آپ نے آیۂ تکمیلِ دین (۵:۳) میں ٹھیک طرح سے سوچا ہے؟ اس آیۂ شریفہ کا ترجمہ اس طرح ہے: میں نے آج کے دن تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کر لیا۔

۲۔ س: اس آیۂ شریفہ کی شانِ نزول کیا ہے؟ ج: شیعی تفاسیر کے مطابق اس پُرحکمت آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے حجۃُ الوداع سے واپسی پر غدیرِ خم کے دن حضرتِ علی علیہ السّلام کو امام مقرر فرمایا تب یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۔ س: کیا امام مقرر ہونے سے پہلے دین کامل نہیں ہوا تھا؟ اور نعمت پوری نہیں ہوئی تھی؟۔ ج: تنزیلِ ظاہر میں سب کچھ ہوا تھا، مگر تاویلِ باطن کا ذریعہ ابھی ابھی مُہیّا ہوا، اور وہ امامؑ ہی تھا، جس کو رسولؐ نے نامزد فرمایا۔

۴۔ محمد رسول اللہؐ اور علی امامِ مُبینؑ کی مثال مجمع البحرین کی طرح ہے کہ یہ دونوں عظیم ارضی فرشتے دو نورانی دریاؤں کا سنگم ہیں، یعنی دریائے آلِ ابراہیمؑ اور دریائے آلِ محمدؐ کا سنگم۔

۵۔ پس بڑے مبارک ہیں وہ لوگ جو محمدؐ و علیؑ کے عاشق ہیں، اور ان کے اسرارِ خفی کو جانتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۱۶ مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراھیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۷

۱۔ سورۂ آلِ عمران (۳ : ۱۱۰) میں ائمۂ آلِ محمدؐ کی شان میں ارشاد ہے :
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ ... ترجمہ : تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کئے گئے ہو تم (لوگوں کو) اچھے کام کا تو حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور خدا پر (کما کانَ حقّہ) ایمان رکھتے ہو۔

۲۔ سورۂ بقرہ (۲ : ۱۴۳) میں ائمۂ آلِ محمدؐ کا نام اُمَّةً وَّسَطاً ہے۔ یعنی عادل گروہ، جو لوگوں پر گواہ ہیں، اور رسولؐ ان پر گواہ ہے، یعنی لوگوں کی ظاہری رسائی امامؑ تک ہو سکتی ہے، جبکہ امامؑ کی نورانی رسائی رسولؐ تک ہے۔

۳۔ سورۂ عنکبوت (۲۹ : ۴۹) میں ارشاد ہے : بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ = بلکہ وہ (قرآن) ان لوگوں کے سینوں میں بصورتِ معجزات ہے جن کو علم عطا کیا گیا ہے۔ یہ حضرات جن کو علمِ لدُنّی عطا ہوا ہے، اور جن کے عالمِ شخصی میں بشکلِ معجزات قرآن موجود ہے، وہ ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔

۴۔ ہر عاشق کو اس آیۂ کریمہ کے عجائب و غرائب میں سوچتے سوچتے محوِ حیرت ہو جانا چاہئے، خداوندِ عالم کے کتنے عظیم احسانات ہیں!

۵۔ اہلِ معرفت کی کتنی بڑی سعادت ہے کہ وہ قرآن اور امامؑ کی باطنی اور نورانی

وحدت کو پہچانتے ہیں۔

۶۔ سینہ سے دل مراد ہے، دل کی تشریح عالمِ شخصی ہے، پس قرآن آنحضرتؐ کے قلب یعنی عالمِ شخصی میں نازل ہوا تھا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ ۱۷، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۸

۱۔ حدیثِ بخاری، جلدِ دُوم، باب: ۸۰۵ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے درود کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا: قُولُوا: اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۔ حضرتِ محمدؐ مصطفیٰ رسول اللہؐ حبیبِ خدا تو تمام پیغمبروں کے سردار ہیں، لہٰذا ان کی کوئی ہمسری ہے اور نہ ان پر درود بھیجنے میں کوئی شک ہے، لیکن آلِ محمدؐ کی عظمتِ شان کے بارے میں اکثر لوگ البتہ ناواقف تھے، پس رسولؐ نے یہ ارشاد فرمایا جو آیۂ قرآن ہی کی طرح ہے۔

۳۔ یہاں جس صلوٰۃ (درود) کا ذکر ہوا ہے، اس کے معانی کسی بھی لُغات میں نہیں ہیں، بلکہ اس کے عجیب و غریب اور زبردست حوالہ جات اس قصۂ قرآن میں ہیں، جو ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ سے متعلق ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کے آئینہ قرآن میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے حسن و جمالِ معنوی کو دیکھنا ضروری ہے۔

۴۔ جس طرح حدیثِ مماثلتِ ہارونی کی وجہ سے قرآن میں آئینہ ہارونؑ اور آئینہ علیؑ ایک ہو جاتا ہے۔

۵۔ اس درود شریف سے معلوم ہوا کہ قرآنِ حکیم میں آلِ ابراہیمؑ سے متعلق جو جو اوصاف و کمالات بیان ہوئے ہیں، وہ سب کے سب آلِ محمدؐ کے لئے بھی ہیں، الحمدُ للہ ربّ العٰلمین۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۱۸، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۹

۱۔ سورۂ اعراف (۷ : ۱۸۱) میں ارشاد ہے: وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ = اور ہماری مخلوقات سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دینِ حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق ہی سے انصاف بھی کرتے ہیں۔ یہ آیۂ کریمہ ہر دور کے ائمۂ ھُدا علیہم السّلام کی شان میں ہے۔

۲۔ مذکورہ سورہ (۷ : ۱۵۹) میں ہے: اور موسیٰؑ کی قوم کے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور حق ہی سے انصاف بھی کرتے ہیں۔ یہ دورِ موسیٰؑ کے امامان اور حدودِ دین ہیں۔

۳۔ سورۂ بقرہ از آیت ۱۲۴ تا ۱۳۰ کو آپ نے خوب غور سے پڑھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم کو لوگوں کی ظاہری اور باطنی ہدایت کے لئے امام بنایا، عقل و منطق کہتی ہے کہ یہ امرِ عظیم خدا نے اپنی سُنّتِ قدیم کے مطابق کیا ہوگا، اور یقیناً یہ حق بات ہے، یہاں سے عُقلا کو معلوم ہوگیا کہ اللہ کی سُنّت ازل سے یہی چلی آئی ہے کہ وہ تبارک و تعالیٰ ہر زمانے کے لوگوں کے لئے امام مقرر فرماتا ہے، کیونکہ سُنّتِ الٰہی کسی تبدیلی کے بغیر ہمیشہ اسی طرح جاری رہی ہے۔

۴۔ خدا کے فضل و کرم سے حضرتِ ابراہیمؑ اپنے آباؤ اجداد میں بھی امام تھا اور آئندہ نسل میں بھی، اللہ کا باطنی گھر اور مقامِ ابراہیمؑ حظیرۂ قدس میں ہے جو امامؑ کا مرتبہ ہے۔

۵۔ اُمّتِ مُسلمہ از ذریّتِ ابراہیم و اسماعیل علیہما السّلام جماعتِ ائمہ ہے، انہی حضرات سے آنحضورؐ کا ظہور ہوا، اور اسی مقصد کے لئے حضرتِ ابراہیمؑ نے دُعا کی تھی (۲ : ۱۲۸ - ۱۲۹)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۱۸ مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراھیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط:۱۰

۱۔ سورۂ شعراء (۲۶ : ۸۴) میں ارشاد ہے: وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ (ابراہیمؑ نے حضرتِ ربّ سے درخواست کی) اور مستقبل میں آنے والی نسلوں (یعنی سلسلۂ امامت) میں میرے لئے ایک حق گو زبان مقرر فرما۔ نورٌ علیٰ نور کے مطابق ہر امامؑ اپنے سلسلۂ ذرّیت میں حیّ و باقی رہتا ہے۔

۲۔ سورۂ زُخرُف (۴۳ : ۲۸) میں ہے: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ = اور ابراہیمؑ نے اس (اسمِ اعظم اور معرفت) کو اپنی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے والا کلمہ چھوڑا تاکہ وہ خود خدا کی طرف رجوع کریں اور لوگوں کو رجوع کرائیں۔ معلوم ہے کہ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کے پاس سب سے خاص چیز اسمِ اعظم اور معرفت ہے۔

۳۔ سورۂ صافات (۳۷ : ۱۰۲-۱۱۰) میں آپ نے حضرتِ اسماعیل ذبیح اللہؑ کے قصۂ قربانی کو پڑھا ہوگا، جس کے باطن میں عظیم تاویلی اسرار بھرے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آدمؑ کے لئے ھابیلؑ اور پھر شیثؑ کو اساس بنایا تھا، اور بحکمِ خدا نوحؑ کے لئے سامؑ اساس مقرر ہوا، اسی طرح اللہ یہ چاہتا تھا کہ ابراہیمؑ کے لئے اسماعیلؑ اساس ہو، تو پھر سخت ترین آزمائشیں ضروری تھیں، خواب میں عظیم باپ کے ہاتھ سے ذبح ہو جانا، ظاہر میں بحکمِ خدا پیارے باپ کی چھری سے ذبح ہو جانے کے لئے

انتہائی عالی ہمتی کے ساتھ لیٹ جانا، اور پھر روحانی طور پر اس سے بھی بڑی بڑی ہزارہا قربانیاں، مثلاً منزلِ عزرائیلی میں قبضِ روح کا ایک بہت بڑا طویل سلسلہ، وغیرہ۔

۴۔ حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ اور حضرتِ اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی یہ بے شمار قربانیاں کس طرح بے ثمر ثابت ہو سکتی تھیں، حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کو آسمانی کتب کی وراثت اور نورانی حکمت عطا فرمائی ہے، اور عظیم روحانی سلطنت سے نوازا ہے، الحمد للہ رب العالمین۔

ن۔ن۔ (حبِّ علی) ہونزائی

۱۹، مارچ ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۱

۱۔ سورۂ قصص (۲۸: ۵) میں ارشاد ہے: وَنُرِيدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔ اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی کو (لوگوں کا) ائمہ (پیشوا) بنائیں اور ان ہی کو وارث بنائیں۔

۲۔ س: یہ حضرتِ موسیٰؑ کے مومنین کا واقعہ ہے، آپ بتائیں کہ خدا نے ان کو کس طرح ائمہ اور وارثین بنا دیا؟ ۔ ج: رُوح اور نور کے عجائب و غرائب ایسے ہیں کہ وہ اہلِ ایمان جن پر دشمنانِ دین نے ظلم کیا تھا، وہ جیتے جی اپنے امامؑ میں فنا ہو گئے، اور عالمِ شخصی میں ان کو ہر قسم کی وراثت مل گئی۔

۳۔ سورۂ مریم (۱۹: ۶۳) میں ہے: یہی وہ بہشت ہے کہ ہمارے بندوں میں سے جو پرہیزگار ہوگا ہم اسے اس کا وارث بنائیں گے۔ س: تنہا ایک شخص کے لئے بہشت کی وراثت کس طرح ممکن ہے؟ ۔ ج: عالمِ شخصی کی بہشت وراثت کی مثال پر ہے، کیونکہ وہاں ایک ہی فرد سب کی نمائندگی کرتا ہے۔

۴۔ س: سورۂ اعراف (۷: ۱۳۷) میں جس بابرکت سرزمین کے بہت سے مشارق اور بہت سے مغارب موجود ہونے کا ذکر آیا ہے، کیا وہ سرزمین ملکِ شام ہے؟ ۔ ج: نہیں، البتہ اس کے مشرق و مغرب زیادہ نہیں ہیں، بلکہ وہ مبارک

مقدس سرزمین جو تمام عوالمِ شخصی کے لئے باعثِ برکت ہے، وہ حظیرۃ قدس ہے، جس کا ایک ہی مشرق ہے جو وہی مغرب بھی ہے، مگر خدا نے اس کو یہ بہت بڑا معجزہ عطا کیا ہے کہ وہ بہت سے مشارق و مغارب کا کام کر رہا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۰، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراھیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۲

۱۔ سورۂ حجر (۱۵: ۷۵) میں ارشاد ہے: اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ۔ یقیناً اس میں اہلِ بصیرت کے لئے قدرتِ خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ بقولِ حضرتِ امام جعفر الصّادق علیہ السّلام یہ آیۂ شریفہ ائمۂ اہلِ بیت علیہم السّلام کی شان میں ہے۔

۲۔ سورۂ اعراف (۷: ۴۶) میں ارشاد ہے: وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمٰهُمْ۔ اور کچھ لوگ اعراف پر ہوں گے جو ہر شخص کو (بہشتی ہو یا جہنمی) ان کی پیشانی سے پہچانیں گے۔ اعراف کی تاویل ائمۂ آلِ محمدؐ ہیں۔ (کتاب دعائم الاسلام حصّۂ اوّل)۔

۳۔ ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے مشہور قرآنی القاب میں سے ایک اولوا الامر بھی ہے (۴: ۵۹)۔ (۴: ۸۳) بحوالہ دعائم الاسلام حصّۂ اوّل۔

۴۔ وہ عظیم الشّان آیات بھی کتابِ دعائم کی تفسیر و تاویل کے ساتھ پڑھ لی جائیں جو سورۂ حجّ کے آخر (۲۲: ۷۷۔ ۷۸) میں ہیں۔

۵۔ سورۂ فاطر (۳۵: ۳۲) میں ارشاد ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے خاص ان کو قرآن کا وارث بنایا جنہیں منتخب کیا تھا۔ یعنی ائمۂ آلِ محمدؐ قرآن کے وارث ہیں، کیونکہ

وہی حضرات خدا کے بندوں میں سے برگزیدہ ہیں۔

۶۔ سورۂ عنکبوت (۲۹ : ۴۳) میں ارشاد ہے: وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ = اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے سمجھانے کے واسطے بیان کرتے ہیں اور ان کو بس علماء ہی سمجھتے ہیں۔ علماء سے ائمۂ آلِ محمدؐ مراد ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۱ مارچ ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۳

۱۔ سورۂ انبیاء (۲۱: ۷) میں ارشاد ہے: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ = اگر تم لوگ خود نہیں جانتے ہو تو اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔ اہلِ ذکر سے علی و ائمہؑ اولادِ علیؑ مراد ہیں۔

۲۔ سورۂ حاقہ (۶۹: ۱۱-۱۲) جب (طوفان کا) پانی چڑھنے لگا تو ہم نے تم کو کشتی پر سوار کیا تاکہ ہم اسے تمہارے لئے یادگار بنائیں اور اسے یاد رکھنے والے کان سن کر یاد رکھیں۔ یہاں روحانی طوفان کا ذکر ہے، جس سے قیامت مراد ہے، اور سن کر یاد رکھنے والے کان حضرتِ علی علیہ السلام ہے۔

۳۔ سورۂ بقرہ (۲: ۲۰۷) میں ارشاد ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ = اور لوگوں میں سے (خدا کے بندے) کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور خدا ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت والا ہے۔ یہ آیت مولا علیؑ کی مدح میں نازل ہوئی ہے، واقعہ مشہور ہے۔

۴۔ سورۂ رعد (۱۳: ۴۳) میں ہے: وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ = اور (اے رسولؐ) کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو تو تم (ان سے) کہدو

کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے کافی ہیں۔ آپ متعلقہ کتب میں دیکھ سکتے ہیں کہ جس شخص کے پاس قرآن کا علم ہے وہ حضرت علی علیہ السلام ہے۔

۵۔ محمدؐ کا نور بشکلِ فرشتہ عقلِ کُلّ قلم ہے، اور علیؑ کا نور بصورتِ فرشتہ نفسِ کُلّ لوحِ محفوظ ہے، اسی وجہ سے علیؑ کے پاس قرآن کا علم ہے، اور اسی سبب سے علیؑ ارض و سماء میں رسولِ پاکؐ کی رسالت کا گواہِ ثانی ہے۔ الحمد للہ۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۲، مارچ ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراھیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۴

۱۔ آپ یقیناً اس حقیقت کو سمجھتے ہیں، کہ بنی آدم خاص اور عام دو قسم کے ہیں، قرآن میں البتہ اکثر خاص بنی آدم کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ سورۂ اعراف (۷ : ۳۱) میں ہے: اے بنی آدمؑ ہر نماز کے وقت بن سنور کے نکھر جایا کرو۔ یہ صرف ظاہری ترجمہ ہے۔ اور اسکی تاویل اس طرح ہو سکتی ہے: اے آدمِ زمانؑ کے روحانی بچّو! تم ہر عبادت کے دوران اپنے باطن کو پُر نور بنالو۔ اس میں خصوصاً کارِ بزرگ کا تذکرہ ہے، اور اس آیۂ کریمہ میں لفظِ مسجد آیا ہے، جس کی تاویل اسمِ اعظم کی عبادت ہے۔

۲۔ HOME WORK : سورۂ اعراف (۷ : ۱۷۹-۱۸۰) کو ایک ہی مضمون کے طور پر مربوط پڑھو، دیکھو خدا نے بہت سے جنّات اور آدمیوں کو دوزخِ جہالت کے لئے پیدا کیا ہے، سوچو، کیوں، ان کا کیا قصور ہے؟ آیا ایسے لوگ حیوانِ انسان نما ہیں؟ اور دوسری آیت کے پیشِ نظر ان کی بنیادی گمراہی کیا ہے؟

۳۔ جو لوگ "اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ" (وہ لوگ گویا جانور ہیں ۱۷۹) کے قانون میں داخل ہیں، وہ یقیناً حیوانِ انسان نما ہیں، سورۂ فرقان (۲۵ : ۴۴) میں بھی دیکھ لیں۔

۴۔ سورۂ انبیاء (۲۱ : ۱۰) میں ہے: ہم نے تو تم لوگوں کے پاس وہ کتاب (قرآن) نازل کی ہے جس میں تمہارا (بھی) ذکرِ (خیر) ہے، کیا تم لوگ نہیں سمجھتے۔ اس

میں یہ اشارۃً بلیغ ہے کہ عقل والوں کے لئے قرآنی حکمت میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور اس میں انسانی حقیقت کے بے شمار بھیدوں کا خزانہ بھی پوشیدہ ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
۲۲، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۵

۱۔ آیۂ اصطفاء (۳: ۳۳-۳۴) سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کے پاک نور کا سلسلہ خود ذریتِ آدمؑ اور ذریتِ نوحؑ کا سلسلہ ہے، کیونکہ اللہ کے نور کی رسّی نہ صرف طویل ہے، بلکہ وہ بڑی مضبوط بھی ہے، اس لئے وہ کبھی ٹوٹتی نہیں ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا نورِ مقدس ایسا نہیں کہ کبھی مخالفین اسے بجھا سکتے ہوں (۹: ۳۲؛ ۶۱: ۸) اس کا مطلب یہ ہوا کہ سلسلۂ نورِ خاندانِ آدمؑ، خاندانِ نوحؑ، خاندانِ ابراہیمؑ، اور خاندانِ عمران (ابوطالبؑ) پر مبنی ہے، اور خاندانِ ابی طالبؑ ہی خاندانِ محمدؐ ہے۔

۳۔ ہوم ورک: آیۂ تطہیر (۳۳: ۳۳) کی شانِ نزول کیا ہے، اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کون حضرات ہیں؟ آپ معلومات حاصل کرنے کی ذمہ داری قبول کریں۔

۴۔ آیۂ مباہلہ (۳: ۶۱) کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ اس آیت میں غور کریں۔

۵۔ سلمان فارسی اہلِ بیتِ اطہار میں سے ہو گیا تھا، اس حقیقت کی قرآنی دلیل کیا ہے؟ ۔ نح: پہلی دلیل: سورۂ ابراہیم (۱۴: ۳۶) میں ہے: کہ ابراہیمؑ نے کہا: فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ مجھ

سے ہے۔

۶۔ طریقۂ سلمان فارسی طریقِ حقیقت اور معرفت ہے، جس کی دلیلیں سر تاسر قرآنِ حکیم میں پھیلی ہوئی ہیں، تاہم اس کا مذہب اہلِ بیتِ اطہار علیہم السّلام کا مذہب ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۳، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراھیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۶

۱۔ آپ نے حکیم پیر ناصر خسروؒ کی شہرۂ آفاق کتاب وجہِ دین کا مطالعہ کیا ہو گا، اسی مبارک کتاب میں بار بار یہ فرمایا گیا ہے کہ ہر آسمانی متحاب سے امام مراد ہے یعنی کتاب کی تاویل امام کا نور ہے، آپ کتاب وجہِ دین میں ایک بار پھر ذمہ داری سے دیکھ لیں۔

۲۔ سورۂ حدید (۵۷ : ۲۶) میں یہ دیکھ کر آپ بے حد شادمان ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ نوحؑ اور حضرتِ ابراہیمؑ کے سلسلۂ ذریت میں نبوت اور کتاب مقرر کی، یہاں کتاب سے امام اور امامت مراد ہے، وہ آیۂ شریفہ یہ ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ۔

۳۔ ہر نبی کے ساتھ ایک زندہ اور ناطق کتاب کا ہونا اللہ کا بہت بڑا احسان ہے، اور امام کا دوسرا نام ھادی ہے، اور اسی لئے ارشاد ہوا ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے (۱۳ : ۷)۔

۴۔ سورۂ بقرہ (۲ : ۲۱۳) میں دیکھیں، جہاں یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان کے ساتھ الکتاب نازل کی، یعنی ہر نبی کے ساتھ امام کو مقرر کیا، تاکہ لوگوں کے درمیان جو جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں، ان کا فیصلہ کر دیا جائے، کیونکہ کتاب اور امام اگرچہ باطن میں ایک ہی نور ہے، پھر

بھی لوگ کتاب کے لئے جو نور (۵ : ۱۵) مقرر ہے، اس سے ہٹ کر بہت سے اختلافات پیدا کرتے ہیں، جبکہ امامؑ ہر طرح سے اختلافات کو ختم کر دیتا ہے، اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ امامؑ خدا کے حکم سے قیامت کو برپا کرتا ہے جس سے دنیا والے سب کے سب دینِ حق میں داخل ہو جاتے ہیں، اور ان کے بیشمار اختلافات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حبِ علی) ہونزائی

۲۳ر مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۷

۱۔ قرآن حکیم (۲ : ۲۱۳) میں جہاں یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے ساتھ امام کو بطور کتابِ ناطق مقرر فرمایا تھا، وہاں علم و حکمت کا بہت بڑا خزانہ لگتا ہے، اور ہاں خدا کے پاس کتابِ ناطق تو ہمیشہ موجود ہوتی ہے، اور یہی ہے ہر پیغمبر کی باطنی کتاب اور نورِ امامت۔

۲۔ اگر کسی پیغمبر پر ظاہری کتاب بھی نازل ہوئی تھی، تو اس میں کیا شک ہو سکتا ہے، جبکہ دینِ حق میں نورِ مُنزّل بھی ہے اور کتابِ سماوی بھی۔

۳۔ کیا ہر نبی کے لئے عالمِ شخصی کا نظام کامل و مکمل اور حظیرۂ قدس فعّال نہیں ہوتا؟ کیا ہر مُنذِر (ڈرانے والا) کے ساتھ ہادی نہیں ہوتا؟ کیا ہر نبیؑ کے ساتھ امامِ زمانؑ وزیر نہ تھا؟ کیا کبھی صرف سورج تھا اور چاند نہ تھا؟

۴۔ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی زمانے میں روحانی باپ تو ہو مگر ماں نہ ہو؟ کیا قرآن و حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ہر نبیؑ کے لئے ایک وزیر ہوا کرتا ہے؟

۵۔ دینِ حق ہمیشہ ایک زندہ شخص کی طرح ہے، اس کی عقل رسولؐ ہے اور روح امامؑ، اسی لئے یہ کہنا درست ہے کہ رسولؐ اور امامؑ دینِ مجسّم ہیں۔

۶۔ وجہِ دین کی باتیں بڑی عقلی اور منطقی ہیں کہ جس میں کہا گیا ہے کہ ہر امامؑ خدا کی بولنے والی کتاب ہے اور اساس اُمّ الکتاب ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی ۲۴، مارچ ۲۰۰۰ء

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۸

۱۔ اے عزیزِ من! آپ کو کسی اور تعویذ کی کیا ضرورت ہے، مگر وہ تعویذات بے حد ضروری ہیں جو روح الایمان کی حفاظت و سلامتی کے لئے ہوا کرتی ہیں اس سے میری مراد ارشاداتِ ائمۂ طاہرین علیہم السلام ہیں، جیسا کہ حضرتِ امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے: مَا قِيلَ فِي اللهِ فَهُوَ فِينَا، وَمَا قِيلَ فِينَا فَهُوَ فِي الْبُلَغَاءِ مِنْ شِيعَتِنَا = جو بات اللہ تعالیٰ کے متعلق کہی گئی ہے، وہ تاویلاً ہم پر صادق آتی ہے، اور جو بات ہمارے متعلق کہی گئی ہے وہ ہمارے بلغ شیعوں پر صادق آتی ہے۔

۲۔ حضرتِ امامِ عالی مقام کا کلام بالا بے مثال اور بڑا زبردست جامع الجوامع ہے، ایسے عظیم الشان اور انتہائی مضبوط علمی قلعے اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ اہلِ ایمان ان میں شرِ شیطان سے محفوظ ہو جائیں۔

۳۔ تاویلی مفہوم (۲۱: ۹۵-۹۶) جس قریہ یا شہر یا زمانے کے لوگ اللہ کی نافرمانی سے روحانی طور پر ہلاک ہو چکے ہیں، وہ پھر اپنی مرضی سے رجوع نہیں کر سکتے ہیں، تا آنکہ خداوندِ تعالیٰ امامِ زمانؑ کے توسط سے اہلِ زمانہ کو روحانی قیامت کے لئے جمع کرتا ہے، اور یاجوج ماجوج کھول دئے جاتے ہیں، پھر سب لوگ قیامت کی سختی اور زبردستی کے تحت رجوع کرتے ہیں۔

۴۔ حدیثِ شریف میں وارد ہے: من مَّاتَ فَقَد قَامَت قِیَامَتُہ۔ جو کوئی مرتا ہے اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ اور موت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک نفسانی موت ہے، اور دوسری جسمانی موت، اہلِ تصوّف اور اہلِ حقیقت اس بات پر مُتّفق ہیں کہ کاملین کی نفسانی موت اور قیامت زندگی ہی میں واقع ہوتی ہے تاکہ خزائنِ حقائق و معارف حاصل کئے جائیں، کیونکہ قیامت اسرارِ خداوندی کی سب سے عظیم کائنات ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۵، مارچ ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۱۹

۱۔ سورۂ نحل (۱۶ : ۱۲۰) میں یہ ارشاد ہے : اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ پہلا باحکمت ترجمہ: بے شک ابراہیمؑ ایک عظیم امام تھا اللہ کا مثالی فرمانبردار خدا کی محبت میں یکتا اور ہر قسم کے شرک کرنے سے پاک و پاکیزہ تھا۔ دوسرا باحکمت ترجمہ : یقیناً ابراہیمؑ (اپنے عالمِ شخصی میں) پاک اماموں کی جماعت تھا، اللہ کے لئے نہایت فرمانبردار، ہر وقت اس کی یاد میں مصروف رہنے والا، اور مُوَحِّد اعظم تھا۔ تیسرا باحکمت ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ ابراہیمؑ (اپنے عالمِ شخصی میں ائمۂ اوّلین و آخرین کی) ایک جماعت تھا، اللہ کا انتہائی فرمانبردار اور اس کی دوستی میں یگانہ اور خدا شناسی میں منفرد تھا۔

۲۔ اب ہمارے عزیزوں کے لئے عالمِ شخصی کے علم الیقین کی مدد سے قرآنی حکمت آسان ہو سکتی ہے، جس طرح مذکورۂ بالا آیۂ شریفہ کی حکمت عالمِ شخصی کی معرفت کی روشنی میں بیان ہوئی، جی ہاں حضرتِ ابراہیمؑ اپنے زمانے کا نفسِ واحدہ تھا، لہٰذا اس میں بوجہِ روحانی قیامت تمام روحیں جمع ہو گئی تھیں، پس ابراہیمؑ کو اُمّت کا درجہ دینے کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔

۳۔ ہمارے بہت سے ہم درس دوستوں کو اس بات پر کامل یقین ہے کہ امامِ

زمان نورِ مُنزّل اور سرچشمۂ علمِ لدُنّی ہوتا ہے لہٰذا وہ مُستحق مسکین کو علمی صدقہ دیتا رہتا ہے، اور جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ صدقہ کہاں سے آیا ہے۔

۴۔ بہت بڑی سعادت ہے ان مریدوں کی جو اپنے امام علیہ السلام کو علم و معرفت کی روشنی میں پہچانتے ہیں، اور باطنی طور پر اس سے علم و حکمت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۶۔ مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آلِ ابراہیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۲۰

۱۔ سورۂ احزاب (۳۳ : ۴۶) میں جہاں حضرتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ کے اسمائے مبارک میں سے سات پاک نام آئے ہیں، اور اس بابرکت آیت کے ترجموں میں سے ایک دلچسپ ترجمہ یہ بھی تھا، جو درج ذیل ہے :۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسی کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

۲۔ وہ سات اسمائے مبارک یہ ہیں : نبی، رسول، شاہد، مُبشّر، نذیر، داعی، سراجِ مُنیر۔ ان میں سے ہر اسم میں نورانی بھیدوں کا ایک خزانہ مخفی ہے۔

۳۔ قرآنی ارشاد کے مطابق حضراتِ ائمہ لوگوں پر گواہ ہیں اور رسولؐ اماموں پر گواہ ہے (۲۲ : ۲۸)۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ امام دنیا میں ظاہر ہے، اس کا باطنی دیدار بھی عاشقوں کے لئے ممکن ہے، اور امام کا نور رسولؐ کے نور سے واصل ہے۔

۴۔ عالمِ شخصی کے تصوّر میں انقلاب ہے یاد رہے کہ زبردست روحانی ترقّی انقلاب کے بغیر ممکن ہی نہیں، لیکن سوال ہے کہ انقلاب کہاں اور کس چیز میں ؟۔ ج : آپ کے اپنے اعمال میں اور اپنی عادات میں، آپ قرآن میں دیکھیں نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ، اور نفسِ مطمئنہ میں کیا فرق ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۶۔ مارچ ۲۰۰۰ء

آلِ ابراھیمؑ = آلِ محمدؐ

قسط: ۲۱

۱۔ سورۂ حجّ کے آخر (۲۲: ۷۸) میں ایک عظیم الشّان اور حکمت و معرفت سے لبریز آیت وارد ہوئی ہے، جس میں اگر چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مبارک ارشاد میں تمام حدودِ دین کے لئے ایک مکمّل ہدایت موجود ہے۔ چنانچہ اوّلاً یہ حکم ہے: اے مومنین رکوع کرو یعنی حجّت کی اطاعت کرو، اور سجدہ کیا کرو، یعنی امام کی اطاعت کرو۔

۲۔ اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو کہ یہی راستہ عبادت کا ہے۔

۳۔ اور اسی طریق پر نیکی کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

۴۔ اور خدا کی راہ میں کما کانَ حقّہٗ جہادِ اکبر کرو۔

۵۔ اس کے بعد ائمۂ آلِ محمدؐ سے خطاب ہے: اسی نے تم کو برگزیدہ کیا۔

۶۔ اور دین میں تم پر کوئی سختی اور تنگی نہیں کی، یہ تمہارے باپ یعنی جدِّ اعلیٰ ابراہیمؑ کا مذہب ہے، اسی نے پہلے ہی سے تمہارا نام حقیقی فرمانبردار بندے رکھا ہے اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسولؐ تم پر گواہ ہو، اور تم تمام لوگوں پر گواہ بنو پس نماز پڑھا کرو، یعنی دعوت کا کام کرتے رہو، اور زکات دیتے رہو، یعنی حقیقی علم دیتے رہو۔

۷۔ اور خدا سے واصل رہو وہی تمہارا کارساز اور سرپرست ہے تو کیا اچھا کارساز ہے اور کیا خوب مددگار ہے۔

یہ ترجمہ ہے، آپ آیت کو بھی غور سے پڑھیں، ان شاء اللہ بتدریج دل میں معرفت کی روشنی آئے گی۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

۲۷، مارچ ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دعا کرنے کا حکم

مشکلات اور حاجات کے وقت قاضی الحاجات کو پکارنے کا حکم سورۂ مومن (۴۰ : ۵۶) میں ہے: یقیناً جو لوگ جھگڑتے ہیں خدا کی آیتوں (یعنی امامؑ کے بارے) میں بغیر اس کے کہ ان پر آسمانی دلیل نازل ہوئی ہو کچھ نہیں ہے ان کے سینوں میں سوائے تکبّر کے (یہاں آسمانی دلیل سے معرفت مراد ہے) حالانکہ وہ اس تک کبھی پہنچنے والے نہیں ہیں، پس آپ اللہ کی پناہ میں رہنا، یقیناً وہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (۴۰ : ۶۰) (اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ تم مجھے میرے اسماء الحسنیٰ سے پکارا کرو۔ ۷ : ۱۸۰)۔ أَسْتَجِبْ لَكُمْ میں صرف تمہارے لئے قبول کروں گا۔ ظاہر ہے کہ یہ حکم صرف مومنینِ بالیقین ہی کے لئے ہے، جبکہ اس حکم کی تمہید میں امام شناسی کا اشارہ ہے، اور پھر اسماء الحسنیٰ سے پکارنے کا حکم بھی ہے، پس مومنین کے لئے یہ بات بے حد ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت میں مقصد کا تعین کریں، اور امید و یقین سے دعا کرتے رہیں، اور دعا کرنے والا مومن ایسا ہونا چاہئے کہ وہ کثرت سے سجود کرنے کا عادی ہو، اور گریہ و زاری سے اس کا عشق ہو، اور اس کا قلب و لسان پاک ہو، ان شاء اللہ

اس کی دعا قبول ہو گی۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

پیر ۱۷ اپریل ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تسبیح کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عزیز میں ہر زمانے کے تسبیح پڑھنے والوں کو ایک بڑا باعزت اور بہت ہی پیارا نام دیا ہے، وہ ہے مُسَبِّحِین (۳۷: ۱۴۳) اس ٹائٹل میں بہت بڑی عزت یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ جب یونسؑ تسبیح پڑھنے والوں میں شامل ہو گیا تب اس کو نجات ملی، اور دوسری بات یہ ہے کہ تسبیح پڑھنے والے ہر دور اور ہر زمانے میں ہوتے ہیں، واضح رہے کہ سارے قرآن میں تسبیح کی بہت بڑی تعریف آئی ہے، اور خدا کے نزدیک تسبیح خوانی اتنی ضروری ہے کہ اس نے اپنی خدائی کی ہر چیز کے لئے ایک گونہ تسبیح خوانی لازم کر دی ہے، اور کوئی چیز تسبیح خوانی کے بغیر نہیں ہے (۱۷: ۴۴)۔

تسبیح خوانی کا سب سے بڑا راز تو یہ ہے کہ تمام چیزوں کی یکجا تسبیح خوانی صورِ اسرافیل میں ہوتی ہے، اس کی معرفت انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں ہوتی ہے، اور تاویل طلب تذکرہ حضرتِ داؤدؑ کے قصہ میں ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ صورِ اسرافیل تمام چیزوں کی مجموعی تسبیح خوانی پر مبنی ہے، پس معلوم ہوا کہ تسبیح خوانی کا جوہر کیا ہے، اور اس کی رفعت و عظمت کیا ہے، کوئی بھی دعا اور کوئی بھی عبادت تسبیح کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ہے، کوئی نماز

کوئی عبادت، کوئی بندگی کس طرح مکمل ہو سکتی ہے جس میں ذاتِ سبحان کی تعریف نہ ہو۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

پیر ۱۷، اپریل ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی طِبّ کے عظیم معجزات

ایک بے مثال نسخۂ لاہوتی: تضرّع، یعنی گریہ وزاری، مناجات اور گڑگڑانا، صاحبانِ عقل کے لئے یہ بات بے حد ضروری ہے کہ وہ قرآنِ حکیم میں طبِّ الٰہی کو بھی بڑے غور سے پڑھا کریں، مثال کے طور پر قرآنِ عظیم میں جہاں جہاں تضرّع کا ذکر آیا ہے وہاں خوب غور سے دیکھیں، اس میں اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم معجزۂ رحمت پنہاں ہے کہ اگر کسی بستی پر یا کسی قوم پر عذابِ الٰہی نازل ہونے لگا ہے تو وہ بھی تضرّع سے بحکمِ خدا ٹل سکتا ہے، کیونکہ لوگوں پر جو بھی عذاب نازل ہوتا ہے وہ ان کی غفلت، نافرمانی اور ناشکری کی وجہ سے ہے، مگر جب وہ تضرّع کرتے ہیں تو اس میں تقریباً بیس (۲۰) اچھے معانی ہیں، لہٰذا خدائے رحمان و رحیم ان پر رحم فرماتا ہے، پس اہلِ ایمان کی دانائی اس بات میں ہے کہ وہ تضرّع سے فائدہ اٹھائیں، سب سے بڑی دانائی یہ ہوگی کہ وہ امن و سلامتی ہی کے ایام میں عشقِ سماوی کی غرض سے گریہ وزاری کریں تاکہ ہر قسم کی غفلت، نافرمانی اور ناشکری سے محفوظ رہیں۔

ے (۶ : ۴۲ ؛ ۶ : ۴۳ ؛ ۶ : ۶۳ ؛ ۷ : ۵۵ ؛ ۷ : ۹۴ ؛ ۷ : ۲۰۵)

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

منگل ۱۸ اپریل ۲۰۰۰ء

بابُ المعجزات (معجزات کا دروازہ) = امامؑ

اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ناطق باب المعجزات ہے یعنی تمام روحانی اور عقلی معجزات کا بابِ اقدس امامِ زمانؑ ہی ہے، کیونکہ خداوندِ تعالیٰ کا زندہ اور بولنے والا اسمِ اعظم اور صحیفۂ اسمارُ الحسنےٰ وہی ہے، پس معجزۂ حدیثِ نوافل اسی ذاتِ عالی صفات کے نورِ ہدایت کی روشنی میں ہے، جس کی وضاحت میں نے "عملی تصوّف اور روحانی سائنس" کی کتاب میں کی ہے، کیونکہ معجزۂ نوافل سے کارِ بزرگ کا معجزہ مراد ہے، اور یہ کارِ بزرگ حضرتِ امام علیہ السلام ہی عطا فرماتا ہے۔

اے عزیزان! تم عالی ہمت بنو اور اپنے زمانے کے دروازۂ معجزات (بابُ المعجزات) سے داخل ہو جاؤ، کیونکہ اس بابِ اقدس سے باہر بہت سے خطرات ہیں، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ = اور جب ہم نے کہا کہ داخل ہو جاؤ اِس قریے (عالمِ شخصی) میں۔ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا = بابُ المعجزات (امامؑ) سے بذریعہ حقیقی اطاعت داخل ہو جاؤ (۲ : ۵۸)۔

بابُ المعجزات کے مزید حوالہ جات: ۴ : ۱۵۴؛ ۷ : ۱۶۱؛ ۲ : ۱۸۹۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۱۹۔ اپریل ۲۰۰۰ء

طبِّ الٰہی اور قلبِ سلیم

اللہ تعالیٰ کے نورِ اقدس کے عاشقوں کے لئے قلبِ سلیم کی معرفت ازحد ضروری ہے، چنانچہ قرآنِ حکیم کی ظاہری معرفت فرماتی ہے کہ حضرتِ ابراہیمؑ نے اللہ کے لئے اپنے دل کو قلبِ سلیم بنالیا تھا، جیسا کہ ارشاد ہے: وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (۳۷: ۸۳-۸۴) اور یقیناً نوحؑ کے پیروؤں میں سے ابراہیمؑ تھا جبکہ وہ بے عیب دل لیکر اپنے ربّ کے پاس آیا۔ پس یہاں سے قلبِ سلیم کی مثال اور معرفت معلوم ہوئی۔

قلبِ سلیم کی دوسری مثال: یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (۲۶: ۸۸-۸۹) جس دن نہ کسی کو مال نفع دے گا اور نہ بیٹے، بجز اس کے جو حاضر ہو اللہ کے پاس بے عیب دل کے ساتھ۔

دل کے لئے تین مقامات ہیں: مقامِ جسمانی، مقامِ روحانی اور مقامِ عقلانی، اور قلبِ سلیم مقامِ عقل پر ہے، اسی مقام پر کوئی عارف قلبِ سلیم لے کر خدا کے پاس جاسکتا ہے۔ قلبِ سلیم کے معنی ہیں وہ دل جو ہر قسم کی اخلاقی، روحانی اور عقلی بیماری سے پاک ہو، نیز قلبِ سلیم کے معنی ہیں وہ دل جو خدا کے سپرد کیا گیا ہو، اور وہ دل جو خدا کا حقیقی فرمانبردار ہو اور اس میں کوئی عیب نہ ہو، اور وہ دل جو ہر طرح سے منشائے الٰہی کے مطابق جملہ خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ

ہو۔ آپ اپنے استاد کے ڈائیگرامز کو بھی دیکھیں جو قرآنی علاج اور دیگر کتابوں میں ہیں۔

ہم طبِ الٰہی سے آپ کی دلچسپی کو دیکھنا چاہتے ہیں، کیونکہ قرآنِ حکیم کے بہت سے پُرحکمت پہلو ہیں اور ان میں سے ایک خاص پہلو طبِ الٰہی سے متعلق ہے، جیسا کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے کہا: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (۲۶ : ۸۰) اور میں جس قسم کا بھی مریض ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ حقیقی طبیب اللہ ہی ہے، اور وہ ہر قسم کی بیماری سے اپنے بندوں کو شفا بخشنے پر قادر ہے، اور اسی حکم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قلبِ سلیم وہ ہے جو ہر قسم کی بیماری سے پاک و سلامت ہو۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

پیر ۲۴، اپریل ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

طبِّ الٰہی اور آیاتِ شفاء

طبِ الٰہی اور آیاتِ شفاء، آپ عزیزان اس مضمون کو کتاب العلاج صـ۵۴ پر دیکھیں۔ حق بات تو یہ ہے کہ قرآن حکیم سرتاسر شفاخانۂ سماوی برائے قلبِ انسانی ہے، کیونکہ قرآن پاک کا سب سے عظیم مقصد یہ ہے کہ ہر مومن اور مومنہ کا دل قلبِ سلیم اور قلبِ منیب ہو جائے (۵۰ : ۳۳)۔

قلبِ مُنیب کے معنی ہیں : اللہ کی طرف رجوع ہونے والا، گڑگڑانے والا، توبہ کرنے والا، اسی معنیٰ میں عبدِ مُنیب بھی ہے (۳۴ : ۹ ؛ ۵۰ : ۸)۔

جب قرآن کے ناموں میں سے ایک مشہور نام شفاء ہے تو معلوم ہوا کہ قرآن انسان کے امراضِ قلب کے لئے شفاخانۂ الٰہی ہے جس کا طبیب اللہ تعالیٰ خود ہے اور اس کا رسولؐ ہے اور امامِ زمانؑ ہے، تاکہ لوگ اس شفاخانے سے رجوع کر کے اپنے دل کو قلبِ سلیم بنالیں، کیونکہ خدا کے پاس قلبِ سلیم کے بغیر کوئی جا ہی نہیں سکتا، یہ ہیں طبِ الٰہی کی عظیم حکمتیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۲۶، اپریل ۲۰۰۰ء

کلمۂ تامّہ سلمان کی معرفت کیلئے امدادی حکمتیں

۱۔ دعائے نور میں خوب غور سے دیکھو جب اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے قلب میں ایک نور قرار دیتا ہے، تو کیا وہ امامؑ ہی کا نور نہیں ہوگا؟ اگر یہ نور امام کا ہے تو کیا وہ خدا کے حکم سے کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا دل ہوں؟

ج: یقیناً کہہ سکتا ہے کہ میں علیؑ زمانؑ ہوں، اور میری یہ صفت ہے، اور میں تمہارا دل ہوں۔

۲۔ حدیثِ نوافل کو ایک بار پھر اچھی طرح سے پڑھ لیں، اگر خدا اپنے بندۂ عاشق کے حواسِ ظاہر ہو سکتا ہے تو حواسِ باطن اور دل بھی ہو سکتا ہے، اور خدا حدودِ دین سے یہ کام لیتا ہے، خصوصاً امامؑ سے، پس ایک وہ وقت آنے والا ہے، جس میں امامؑ ہی مومنین و مومنات کا قلب ہو جاتا ہے، جیسا کہ ترجمۂ آیۂ شریفہ ہے:

اور بنا دئے اس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم شکر کیا کرو (۱۶: ۷۸؛ ۲۳: ۷۸؛ ۳۲: ۹؛ ۶۷: ۲۳)۔ حواسِ ظاہر پر اگر شکر واجب ہوتا تو حواسِ ظاہر کافر کے بھی ہیں، منافق کے بھی ہیں، اور جانوروں کے بھی ہیں، اس لئے یہاں اس سے حواسِ باطن اور وہ دل مراد ہے، جس میں نور ہوتا ہے، اور جس میں امامؑ خود ہی ہوتا ہے، لہٰذا مذکورہ آیتِ شریفہ میں حواسِ

باطن اور دل کے نور کا ذکر ہے۔

ن۔ن۔(حُبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۲۷، اپریل ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

امراضِ باطن کے لئے طبِّ الٰہی کا بے مثال نسخہ

امراضِ باطن کے لئے طبِّ الٰہی کا بے مثال نسخہ بھی قرآن حکیم (۱۷: ۱۰۷، ۱۷: ۱۰۹) میں موجود ہے، وہ ہے سنّتِ انبیاء و اولیا علیہم السّلام کے مطابق خوب گریہ وزاری کے ساتھ سجدۂ نیازمندی میں گر پڑنا۔

حدیثِ شریف میں شفائے کلّی کا عظیم الشّان نسخہ کثرۃُ البکاء لِلّٰہ ہے (اللہ کے لئے کثرت سے رونا)۔ کتاب دعائم الاسلام جلدِ ثانی کتاب الوصایا فصل (۱) میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرتِ علیؑ کو چند خصائل کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اور چوتھی خصلت کثرت سے اللہ کے لئے گریہ و بکاء ہے، کہ وہ تمہارے آنسو کے ہر قطرے کے عوض جنّت میں ہزار گھر بنا دے گا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۲۹، اپریل ۲۰۰۰ء

جاں نثارانِ علیؑ

۱۔ دوستدارانِ علیؑ سے جان فدا کر اے نصیرؔ!
جان نثارانِ علیؑ سے جان فدا کر اے نصیرؔ!

۲۔ جان ہی کو روح سمجھ لے اے عزیزِ ہوشمند!
جان ہی ہے کنزِ عرفاں اے حبیبِ ارجمند!

۳۔ جان ہی ہے اک جہان اور جان ہی ہے آسمان
جان میں ہے عرشِ اعلیٰ اور خدائے ذوالجلال

۴۔ خودشناسی معرفت ہے اے برادر آگے آ
جان میں جنّت ہے دیکھو، جان میں مُلکِ خدا (خدا کی بادشاہی)

۵۔ عالمِ شخصی میں آجا اے عزیزِ محترم!
تاکہ حاصل ہو یہاں سے گنجِ اسرارِ خدا

۶۔ کس غرض سے آ گئے ہو اِس جہان میں یاد ہے؟
معرفت مقصودِ کُلّی ہے نہ بھولو ساتھیو!

۷۔ گنجِ اَسرارِ خدا ہے عارفوں کے واسطے
کامیابی منتظر ہے عاشقوں کے واسطے

۸۔ ذِکرِ دائم ہے طریقِ سالکانِ راہِ حق
دامنِ مولا ہے یہ اس کو نہ چھوڑ اے نورِ عین

۹۔ نورِ عینی ہے اگر تو عالمِ شخصی میں آ
تاکہ دیکھے گا کہ اصلاً کس کا ہے تُو نورِ عین

۱۰۔ روح کو پہچان لو اور اسی سے عشق ہو!
دین و دانش کا تقاضا بس یہی ہے دوستو!

۱۱۔ حق تعالیٰ کی تجلّی اے خوش حکمت میں ہے
اس لئے حکمت یقیناً ہو گئی خیرِ کثیر (۲:۲۶۹)

۱۲۔ نورِ حق ظاہر نہ ہو جب عالمِ انسان میں
کوئی اندھا کس طرح کہلائے گا قرآن میں (۱۷:۷۲)

۱۳۔ ایک تن میں ایک جان کہنا غلط ثابت ہُوا
جبکہ جانیں ہیں یقیناً بے حساب و بے شمار

۱۴۔ شعرِ پُر حکمت کہا کر اے نصیرِ دل فِگار
تجھ پہ مولا کا کرم ہے اور تُو ہے جان نِثار

پیر یکم مئی ۲۰۰۰ء

ISVL LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نفسِ واحدہ کے عجائب و غرائب

ہم نے نفسِ واحدہ کی اسی کتاب میں "اسرارِ نفسِ واحدہ" کے عنوان کے تحت لفظی تحلیل بھی کی ہے اور تاویل بھی لکھی ہے، آپ اس کو اور میری دوسری کتابوں کو بھی پڑھیں۔

آپ سورۂ زمر (۳۹ : ۶) کے حوالے سے یہ جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح نفسِ واحدہ سے تمام لوگوں کو پیدا کیا، جبکہ اسکی بیوی کو بعد میں پیدا کیا۔

ج : نفسِ واحدہ سے تمام لوگوں کی تخلیق کا معجزہ عالمِ ذر میں ہوا اور نفسِ واحدہ سے اس کی بیوی کی پیدائش روحانی ہے، یعنی روحانی تربیت کے نتیجے میں ایک حجت کو اساس کے مرتبے پر بلند کیا گیا، پس مومنین کی پیدائش کے چار مقام ہوئے : اوّل عالمِ ذر، دوم عالمِ جسمانی، سوم مقامِ روحانیت، چہارم مرتبۂ عقل۔

نفسِ واحدہ = آدمِ اوّلؑ، آدمِ دورؑ، آدمِ زمانؑ۔

نفسِ واحدہ = وہ انسانِ کامل ہے جس کی روحانی قیامت کی وجہ سے تمام روحیں بصورتِ ذرات جمع ہو جاتی ہیں، روحوں کے اس اجتماع کا نام عالمِ ذر ہے، جس میں ہر شخص کی ابتدائی پیدائش کا تجدّد ہوتا ہے، ایسے میں تمام لوگ اسی انسانِ کامل کی ذریت قرار پاتے ہیں، جس کے عالمِ شخصی میں قیامت کی

وجہ سے جمع ہوئے ہیں، اور یہی واقعہ ہر آدمؑ میں ہوتا ہے، اور یہی ہے نفسِ واحدہٗ سے ایک ساتھ سب لوگوں کا پیدا ہونا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۴ر مئی ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خواتینِ قرآن

وہ عظیم خواتین جن کا ذکر قرآنِ حکیم میں آیا ہے

بی بی حوّا علیہا السلام۔ آپ عالمِ انسانیت کی اوّلین خاتون اور حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہؑ کی زوجۂ محترمہ تھیں، آپ ہی عالمِ بشریت کی اوّلین ماں، سب سے پہلے پیغمبر کی بیوی تھیں۔

اوّل اوّل جس پاکیزہ خاتون سے پاک امام کا تولّد ہوا وہ آپ ہی تھیں، سب جانتے ہیں کہ حضرتِ آدم اور حضرتِ حوّا علیہما السّلام ہی سے نبوت و امامت کے پاک نور کے سلسلے کا آغاز ہوا۔

قرآنِ عظیم میں جہاں جہاں آدمؑ یا بنی آدمؑ کا ذکر آیا ہے وہاں لازمی طور پر بی بی حوّا کی طرف بھی اشارہ ہے۔

محکماء کا قول ہے کہ حقیقی آدم و حوّا عقلِ کُلّ اور نفسِ کُلّ ہیں، اور عُرفاء کا کہنا ہے کہ عالمِ شخصی کے آدم و حوّا عقل اور روح ہیں۔

ن۔ ن (حُبِّ علی) ہونزائی

۶ مئی ۲۰۰۰ء

حضرتِ آدمؑ کی دو بیویاں تھیں

بڑی عجیب بات ہے کہ عوام النّاس حوّائے جسمانی کے بارے میں کئی غیر قرآنی اور غیر عقلی باتیں کرتے ہیں، مگر جو اصل باتیں آدمؑ کی علمی بیوی سے متعلق ہیں وہ سب بھول چکے ہیں۔

سورۂ اعراف (۷ : ۱۸۹) میں پڑھیں، اگرچہ آدم خلیفۃ اللہؑ کو جسمانی بیوی کے ذریعے سے نفسانی تسکین کی بھی ضرورت تھی، لیکن اس سے کہیں زیادہ یہ امر ضروری تھا کہ اسکی کوئی علمی بیوی بھی ہو، تاکہ جس کی باطنی جاذبیت کی وجہ سے اس میں علمی معجزہ پیدا ہو جائے اور پھر اس علم کے دینے سے اُسکو زیادہ سے زیادہ پرلذت تسکین حاصل ہو۔

آدمؑ و حوّا کی مثال : آدمؑ و حوّا کی مثال ملکِ خُدا (اللہ کی بادشاہی) میں عقلِ کُلّی اور نفسِ کُلّی ہیں، ان کی مثال عالمِ دین میں ناطق و اساسؑ۔ اساسؑ و امامؑ = امامؑ و باب = باب و حُجّت = حُجّت و داعی = داعی اور ماذون ہیں، آدمؑ و حوّا کی ایک پُرحکمت مثال عالمِ شخصی میں عقل اور روح ہیں، دنیائے علم و ادب میں آدمؑ و حوّا کی ایک خوبصورت مثال استاذ اور شاگرد ہیں، قانونِ وحدت کیمطابق ہزاروں شاگردوں کو ایک ہی حوّا قرار دے سکتے ہیں۔

پس خواتینِ قرآن میں ظاہراً و باطناً سرفہرست حضرت حوّا سلام اللہ علیہا ہیں، جن کا ہر عالم میں ایک جداگانہ روپ ہے، جس کا ذکر ہوا، اس بیان سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ قرآنی حکمت کے بیان میں سب کچھ ہے، اور اس میں بیک وقت مومنین و مومنات کی بے مثال عزت و برتری کا تذکرہ ہے۔

اس بیان میں آپ دیکھ رہے ہیں، کہ یہاں صرف حضرتِ حوّا کا تذکرہ شروع ہوا ہے، اور اگر قصۂ آدمؑ و حوّا کو آئینۂ حکمتِ قرآن میں دیکھا جائے تو پھر بے شمار آدموں کے ثبوت سے ہم سب کو بڑی حیرت ہو گی۔

قرآنِ حکیم کی یہ روشن حقیقت سب کے سامنے چمک رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و حکمت سے ایک ہی انسان میں سب انسانوں کو قرار دے کر سب کو ایک ساتھ نصیحت کرتا ہے، جیسے سورۂ عصر (۱۰۳ : ۱-۲) میں ارشاد ہے: قسم ہے عصر کی کہ یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ پس یہاں لفظِ انسان کسی ایک شخص کے لئے مقرر نہیں ہے، بلکہ ان تمام انسانوں کے لئے ہے، جو روحانی طور پر خسارے میں ہیں، اس سے ایک میں سب ہونے کا قانون معلوم ہوا پس اسی طرح قرآن کے ایک ہی آدمؑ میں بے شمار آدموں کا تذکرہ ہے، اور حضرت حوّا سلام اللہ علیہا لاتعداد حوّاؤں کی نمائندۂ وحدانی یا وحدت ہیں۔ دنیا کی ہر خاتون بی بی حوّا کی بیٹی ہے، اور حوّا کی ہر بیٹی میں حوّا کی سب یا بعض خصوصیات ہوا کرتی ہیں۔

خود شناسی سے ربّ شناسی یعنی خدا کی معرفت حاصل آتی ہے، جس سے قرآن کی معرفت کیونکر الگ ہو سکتی ہے؟ بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ تمام چیزوں کی معرفتیں ایک ہی خزانے میں جمع ہیں، جہاں قرآن کی معرفت بے حد ضروری ہے، کیونکہ قرآن کی معرفت کے سوا قرآنی حکمت کے دروازے بند ہی رہتے

ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی عملی معرفت کے بعد ہی اسرارِ حکمت سے آگہی حاصل ہو جاتی ہے، پس یہ قول عارفوں ہی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم بادشاہی میں ماضی میں بھی اور مستقبل میں بھی بے شمار آدموں کے ہونے کے اشارات ہیں، اور اسی طرح ان کی ازواج بھی۔

آپ آیتِ استخلاف (۲۴ : ۵۵) کو حکمت کی روشنی میں پڑھیں، اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو مومنین حقیقی معنوں میں ایمان لاتے ہیں اور منشائے خداوندی کے مطابق نیک کام کرتے ہیں، انہی مومنین سے اللہ عالمِ شخصی میں فعلاً وعدہ فرماتا ہے کہ وہ ان کو زمینِ کائنات = زمینِ نفسِ کُلّی میں خلیفہ بنائے گا، جس طرح اس نے اگلے بہت سے مومنین کو خلیفہ بنایا ہے (پوری آیت کو پڑھیں)۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
منگل ۹ مئی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سبقت کا حکم

سورۂ حدید (۵۷ : ۲۱) میں علم و عمل میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے کا حکم ہے، اور اس میں جو مومنین سب سے آگے ہوں گے، وہ سابقون، مقربین (۵۶ : ۱۰۔۱۱) کہلاتے ہیں، اور مقرب لوگ وہ ہیں، جو زندگی ہی میں اپنے نامۂ اعمال کو علیین میں دیکھتے ہیں (۸۳ : ۲۱)۔

یہ ایک بہت بڑا سوال ہے کہ علیین کیا ہے، تاہم حکمتِ قائمی کی روشنی میں معلوم ہوا ہے کہ اس سے زندہ بہشت مراد ہے، یعنی عقلِ کُل، نفسِ کُل ناطقؑ اور اساسؑ کی وحدانیت، یا خطیرۂ قدس، یا بہشت برائے معرفت۔ درین صورت مُقرّب لوگ زندہ بہشت ہو چکے ہوتے ہیں، کیونکہ یہ مرتبہ فنا فی الامامؑ کے سوا ممکن ہی نہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
مورخہ جمعہ ۲۶ مئی ۲۰۰۰ء

قرآن اور فکرِ قرآن کی تعریف و توصیف

۱۔ اس جہان میں جبکہ قرآن کنزِ رحمان آگیا
رحمتوں اور برکتوں کا ایک طوفان آگیا

۲۔ بحرِ قرآن بحرِ گوہر زا ہے عُقلاء کے لئے
تاکہ ہر عاقل یہاں سے اپنے دامن کو بھرے

۳۔ دین و دانش علم و حکمت فکرِ قرآنی میں ہے
راہِ جنّت رازِ لذّت فکرِ قرآنی میں ہے

۴۔ برکتیں ہی برکتیں ہیں فکرِ قرآن میں سدا
عاشقانِ فکر را گوُ مرحبا صد مرحبا

۵۔ یہ دوائے ہر مرض ہے آزما کر دیکھ لے
دُور مت ہو جا عزیزا ! اندر آکر دیکھ لے

۶۔ چشمۂ لذاتِ عقلی فکرِ قرآنی میں ہے
منبعِ نعماتِ روحی فکرِ قرآنی میں ہے

۷۔ تا نہ بُردی رنج ہا را کَی بیابی گنج را
عاقلان از فکرِ قرآن گنج ہا را یافتند

۸۔ فکرِ قرآنی سے لذّت گیر ہونا ہے تجھے
جب نہ ہو ایسا تو پھر دلگیر ہونا ہے تجھے

۹۔ فکرِ قرآن ہے طریقِ کنزِ اسرارِ خدا
کنزِ اسرارِ خدا ہے گنجِ انوارِ خدا

۱۰۔ فکرِ قرآن علم و حکمت اور یہی ہے معرفت
مایۂ ایمان و ایقان فکرِ قرآنی میں ہے

۱۱۔ فکرِ قرآن ہے یقیناً کُلِّ کُلیاتِ عُلوم
ذرّۂ از علم و حکمت ہے نہیں باہر کہیں

۱۲۔ راحتِ روح میوۂ جان فکرِ قرآنی میں ہے
چشمہ سارِ علم و عِرفان فکرِ قرآنی میں ہے

۱۳۔ فکرِ قرآن ہے تصوّف، اور اسی میں سائنس ہے
اور یہی ہے فیض بخشِ مکتبِ روحانی سائنس

۱۴۔ تو تہی دامن ہے اب تک اے نصیرِ بے نوا
جبکہ قرآن دُرّ و مرجان کا سمندر ہے سدا

ن۔ن۔ حُبِّ علی ہونزائی
۲۳ مئی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آفاق وانفُس (۴۱ : ۵۳)

آیۂ شریفہ کا ترجمہ یہ ہے: عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں دکھلائیں گے، اور ان کی اپنی جانوں میں بھی تا اینکہ ان کے لئے ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً خداوندِ قدوس برحق ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو آفاق میں بھی اور انفس میں بھی اپنے معجزات دکھانا چاہتا ہے، یاد رہے کہ آیات کے معنی ہیں قدرت کی نشانیاں، نیز اس کے معنی ہیں معجزات، اب یہاں ایک سوال یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ کسی عارف کو ظاہر و باطن کے معجزات کس طرح دکھاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ جس کو چاہے چشمِ بصیرت عطا فرماتا ہے، اور اس سے بڑھ کر حدیثِ نوافل کے مطابق یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں کی آنکھ ہو جاتا ہے، ایسے میں وہ ان تمام اسرار کو دیکھ سکتے ہیں جن کے بارے میں عوام کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا، آپ معجزۂ حدیثِ نوافل کو پڑھیں (عملی تصوّف اور روحانی سائنس، وغیرہ میں) ایسے میں عارفین کو درجۂ انتہا کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، پس یہ اس سوال کا جواب ہے کہ اللہ کسی عارف کو کس طرح آیات و معجزات دکھاتا ہے۔

ایک ایسی آیۂ کریمہ کو آپ سورۂ نمل کے آخر (۲۷ : ۹۳) میں بھی پڑھیں،

جس کا ترجمہ یہ ہے: اور کہدو ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، وہ عنقریب تمہیں اپنی آیات و معجزات دکھائے گا، پس تم ان کی معرفت حاصل کر سکو گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم میں جہاں جہاں آیات کا ذکر آیا ہے ان کا مقصد مشاہدہ ہے اور مشاہدے کا نتیجہ معرفت ہے، چنانچہ دین کا مقصدِ اعلیٰ معرفت ہی ہے، پس اگر آپ چاہیں تو صرف لفظِ معرفت ہی سے بحث کرتے ہوئے بہت سی حقیقتوں کو ثابت کر سکتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اپنے کسی دوست سے پوچھیں کہ دین کی سب سے اعلیٰ چیز معرفت ہے یا نہیں؟ وہ ضرور بولے گا ہاں معرفت ہے۔

آپ پوچھیں کیا معرفت ہر چیز کی ہے یا بعض چیزوں کی؟ دانا نہیں کہہ سکے گا کہ معرفت بعض چیزوں کی ہے اور بعض کی نہیں، کیونکہ جب ربّ کی معرفت ہے اور روح کی معرفت ہے تو پھر ایسی کونسی چیز ہو سکتی ہے جس کی معرفت ممکن نہ ہو۔ اس بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ معرفت ہی سب سے بڑی حکمت ہے، جس کے ترجمہ کے لئے روحانی سائنس کی اصطلاح بنائی گئی ہے اور اس سے عمدہ ترجمہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

پس ہم آپ کی معلومات میں اضافہ کے لئے چند سوالات و جوابات کو یہاں درج کرتے ہیں، اوّل یہ کہ جب روح کی معرفت ممکن ہے اور ربّ کی معرفت بھی ممکن ہے تو بتائیں کائنات کی معرفت ممکن ہے یا نہیں؟ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کائنات اور اس کے اجزاء کی معرفت ممکن نہیں ہے، جب کائنات کی معرفت ممکن ہے تو اس کی کیفیت اور افعال کی معرفت بھی ممکن ہے، جب وجودِ کائنات اور اس کے افعال کی معرفت ممکن ہے، تو اسی کے ساتھ روحانی سائنس کی معرفت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

نیز یہ سوال بھی ہے کہ آیا دنیا ہی میں بحدِّ قوت بہشت موجود ہو سکتی ہے یعنی علمی و عرفانی بہشت ؟ آپ کو اس کا مثبت جواب دینا پڑے گا، کیونکہ ہم نے بارہا کہا ہے کہ دنیا میں جن کے پاس علم الیقین ہے وہ علم بہشت ہے، اب یہ سوال کرنا ہوگا کہ اس علمی بہشت میں ہر علمی خواہش کی تکمیل ہو سکتی ہے یا نہیں، جبکہ بہشت کا قانون یہ ہے کہ جس چیز کی بھی خواہش ہوتی ہے وہ چیز مل جاتی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ ہم اس کلیہ کی طرف آرہے ہیں اس سوال و جواب میں کہ NOTHING IS IMPOSSIBLE IN PARADISE اور یہ ایک ایسا کلیہ ہے جس کا اطلاق کل کی بہشت پر بھی ہو سکتا ہے اور آج جو علمی بہشت ہے اس پر بھی، اس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی کہ اہلِ معرفت کے نزدیک روحانی سائنس ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
منگل ۱۳، جون ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عوالمِ شخصی میں قدرتِ خدا کی نشانیاں / معجزات

بحوالہ سورۂ ذاریات (۵۱ : ۲۰-۲۱) ترجمہ : اور یقین کرنے والوں کیلئے زمین میں نشانیاں ہیں، اور خود تمہاری جانوں میں بھی، تو کیا تم نہیں دیکھتے ہو؟

اس ارشادِ قرآنی میں صاف طور پر ظاہر ہے کہ جو کچھ عالمِ ظاہر میں ہے وہی کچھ عالمِ شخصی میں بھی ہے، اور اس بیان میں سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ ہادیٔ برحق دنیائے ظاہر میں بھی موجود ہے، اور عالمِ شخصی میں بھی، پس کوئی بھی بڑی سے بڑی چیز ایسی نہیں جو ظاہر میں موجود ہو اور عالمِ شخصی میں نہ ہو، لیکن جس طرح ظاہری آیات و معجزات صرف یقین کرنے والے ہی دیکھ سکتے ہیں، بالکل اسی طرح باطنی معجزات کو بھی صرف یقین کرنے والے ہی دیکھ سکتے ہیں، اور معلوم ہے کہ یقین کے تین درجے ہیں : علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین، پس قرآنِ پاک کی یہ حکمت انتہائی عظیم اور ہمہ گیر حکمتوں میں سے ہے، پھر مبارک ہیں وہ لوگ جو خود شناسی اور خدا شناسی کے لئے ہمیشہ سعی کرتے رہتے ہیں۔

ایک آیۂ شریفہ سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ نفسِ انسانی (روح) ایک آئینے کی مثال پر ہے، جس کو ہمیشہ پاک و صاف رکھنے کی ضرورت ہے، تاکہ انسان کو رستگاری ملے، اور جو شخص اپنے آئینۂ روح کے زنگ آلود ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتا، اور اسے اپنے گناہوں کے ڈھیر میں دفنا دیتا ہے تو وہ دین و

دنیا میں نامُراد ہو جاتا ہے، دیکھو سورۂ شمس (۹۱ : ۹-۱۰) : یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنی رُوح کو پاک کیا، اور وہ شخص نامُراد ہو گیا جس نے اسے گاڑ دیا۔

ن۔ن (حبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۱۵ر جون ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روحانی سائنس پر سوالات

قسط: ۱

س ۱: آپ عالمِ ذرّ کے بارے میں کچھ حکمتیں بیان کریں۔ عالمِ ذرّ کے لغوی معنی سمجھائیں۔

س ۲: عالمِ ذرّ پہلے ہے یا عالمِ شخصی؟

س ۳: قرآنِ حکیم میں کہاں کہاں عالمِ شخصی کا ذکر آیا ہے؟

س ۴: مولا علی علیہ السلام کے کس ارشاد میں عالمِ شخصی کا ذکر فرمایا گیا ہے؟

س ۵: صوفیوں کی اصطلاح میں عالمِ صغیر ہے، ہماری اصطلاح میں عالمِ شخصی ہے، آیا ان دونوں اصطلاحوں میں کوئی فرق و تفاوت ہے؟

س ۶: عالمِ کبیر کس عالم کا نام ہے؟ اور یہ کس علم کی اصطلاح ہے؟

س ۷: انسانی بدن کے اعتبار سے آسمان کہاں ہے؟ اور عالمِ بالا کہاں ہے؟ کیا عالمِ عُلوی اور عالمِ بالا میں کوئی فرق ہے؟

س ۸: حظیرۃ القدس کے لفظی معنی کیا ہے؟ اور یہ کہاں ہے؟

س ۹: حضرتِ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کونسا علم سکھایا تھا؟ علم الاسماء کا دوسرا نام کیا ہے؟

س ۱۰: حضرتِ آدم علیہ السلام کس معنیٰ میں خلیفۃ اللہ تھا؟

س ۱۱: اللہ کی صفت جب حَیٌّ لَا یَمُوت ہے یعنی وہ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی

مرتا نہیں، پھر اس نے اپنا ایک جانشین کیوں بنایا؟

س ۱۲: حضرتِ آدم علیہ السّلام کے پاس اللہ کی طرف سے کیا کیا عہدے تھے؟

س ۱۳: علمِ تصوّف کے اعتبار سے یقین کے کتنے درجے ہیں؟

س ۱۴: یقین اور معرفت کے درمیان کیا فرق ہے؟

س ۱۵: عین الیقین پہلے آتا ہے یا علم الیقین؟

س ۱۶: تصوّف میں فنا فی اللہ کی منزل کب آتی ہے؟

س ۱۷: عاشق کا درجہ بڑا ہے یا عارف کا؟

س ۱۸: خود شناسی سے کس طرح ربّ شناسی ہو سکتی ہے؟

س ۱۹: انسان کے لئے خود شناسی ممکن ہے اور خدا شناسی بھی ممکن ہے، کیا اسی طرح سے قرآن شناسی بھی ممکن ہے؟ اگر ہے تو وہ کس طرح؟

س ۲۰: معرفت کے معنی پہچان کے ہیں اور کسی چیز کی پہچان اس چیز کو دیکھے بغیر نہیں ہو سکتی ہے، تو کیا روح اور ربّ کا مشاہدہ یا دیدار ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو کس آنکھ سے؟

س ۲۱: تصوّف کی کتابوں میں موتوا قبل ان تموتوا کی حدیث پائی جاتی ہے، اگر یہ حدیث صحیح ہے تو جسمانی موت سے پیشتر کس طرح نفسانی موت واقع ہوتی ہے؟

س ۲۲: کیا مولائے روم موتوا قبل ان تموتوا کے قائل تھے؟ کیا مثنوی میں یہ حدیث درج ہے؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۱۶ر جون ۲۰۰۰ء

روحانی سائنس پر سوالات

قسط: ۲

س ۲۳: عالمِ شخصی میں کوہِ طور کی مثال کہاں ہے؟ اور آسمان کی مثال کہاں ہے؟

س ۲۴: قرآنِ حکیم میں عالمِ ذرّ کا ذکر کہاں کہاں مل سکتا ہے؟

س ۲۵: اگر مادی سائنس کی بنیاد تجربہ پر قائم ہے، تو کیا روحانی سائنس کا بھی تجربہ ہو سکتا ہے؟

س ۲۶: کیا روحانی سائنس میں بھی مشاہدہ اور تجربہ ضروری ہے؟

س ۲۷: کیا آیۂ آفاق و انفس میں مادی سائنس اور روحانی سائنس کا ذکر موجود ہے؟

س ۲۸: کیا مادی سائنس کے آخری درجہ میں روحانی سائنس کا انکشاف ہونے والا ہے؟

س ۲۹: کیا جسمانی دور کے بعد روحانی دور کا آغاز ہونے والا ہے؟

س ۳۰: کیا یہ درست ہے کہ انسان کیلئے ایک لطیف جسم بھی مقرر ہے؟

س ۳۱: کیا یہ سچ ہے کہ پاکستان کے ایک دانشور نے آپ کی کتاب کتاب العلاج کی بہت تعریف کی ہے؟

جواب: کتاب العلاج کی تعریف پاکستان کے بہت سے دانشوروں

نے کی ہے، بلکہ وفاقی وزیروں نے بھی زبردست تعریف فرمائی ہے، یہ تذکرہ بہت طویل ہے کہ کن کن اشخاص نے کتاب العلاج کو سراہا ہے۔

س ۳۲: آیا روحانی سائنس کی روشنی میں بہت سی چیزوں کا مشاہدہ ہو چکا ہے؟

س ۳۳: آپ نے پی ٹی وی کے انٹرویو میں ایک روحانی غذا کا ذکر کیا تھا وہ کونسی غذا ہے؟

س ۳۴: آپ نے لکھا ہے کہ روحانی سائنس میں غذائے لطیف کا انکشاف ہو سکتا ہے، آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ غذائے لطیف کا انکشاف سب سے پہلے انبیاء و اولیا علیہم السلام کو ہو چکا تھا، کیا یہ درست ہے؟

س ۳۵: کیا یہ درست ہے کہ روحانی سائنس کی طرف جانے کا راستہ صراطِ مستقیم اور عاجزی و گریہ وزاری ہے؟

س ۳۶: روحانی سائنس اور ریاضت کا کیا تعلق ہے؟

س ۳۷: ایسا لگتا ہے کہ آپ حدیثِ نوافل کے عاشق ہیں، اس میں کیا راز ہے؟

جواب: سب سے عظیم راز تو اسی میں ہے۔

س ۳۸: کیا روحانی سائنس کے مشاہدہ اور تجربہ کے لئے کثرت سے اللہ کا ذکر ضروری ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

س ۳۹: قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی وہ بے مثال کتاب ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے، کیا اس کتابِ حکیم میں مادی سائنس اور روحانی سائنس کا بھی ذکر ہے؟

س ۴۰: کیا آپ کے خیال میں روحانی دور میں روحانی سائنس کی ضرورت ہو گی، جس طرح مادّی دور میں مادّی سائنس کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں، ضرور۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۱۶ر جون ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روحانی سائنس پر سوالات

قسط: ۳۰

س ۴۱: قرآنِ حکیم (سورۂ فاتحہ) کے آغاز میں لفظِ عالمین آیا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

س ۴۲: خدا کی طرف سے مخلوقات کے لئے جو پرورش ہے وہ کتنی قسم کی ہوتی ہے؟ اور ان میں سب سے اعلیٰ پرورش کونسی ہے؟ اور سب سے نچلے درجے کی پرورش کونسی ہے؟ اور درمیانی درجہ کی پرورش کونسی ہے؟

س ۴۳: انسان کتنی قسم کی پرورش کا محتاج ہے؟

س ۴۴: اللہ تعالیٰ کا وہ اسمِ صفاتی کونسا ہے جس میں پرورش کے معنی ہیں؟

س ۴۵: اللہ تعالیٰ کا ایک نام خالق یا خلّاق ہے، ایسے میں انسان کا کیا نام ہے؟ اور اللہ کا ایک اسمِ صفت ربّ ہے ایسے میں انسان کا نام کیا ہے؟

س ۴۶: اللہ کا ایک نام ھادی ہے، اور رسولؐ کا نام بھی ھادی ہے، اور امامؑ کو بھی قرآن ھادی کہتا ہے، آپ یہ بتائیں کہ اس میں کیا فرق ہے؟

س ۴۷: شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت، اس میں تصوّف کا مقام کہاں ہے؟

س ۴۸: مؤمن اور متّقی میں کون آگے ہے؟ اور کون پیچھے؟

س ۴۹: سالک، عاشق، اور عارف کیا یہ ترتیب صحیح ہے یا اس میں کچھ فرق ہے؟

س۵۰: مسلک، مذہب، اور دین میں کیا فرق ہے؟

س۵۱: قرآن میں دیکھ کر بتائیں کہ منہاج کا کیا مطلب ہے؟

س۵۲: فنا کے کتنے درجے ہیں؟

س۵۳: دلوں کو اطمینان کس دوا سے ملتا ہے؟

س۵۴: طِبِّ الٰہی میں غصّہ کا علاج کیا ہے؟ اور خوفِ بے جا کا کیا علاج ہے؟

س۵۵: سورۃ مُزّمّل کی روشنی میں جواب دو کہ شب بیداری سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

س۵۶: آپ یہ بتائیں کہ کائنات کسی بڑی طاقت کی گرفت میں ہے یا کسی بڑی روح کی گرفت میں؟

س۵۷: نفسِ کُلّی کے کچھ نام بتائیں۔

س۵۸: سورج کا وجود ایک بنی بنائی چیز ہے یا ایک دائمی سلسلہ؟

س۵۹: تجدّدِ امثال کے چند نمونے بتائیں۔

س۶۰: چیزوں کو پرکھنے اور جاننے کے کیا کیا معیار ہیں؟

س۶۱: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسکی کوئی مادی مثال ہو سکتی ہے؟

س۶۲: اس کے کیا معنی کہ خدا کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے (۲ : ۲۵۵)؟ کرسی سے کیا مراد ہے؟ آیا اللہ کی کرسی مادّی ہے یا روحانی؟ اگر مادّی ہے تو کونسی چیز ہے؟

جواب: اللہ کی کرسی نفسِ کُلّی ہے، اس کا دوسرا نام عالمگیر روح ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ کائنات عالمگیر روح کی گرفت میں ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

ہفتہ ۱۷ جون ۲۰۰۰ء

روحانی سائنس پر سوالات

قسط: ۴

س ۶۳: آیا یہ حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر چیز کی روح ہوتی ہے، یہاں تک کہ جن چیزوں کو جمادات کہتے ہیں ان میں بھی اپنی نوعیت کی ایک روح ہے؟

جواب: جی ہاں۔

س ۶۴: آپ نے کہا تھا کہ معدنیات کی روح ہوتی ہے، اور ایک دفعہ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک خاص پتھر توڑا گیا تھا، اس میں سرخ سرخ نقطے نظر آتے تھے، جو یاقوت کی روح کے ابتدائی کام کے نشانات تھے، اس کے علاوہ آپ نے ایک دفعہ سنگِ بلور کو توڑ کر دیکھا تھا اس میں آپ نے ایک گاڑھا مادہ دیکھا تھا، جس سے پتا چلتا تھا کہ سنگِ بلور اُسی مادے سے بنتا ہے، اور یہاں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ کے ایک ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی کوئی چیز یا کوئی ذرّہ روح سے خالی نہیں، آیا یہ حقیقت ہے؟

س ۶۵: آپ نے روح پر ایک کتاب لکھی ہے، کیا یہ کتاب روحانی تجربات کی روشنی میں ہے یا مختلف کتابوں سے اقتباس ہے؟

جواب: یقیناً یہ روحانی تجربات کی روشنی میں ہے، اور اس میں قرآن اور روحانیت کے سوا کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہیں۔

س ۶۶: کتاب رُوح کیا ہے؟ کے بارے میں آپ کی کیسی اُمیدیں ہیں؟

جواب: اس کے بارے میں میری اُمید یہ ہے کہ کوئی بڑا اسکالر اس پر اپنی THESIS لکھے گا، اور آگے چل کر اس کتاب کی اہمیت عقل والوں پر ظاہر ہو جائے گی، اور اہلِ دانش پر ظاہر ہو جائے گا کہ اس کتاب میں رُوح شناسی کے بڑے بڑے اسرار ہیں۔

س ۶۷: کیا مستقبل میں ظاہری سائنسدان بھی رُوح شناسی کی طرف آ جائیں گے؟

جواب: جی ہاں، یقیناً مادی سائنس کا رُخ بھی روحانی سائنس کی طرف ہے، اور آیۂ آفاق وانفس میں غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ ایک دن سائنسدان اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مادی سائنس بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی ہستی کے لئے قائل ہو جائیں گے، اور اس آیت کا خطاب خصوصاً سائنسدانوں سے ہے، کیونکہ اس میں سَنُرِیْھِمْ ہے، جبکہ دوسری آیت سَنُرِیْکُمْ میں مسلمانوں سے خطاب ہے، قرآن حکیم کے بیان کا یہی معجزہ ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا خطاب کن لوگوں سے ہے۔

س ۶۸: قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ رُوح پروردگار کے امر سے ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا یہ مطلب ہے کہ رُوح عالمِ امر سے عالمِ خلق میں سورج کی کرنوں کی طرح آئی ہے۔

س ۶۹: عالمِ خلق اور عالمِ امر میں کیا فرق ہے؟

جواب: عالمِ خلق یہ جہان ہے جس میں کسی چیز کے وجود میں آنے کے لئے وقت لگتا ہے، اس کے برعکس عالمِ امر میں جب بھی اللہ کسی چیز کو ہو جا فرماتا ہے، یا صرف ایسا ارادہ فرماتا ہے، اسی کے ساتھ وہ چیز موجود ہو جاتی ہے۔

س ۷۰: عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایک شخص میں ایک جان ہے، آیا یہ بات درست ہے یا اس کی حقیقت کچھ اور ہے؟

جواب: ایک شخص میں بے شمار روحوں کے لئے جگہ ہے، اگر ان سب کی وحدت کو لی جائے تو ایک جان کہلا سکتے ہیں، ورنہ ایک روح کی بیشمار کاپیاں ہو سکتی ہیں، جبکہ ایک شخص بحدِ قوت عالمِ شخصی کہلاتا ہے جس میں پوری کائنات کیلئے جگہ ہے۔

س ۷۱: آپ صوفیائے کرام میں سے کس صوفی کے قول کو روحانی سائنس میں سند کا درجہ دیتے ہیں؟

جواب: میں مولای روم کو صوفیٔ اعظم تسلیم کرتا ہوں، جس کے اقوال میں روحانی سائنس بھری ہوئی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
اتوار ۱۸۔جون ۲۰۰۰ء

روحانی سائنس پر سوالات

قسط: ۵

س ۷۲: مولای روم کا شعر ہے:۔

گنجِ نہانی طلب از دل و از جانِ خویش
تا نہ شوی بے نوا بر درِ دُکانِ خویش

ترجمہ: گنجِ مخفی کو اپنے دل اور اپنی جان سے حاصل کرلے، تاکہ تو اپنی دُکان کے دروازہ کے سامنے بھیک مانگنے والا بن کر نہ بیٹھے، یعنی تیرے دل اور تیری جان میں گنجِ مخفی موجود ہے اُس کو حاصل کرلے، تاکہ مفلسی کی یہ نوبت نہ آئے کہ تو اپنی مُقفّل دُکان کے سامنے سوالی بن کر بیٹھ جائے۔ آپ یہ بتائیں کہ مولای روم کے اس شعر کا روحانی سائنس سے کیا تعلق ہے؟

جواب: اس شعر کا روحانی سائنس سے یہ تعلق ہے کہ ہر انسان کے دل و جان میں گنجِ مخفی موجود ہے، جس میں روحانی سائنس کے سارے سامان موجود ہیں، اگر آدمی علم و حکمت کے اس پوشیدہ خزانہ کو اپنے دل و جان سے حاصل نہیں کرسکتا ہے، تو اسکی مثال یہ ہوتی ہے جیسے کسی شخص کی بہت بڑی قیمتی دُکان کی چابی گُم ہوگئی ہے، جس کو کھولا نہیں جاسکتا،

اور وہ شخص مفلس ہوگیا ہے، اُسی گلی اور اُسی دُکان کے سامنے بیٹھ کر لوگوں سے بھیک مانگ رہا ہے، حالانکہ اس کی دُکان میں سب کچھ تھا، مگر اس نے چابی گم کر دی، اب اس شخص کی دُکان سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا، جس کی وجہ سے وہ اُسی گلی اور اسی دُکان کے سامنے بیٹھ کر آنے جانے والوں سے بھیک مانگتا ہے۔

س ۷۳: مولای روم نے کہا ہے:۔

ما آمدہ نیستیم این سایۂ ماست

ترجمہ: ہم دراصل بہشت سے آئے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ یہ ہماری ظاہری ہستی بہشت کی ہستی کا سایہ ہے۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: مولای روم کا یہ قول حقیقت ہے، اور ہمارا نظریہ بھی یہی ہے۔

س ۷۴: کیا مولای روم نے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا تھا؟

جواب: یقیناً انہوں نے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا ہوگا۔

س ۷۵: کیا علم الیقین سے شکوک و شبہات کا ازالہ ہوجاتا ہے؟

جواب: جی ہاں، یقیناً اس سے شکوک و شبہات کا ازالہ ہوجاتا ہے۔

س ۷۶: کیا یہ ایک تجربہ اور حقیقت ہے؟

جواب: جی ہاں، اس کا تجربہ ہر شخص کو ہوسکتا ہے۔

س ۷۷: عین الیقین کا دوسرا نام کیا ہے؟

جواب: چشمِ باطن۔

س ۷۸: کیا حواس صرف ظاہر میں ہیں یا باطن میں بھی ہیں؟

جواب: حواس ظاہر میں بھی ہیں اور ان جیسے حواس باطن میں بھی ہیں۔

س ۷۹: حدیثِ شریف میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا تھا؟ یہ پاک دیدار آپ کو کس آنکھ سے ہوا تھا؟

جواب: دل کی آنکھ سے آنحضرتؐ کو پروردگار کا دیدار ہوا تھا۔

س ۸۰: ایک شخص نے مولا علی علیہ السلام سے سوال کیا تھا: کیا تم نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے کہ جس سے تم نے اس کو پہچان لیا؟ اس کے لئے مولا علیؑ نے کیا جواب دیا تھا؟

جواب: مولا نے فرمایا: میں نے ایسے ربّ کی عبادت نہیں کی جس کو میں نے نہیں دیکھا ہو (بحوالہ کوکبِ دری، بابِ پنجم، منقبت ۵، ص ۳۲۴)

س ۸۱: کیا دنیا میں بہشت کی پہچان ممکن ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر آج دنیا ہی میں بہشت کی پہچان نہ ہو، تو کل بہشت کا ملنا ناممکن ہے، بحوالہ ۱۷: ۷۲۔

س ۸۲: عالمِ شخصی میں بہشت برائے معرفت کونسی ہے؟

جواب: حظیرۂ قدس ہے۔

س ۸۳: اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام "الحکیم" ہے، اور قرآن کے ناموں میں سے بھی ایک نام "الحکیم" ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اسکی وجہ یہ ہے کہ الحکیم اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفاتی میں سے ہے، اور قرآن اللہ کا کلام ہے، جیسے المُهَيمِن اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے، جس کے معنی ہیں نگہبان اور محافظ، اور اللہ نے اپنی کتاب کو بھی یہ نام دیا، کیونکہ یہ کتاب اگلی تمام کتابوں کی نگہبان اور تمام علوم کی محافظ ہے۔ خدا جس چیز کو چاہے مٹاتا ہے اور جس چیز کو چاہے باقی رکھتا ہے، بحوالہ سورۃ الرّعد (۱۳: ۳۹) اس قرآنی سائنس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

اللہ کائنات کی جس چیز کو چاہے مٹاتا ہے اور جس چیز کو چاہے باقی رکھتا ہے، اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ نے کتنے ستاروں کو مٹایا ہے اور کتنے ستاروں کو باقی رکھا ہے، اور اس کے پاس ایسے ستاروں کو پیدا کرنے کی قدرت و قوت موجود ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا جب چاہے گا سورج کو مٹائے گا اور پھر ایسا ایک اور سورج پیدا کرے گا، کیونکہ "اس کے پاس اصل کتاب موجود ہے" سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُمّ الکتاب میں سب کچھ موجود و محفوظ ہے، ایک ایسی عظیم الشان آیت کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ہے، یعنی ہر چیز ہلاک ہو جانیوالی ہے سوائے وجہ اللہ کے۔

وجہُ اللہ سے وہ نمائندۂ خدا مراد ہے، جو مظہرِ عجائب و غرائب ہے، اس آیت سے کائنات کی کوئی چیز مستثنیٰ نہیں ہو سکتی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر چیز کو خدا مٹا کر از سرِ نو بنائے گا، تاکہ اس کی قدرت و صناعیت کا ثبوت ملے، اور اس آیت کے مطابق ہر چیز ایک بار فنا ہو کر از سرِ نو پیدا ہو جائے گی، جس طرح انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس پر خدا کے قوانین مرتب ہو جاتے ہیں کہ خدا انسان کو ایک بار موت دے کر پھر اس کو زندہ کرتا ہے، اسی طرح کائنات کی بڑی بڑی چیزوں کو یہاں تک کہ خدا کائنات کو بھی مٹا کر از سرِ نو پیدا کر سکتا ہے، اور یہ قرآنی سائنس ہے جو سب سے بڑی سائنس ہے اور مادّی سائنس اس قانون کے تحت آجاتی ہے۔

ن ر ن، (حُبِّ علی) ہونزائی

اتوار ۱۸۔ جون ۲۰۰۰ء

روحانی سائنس پر سوالات

قسط: ۶

س ۸۴: آسمان زمین سورج، چاند، ستارے، اور سیارے کس معنیٰ میں خدا کے معجزات اور اسکی قدرت کی نشانیاں قرار پاتے ہیں؟

جواب: اس معنیٰ میں کہ خدا نے ان میں سے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے، اور اسکی قدرت میں یہ ممکن ہے کہ وہ اسکو مٹائے اور پھر سے اس کو زندہ کرے، اس معنیٰ میں تمام چیزیں قدرتِ خدا کی نشانیاں قرار پاتی ہیں۔

س ۸۵: قرآن حکیم میں سورج کو روشن چراغ کہا گیا ہے، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اس میں یہ حکمت ہے کہ سورج یقیناً ایک چراغ کی طرح ہے کہ اس میں کائنات کی ہر طرف سے ایندھن پڑتا رہتا ہے، جس سے روشنی پیدا ہوتی رہتی ہے، اور خدا کی قدرت سے بعید نہیں کہ ایک دن اس چراغ کی عمر تمام ہو جائے، اور اسکی جگہ پر ایک نئے چراغ کو روشن کیا جائے، کیونکہ خدا کی ساری خدائی میں سلسلۂ تجدد ہمیشہ سے جاری ہے، جیسا کہ ارشاد ہے کہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کہ سورج تمام ہلاک ہونے والی چیزوں میں سے ہے، اور خدا وہ قادرِ مطلق ہے جو ہمیشہ چیزوں کو بناتا بھی ہے اور مٹاتا بھی۔

س ۸۶: کیا قرآن حکیم میں آسمانوں اور زمین کی عمر کا اشارہ بھی موجود ہے؟

جواب: جی ہاں، بحوالہ سورۂ ہود (۱۱ : ۱۰۸)۔

س۸۷: کیا یہ امر ممکن ہے کہ کبھی خدا آسمان اور زمین کو مٹائے؟ پھر کیا ہوگا؟

جواب: جی ہاں، ممکن ہے، مگر پھر خداوند تعالیٰ ایک نئے آسمان اور ایک نئی زمین کو پیدا کرے گا، بحوالہ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ (۱۱ : ۱۰۸) کیونکہ اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا آسمان و زمین کو ختم تو کرے گا، لیکن مومن کے اجر و صلہ کو ختم نہیں کرے گا، اس لئے ایک نئے آسمان اور زمین کو پیدا کرے گا۔

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ایک کُلّیہ یعنی کلیدی حکمت ہے کہ خدا کی بخشش منقطع نہیں ہوتی، لیکن آسمان کی عمر ہے، اور وہ ختم ہو سکتی ہے، اور جب آسمان کی عمر ختم ہو جائے گی تو خدا اسکو ختم تو کرے گا، مگر جن پر بخشش کی ہے اس بخشش کو منقطع کرنا نہیں چاہے گا، اس لئے ایک نئے آسمان اور زمین کو پیدا کرے گا، اگر سورج کو ختم کرے گا تو ایک نئے سورج کو پیدا کرے گا، یہ قرآنی سائنس ہے، جو مادی سائنس سے بہت بالاتر ہے کہ مادی سائنس کے مطابق سورج ختم تو ہو جائے گا، اور اسی کے ساتھ STOP ہے، حالانکہ ایسا نہیں، یہ آسمان و زمین کی عمر کی بات ہوئی۔

س۸۸: آیا یہ بھی ممکن ہے کہ زمین پر جو سمندر ہے اس کو خدا ختم کر لے؟

جواب: جی ہاں، ممکن ہے بحوالہ سورۂ مومنون (۲۳ : ۱۸)۔

س۸۹: اگر اللہ اپنی قدرت دکھانے کیلئے زمین پر سے سمندر کو بھی ختم کر لیتا ہے تو اس کے نتیجے میں کیا ہوگا؟

جواب: ظاہر ہے کہ ہر قسم کی نباتات ختم ہو جائے گی اور حیوانات ختم ہو جائیں

گے، اور پھر انسان بھی مرنے لگیں گے، اور دنیا میں بہت بڑا زبردست قحط پڑے گا، جس سے سارے انسانوں کے ختم ہو جانے کا امکان ہوگا۔

س ۹۰: کیا ایسے میں انسانوں کے بچنے کا کوئی امکان ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر خدا چاہے تو کیوں نہیں بچنے کا امکان ہے، اس لئے کہ ہوا میں ایک روحانی غذا ہے، جس کا تجربہ انبیاءؑ و اولیاءؑ کو ہو چکا ہے، اور عارفوں نے بھی اس کا تجربہ کر لیا ہے، لیکن وہ ہمیشہ استعمال ہونے والی چیز نہیں ہے، صرف ایک مختصر وقت کے لئے معجزاتی طور پر ہے، تاہم خدا اگر چاہے اور لوگ بھی اس کے قابل ہو جائیں تو خدا کے حکم سے یہ غذا عام ہو سکتی ہے، اور اگر خدا کی مرضی نہیں تو پھر یہ ممکن نہیں ہے، ہم نے اس کی وضاحت کتاب "میزان الحقائق" میں بھی کی ہے۔

س ۹۱: کیا روحانی غذا کا کوئی اشارہ قرآن حکیم کی کسی آیت میں موجود ہے؟

جواب: جی ہاں، بحوالہ سورۂ مومنون (۲۳ : ۵۱) اور سورۂ اعراف (۷ : ۱۶۰)۔

س ۹۲: کیا آپ اس کی کچھ وضاحت کر کے ہم کو بتا سکتے ہیں کہ روحانی غذا کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں؟

جواب: وہ ہر چیز کا ایک روحانی جوہر ہوتا ہے، جو خوشبو کی صورت میں آتا ہے، اور عارف کی ناک سے داخل ہو کر سارے جسم میں Energy کا کام کرتا ہے، اس تجربہ کیلئے مراحلِ روحانیت میں سے ایک خاص مرحلہ ہوتا ہے، اس سلسلہ کی ایک عظیم الشان آیت اور ہے: سورۂ واقعہ (۵۶) آیت ۸۹۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
اتوار ۱۸ جون ۲۰۰۰ء

ایک انتہائی عجیب و غریب قرآنی سائنس

سورۂ رعد (۱۳ : ۲): اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو غیر محسوس اور غیر مرئی ستونوں پر قائم کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کرسی نے تمام آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے (۲ : ۲۵۵)۔ یہ حقیقت ایسی ہے، جیسے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا تصوّر ہے، کہ جملہ کائنات نفسِ کُلّی کے بحرِ نور میں مستغرق ہے، جسکی وجہ سے تمام اَجرامِ فلکی اور ذرّاتِ عالم میں انفرادی روحیں موجود ہیں، جیساکہ حکیم پیر ناصر خسرو کا ارشاد ہے :-

گرفتہ ہر یکے عقلے و جانے
بکارِ خویشتن ہر یک جہانے

ترجمہ : سیاروں اور ستاروں میں سے ہر ایک کو ایک عقل اور ایک جان حاصل ہے، تاکہ وہ اپنا کام کر سکے۔ (بحوالہ روشنائی نامہ)۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
منگل ۲۰۔ جون ۲۰۰۰ء

قرآنی قصّوں میں عظیم حکمتیں

اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ قرآن حکیم کا ہر قصّہ عظیم حکمتوں سے لبریز ہے، پس اللہ تعالیٰ کی اس پاک و بے مثال کتاب میں کوئی بھی قصّہ صرف برائے قصّہ نہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ بغرضِ حکمت ہے، چنانچہ سورۂ یوسف (۱۲ : ۹۳) میں جہاں پیراہنِ یوسفؑ کا ذکر آیا ہے، وہاں سفرِ روحانیت کی منزلِ خوشبو کی نشاندہی ہے کہ یہ منزل ابتدائی نہیں، درمیانی بھی نہیں، بلکہ آخری ہے، جہاں جُثّۂ ابداعیہ سے ملاقات ہوتی ہے، جس کے ناموں میں سے ایک نام پیراہنِ یوسفی ہے، منزلِ خوشبو صرف ہماری اصطلاح ہے، لہٰذا بفضلِ خدا اس کی مدد سے بہت سی حکمتیں بیان میں آسکتی ہیں، ان شاء اللہ۔

سورہ ۱۵ آیت ۲۱ کو بار بار غور سے پڑھو اور بڑی عاجزی سے دعا کرو، تاکہ راز کھل جائے، یہ آیۂ شریفہ قانونِ خزائن ہے، پس اللہ تعالیٰ کے خزائنِ غیب میں ہر چیز موجود ہے، اللہ کے ان خزانوں میں بصورتِ خوشبو خوب انرجی (ENERGY) والی غذائیں بھی ہیں، بزرگانِ دین کا قول ہے:

اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ یعنی سالک کی بھوک اللہ کی طرف سے کھانا

ہے، کیونکہ اس کے بعد ہی روحانی غذا کا معجزہ ہوتا ہے، جو مختلف خوشبوؤں کی شکل میں آتی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
بدھ ۲۱ جون ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اِمامؑ کی مقدّس محبّت

سوال: برادرانِ یوسف حضرتِ یوسف علیہ السّلام سے کیوں دشمنی کرتے تھے؟

جواب: معلوم ہے کہ حضرتِ یعقوب علیہ السّلام اپنے چھوٹے فرزند حضرتِ یوسفؑ کو بے حد عزیز رکھتے تھے، جس کی وجہ سے برادرانِ یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ سے دشمنی کا سلوک کیا۔

ہم کو یہاں یہ باطنی راز ملتا ہے کہ پیغمبرؑ یا امامؑ اپنے فرزندوں میں سے جس فرزند کو بہت چاہتے ہیں، اس کی طرف نور آنے لگتا ہے، چنانچہ حضرت یعقوبؑ اپنے فرزند حضرتِ یوسفؑ کو اس لئے بہت زیادہ چاہتے تھے کہ نورِ امامت کو حضرتِ یوسفؑ میں منتقل ہو جانا تھا، اور منشائے الٰہی یہی تھا، جس کے مطابق نور کی منتقلی ہوئی، اور یہی سُنّتِ الٰہی زمانۂ قدیم سے چلی آئی ہے، پس امامؑ کی محبّت اور امامؑ سے محبّت ایک معجزانہ پُل ہے، اس پُل سے امامؑ سے مریدوں کی طرف بہت سی رحمتیں اور برکتیں آسکتی ہیں، اور روحانی علم کا راستہ بھی یہی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۲۲ر جون ۲۰۰۰ء

قرآنِ حکیم میں سب سے اعلیٰ مثال

سوال: قرآنِ حکیم میں سب سے عظیم اور سب سے اعلیٰ مثال کونسی ہے؟

جواب: المِصباح (چراغ)۔ پہلی دلیل، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نورِ اقدس کی تمثیل روشن چراغ سے دی گئی ہے (۲۴ : ۳۵)۔

دوسری دلیل، نورِ محمدی کی مثال بھی روشن چراغ سے دی گئی ہے (۳۳ : ۴۶)۔

تیسری دلیل، سورج جو کائنات کا مادّی نور اور سب سے بڑا راز ہے اسکی تمثیل بھی ایک روشن چراغ سے دی گئی ہے (۷۸ : ۱۳)، قرآنِ حکیم کے تین مقام پر سورج کو چراغ کا نام (سِراج) دیا گیا ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ سورج کائنات کے وسط میں ایک انتہائی عظیم چراغ کی طرح کام کر رہا ہے، جس میں خود کار نظام کے مطابق ایندھن پڑتا رہتا ہے۔

اس مضمون پر میری تقریر بھی ہے، اور تحریر بھی۔

ن ر ن، (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۲۲، جون ۲۰۰۰ء

قرآنِ حکیم میں لفظِ نفس کس طرح آیا ہے؟

نفسِ امّارہ (۱۲:۵۳) نفسِ لوّامہ (۷۵:۲) نفسِ مُطمئنّہ (۸۹:۲۷) نفسِ واحدہ (پانچ مقام پر)۔

نفس (جان = روح)۔ اے عزیزانِ من! اب آپ روحانی سائنس اور قرآنی سائنس کو علم الیقین کے طور پر حاصل کرو، ورنہ بہت بڑی ناشکری ہو گی، آپ پہلے کم از کم اس حکمت کا ایک مکمل کورس کر لو، پھر مظاہرہ کر کے دیکھو کتنی شہرت، عزت اور نیکی حاصل ہوتی ہے؟ اس سلسلے میں لوگ آپ سے سوالات کریں گے، اگر آپ ٹھیک ٹھیک جوابات نہیں دے سکتے ہیں تو پھر اس کا منفی اثر پڑے گا، آپ خود سوچیں کہ آپ کو کیا کرنا ہے؟

سورۃ قصص کے آخر (۲۸:۸۸) میں دیکھو وجہُ اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک (فنا) ہونے والی ہے، پس کائنات اور اس کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور خود اسی آیت میں سوال کا جواب بھی موجود ہے کہ وجہُ اللہ ایک جدید کائنات کو پیدا کرے گا، اور یہ سب سے زبردست قرآنی سائنس ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

پیر ۲۶۔ جون ۲۰۰۰ء

روحانی سائنس اور قرآنی سائنس

سورۃ انبیاء (۲۱ : ۱۰۴) : یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا ۔ ۔ ۔ ۔

ترجمہ : وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے (اور) ہم نے جس طرح اوّل بار پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو دوبارہ پیدا کریں گے ۔ ۔ ۔

منگل ۳۰ مئی ۲۰۰۰ء دانش گاہِ خانۂ حکمت کا زرّین دن تھا، جس میں روحانی سائنس کی انقلاب آفرین اصطلاح کا پہلی بار تعارف ہوا، اسی کے ساتھ ساتھ علامہ ہونزائی کے دل میں جو قرآنی سائنس کی اصطلاح پوشیدہ طور پر موجود تھی، آخر کار بہت کچھ سوچنے کے بعد اس نے اس کو بھی ظاہر کیا، کیونکہ دونوں کی حقیقت اصلاً ایک ہی تھی، جبکہ روحانی سائنس کی ترجمانی قرآنی آیت سے کرنے میں لوگوں کے لئے آسانی ہو سکتی تھی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

اس آیۂ پُر حکمت میں عارف کے لئے یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ کائنات کو لپیٹ کر اس کی جگہ پر ایک جدید کائنات کو پیدا کرنے والا ہے اور اسکی مُفَصّل تاویل حظیرۂ قدس میں موجود ہے۔

یاد رہے کہ قانونِ تجدّد کا سلسلہ لاابتدا اور لاانتہا یعنی قدیم

ہے۔

ن ر ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
منگل ۲۷، جون ۲۰۰۰ ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اَحسَنَ الحَدِیث

سورۂ زُمر (۳۹ : ۲۳) میں اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے :۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ : اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزا ہم رنگ ہیں، اور جس میں بار بار مضامین دُہرائے گئے ہیں، اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے ربّ سے ڈرنے والے ہیں، اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ راہِ راست پر لے آتا ہے جسے چاہتا ہے۔

احسن الحدیث یعنی قرآنِ حکیم نیز اسمِ اعظم، کیونکہ وہ کئی باہم ملتے جلتے اسماء الحسنیٰ کی صورت میں ہے، جس کے معجزانہ کثرتِ ذکر سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، یہ خلیاتی ارواح کے بیدار ہو جانے کی علامت ہے، اور سارا بدن نرم ہو جانے کی وجہ بھی یہی ہے، ایسے میں ذکرِ الٰہی سے مختلف امراض کا علاج کیوں نہ ہو۔

آیۂ مذکورۂ بالا کے معجزات کا تعلق ان باسعادت لوگوں سے ہے، جو

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، تو پھر روحانی ترقی کے لئے خوفِ خدا کی کتنی سخت ضرورت ہے، اور خوفِ خدا کی شرط علم و حکمت ہے، جس کے بغیر خوفِ خدا کی حقیقی صورت نہیں بنتی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۲۹ر جون ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خود گو یا خود کار اسمِ اعظم

کیا آپ نے سورۂ فاطر کی آیتِ اوّل (۳۵ : ۱) میں کبھی غور و فکر کیا ہے، اگر آپ اُس آیۂ شریفہ کی تاویلی حکمت کو جانتے ہیں تو بتا دیں کہ پیغام رسان فرشتوں اور دوسرے فرشتوں میں کیا فرق ہوتا ہے؟ آیا فرشتے پرندوں ہی کی طرح پر دار بازو رکھتے ہیں؟ یا عظیم فرشتے اسماءُ الحسنیٰ کی طاقت سے پرواز کرتے ہیں؟ آیا یہ اسمار دو دو، تین تین، اور چار چار ہوتے ہیں؟ کیا ایسے اسمائے عظام خود گو اور خود کار ہوا کرتے ہیں؟ یا فرشتے زور لگاتے ہوئے ہمیشہ پڑھتے رہتے ہیں؟ آیا اسرارِ بالا کا مشاہدۂ روحانی، تجربہ اور معرفت ممکن ہے؟ یا محال؟

آپ تمام عزیزان انتہائی عاجزی سے دعا کریں! علم و حکمت اور اسرارِ معرفت کے لئے گریہ و زاری کریں!

اللہ تعالیٰ جب اپنے دوستوں کیلئے کنزِ مخفی کا دروازہ کھول دیتا ہے تو وہ معرفت کی لازوال دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں، اے عزیزان! آپ کے پاس ہر کتاب کے ظرف میں آبِ حیاتِ علم الیقین موجود ہے، اگر آپ اسے نوش نہیں کریں گے تو کیا یہ بہت بڑی ناشکری نہیں ہو گی؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعہ ۳۰ جون ۲۰۰۰ء

قرآنِ حکیم میں عقل و دانش اور علم و حکمت کی فضیلت و برتری کا بیان

قرآنِ عظیم اللہ تعالیٰ کی وہ معجزاتی اور بے مثال کتاب ہے جس میں ہر چیز کا بیان اس طرح سے ہے جس طرح کہ خداوندِ علیم و حکیم کے نزدیک ہونا چاہئے۔ پس سرتاسر قرآن میں عقل و دانش اور علم و حکمت کی تعریف دو طرح سے ہے، اعنی: یا براہِ راست ہے یا بالواسطہ۔

اگر مانا جائے کہ ہر اہم مضمون اسی طرح قرآن میں مبسوط ہے تو یہ قرآنِ پاک کے معجزات میں سے ہے، اور اسی طرح قرآن کے عقلی اور علمی معجزات بے شمار ہیں، کیونکہ قرآن علمی بہشت ہے، لہٰذا اسکی نعمتیں لامحدود ہیں، اور قرآنِ حکیم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ایک ہی حقیقت کو طرح طرح کی مثالوں میں بیان فرماتا ہے، جس کی وجہ سے علمی نعمت میں بڑی فراوانی ہوتی ہے، اَلحمدُ لِلّٰہ۔

قرآنی مضامین کی معنوی وسعت کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ اس میں حکمتی مترادفات کی بھی بڑی کثرت پائی جاتی ہے، یہ مترادفات لغوی مترادفات سے الگ ہیں، جیسے صراط، ہادی، ہدایت، امام، نور، کتاب، عالم، علم حکمت، عقل، عاقل، حکیم، رُشد، ربانی، عارف، زکی، ان تمام الفاظ کے معانی لغات میں الگ الگ ہیں، لیکن جوہرِ حکمت میں ان جملہ الفاظ

کا مطلب ایک ہی ہے، پس قرآنی الفاظ کی حکمت میں بہت سے معانی جمع ہوتے ہیں، مثال کے طور پر، نور کے معانی پر غور کرو، اور بتاؤ کہ اس کے کیا کیا معنی ہوتے ہیں؟

والسلام

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ یکم جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تمام مومنین و مومنات کا سب سے بڑا مقدس فریضہ

سورۂ تحریم (۶۶ : ۶) کا ترجمہ : اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے، جس پر نہایت تُند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں....

اس آگ سے آتشِ جہالت و نادانی مراد ہے، جس نے دنیا کے لوگوں کی بہت بڑی اکثریت کو گھیر لیا ہے، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسی جہالت ہے ؟ جواب : حقیقی علم کا نہ ہونا، معرفت سے دوری، وسیلۂ حکمت سے محرومی، ہادیٔ برحق سے بیگانگی۔

حدیثِ شریف ہے :

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

تم میں سے ہر ایک چرواہے کی مثال ہے، اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں مسئول (جوابدہ) ہوگا۔

اے عزیزانِ من ! آیا ہمیں زندگی ہی میں اپنے آپ سے یہ نہیں پوچھنا چاہیئے کہ خدا اور رسولؐ کے احکامِ بالا پر ہم عمل کر چکے ہیں یا بھول گئے ہیں ؟ اگر ہم نے اپنے اہل و عیال کو حقیقی علم سے آراستہ نہیں کیا ہے، اور ہم جس رعیت کا چرواہا ہیں، اُس کو ضائع کر چکے ہیں تو پھر ہم کیا جواب دے سکیں گے ؟

یا اللہ ہمیں اپنے فرائض کی انجام دہی کی اعلیٰ توفیق عنایت فرما! رحم فرما!
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَاءِکَ الْحُسْنٰی،
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
اِدِت ۲ر جولائی ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۱

س ۱: آیا یہ حقیقت ہے کہ کائنات بحرِ روح یا بحرِ نور میں مُستغرق ہے؟

س ۲: القابضُ الباسطُ کی تفسیر کائنات سے کرو۔

س ۳: قیامت برائے معرفت سے کونسی قیامت مراد ہے؟

س ۴: سورج کائنات کے کس مقام پہ ہے؟ قرآن میں سورج کی مثال کس چیز سے دی گئی ہے؟

س ۵: آیا کائنات کا جسم ٹھوس ہے؟ یا مائع ہے؟ یا گیس؟

س ۶: چراغِ آفتاب کے لئے تیل کہاں سے آتا ہے؟

س ۷: کیا اللہ تعالیٰ نے سورج کو ایک خودکار چراغ بنایا ہے، جو اپنا ایندھن ہمیشہ خود بخود کائنات سے لیتا رہتا ہے؟

س ۸: کیا کبھی چراغِ آفتاب گُل ہو جائے گا؟

س ۹: کیا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، سوائے وجہ اللہ کے؟

س ۱۰: آیۂ فطرت (۳۰: ۳۰) کا مطلب بتاؤ۔

س ۱۱: آیا اللہ کی سُنّت میں کبھی تبدیلی آتی ہے؟

س ۱۲: آیا کائنات اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے؟ یا اس کے نور کے سمندر میں ہے؟ یا غیر محسوس اور غیر مرئی ستونوں پہ قائم ہے؟

س ۱۳: جب عالمِ اکبر عالمِ شخصی میں لپیٹ لیا جاتا ہے تو وہ کثیف ہی رہتا ہے یا لطیف ہو جاتا ہے؟

س ۱۴: عالمِ شخصی کو کہاں لپیٹا جاتا ہے؟

س ۱۵: آیا کائنات کی کوئی بہت بڑی طاقتور روح ہے؟

س ۱۶: اللہ کی کرسی اور نفسِ کُلّ میں کیا فرق ہے؟

س ۱۷: قلم، لوح، جدّ، فتح، خیال کے دوسرے نام بتاؤ؟

س ۱۸: نفسِ واحدہ اور آدمؑ میں کیا فرق ہے؟

س ۱۹: قریۂ ھستی سے کیا مراد ہے؟

س ۲۰: حقیقی مومن کے نامۂ اعمال اور امامِ زمانؑ میں کیا رشتہ ہوتا ہے؟

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۶ر جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۲

س ۱: آیا شمس و قمر عالمِ ظاہر، عالمِ دین، اور عالمِ شخصی تینوں میں ہیں؟

س ۲: وہ عالم کونسا ہے جس میں سورج، چاند اور ستارے سب ایک ہیں؟

س ۳: عالمِ شخصی کا وہ سب سے اعلیٰ مقام کونسا ہے، جس میں علم و حکمت کے خزائن موجود ہیں؟

س ۴: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا، قلم کو؟ یا عقل کو؟ یا نورِ محمدیؐ کو؟

س ۵: آپ قانونِ خزائن کے بارے میں کچھ بیان کریں۔

س ۶: کیا آپ نے اس قرآنی حکمت پر خوب غور کیا ہے کہ اللہ وہ قادرِ مطلق ہے جو خلق (کائنات + انسان) کو بارِ اوّل پیدا کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرتا ہے (۳۰: ۲۷)؟

جواب: خدا خلق کا اعادہ کرتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کائنات کو بار بار پیدا کرتا ہے، یہ مظاہرۂ قدرت اور کمالِ معرفت کی غرض سے ہے، آپ ع۔و۔د کے مادّہ کے تحت آیاتِ کریمہ میں غور سے دیکھیں، نیز مَثَلِ اعلیٰ میں مشاہدہ ہوا ہے کہ کائنات بار بار غائب ہو جاتی ہے، اور بار بار ظاہر ہو جاتی ہے، حکمائے قدیم کے نزدیک فنائے عالم کا راز انتہائی

عظیم راز رہا ہے۔

س ۷: آیا آپ یقین کرتے ہیں کہ حضرتِ امامؑ کا علمی دیدار بھی ہے، کہ جس عارف کو امام علیہ السّلام کا پاک دیدار حظیرۂ قدس میں ہوتا ہے، تو اس کو یقیناً کنزِ معرفت حاصل ہو جاتا ہے؟

س ۸: عاشقانِ الٰہی کے لئے سب سے حسین، سب سے محبوب، اور سب سے پرکشش نام کونسا ہے؟

جواب: یہ ہے کنزِ مخفی جس میں سب کچھ ہے۔

س ۹: پس بتاؤ گنجِ مخفی میں کیا نہیں ہے؟ خوشی سے دیوانہ وار بولو، کیا نہیں ہے؟ کنزِ مخفی! کنزِ مخفی! کنزِ مخفی! کبھی مدہوش ہو جاؤ، اور کبھی ہوش میں آؤ، بولو بولو، جو کنز خود خدا ہے اس میں کیا نہیں ہے؟

جواب: خدا کی قسم! خدا میں سب کچھ ہے، یہ عارفوں کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۷۔ جولائی ۲۰۰۰ء

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۳

س ۱: قرآن حکیم (۳۳ : ۲۱) میں رسولِ پاکؐ کے اُسوۂ حسنہ (بہترین نمونۂ عمل) کا ذکر ہے جو ہر مسلم کے لئے ہے، مگر اس میں دو شرطیں ہیں، وہ کیا ہیں؟

س ۲: کیا آنحضرتؐ کے اُسوۂ حسنہ میں روحانی معراج بھی ہے، یا یہ اللہ کا ایک معجزہ ہے؟

س ۳: آپ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں یا نہیں (۳۱ : ۲۰)؟

جواب: اللہ کے اس ارشاد سے کون انکار کر سکتا ہے، روحانی سائنس اور قرآنی سائنس کے ثبوت میں اگرچہ بہت سی آیاتِ کریمہ پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن اہلِ دانش کے لئے ان سب میں سے صرف ایک نمائندہ آیت کافی ہو سکتی ہے، اس آیۂ شریفہ کا ترجمہ یہ ہے: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لئے مُسخّر کر رکھی ہیں، اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں (سورۂ لقمان، آیت ۲۰)۔

اس آیۂ شریفہ کے مطابق اہلِ ایمان کے لئے اللہ کی نعمتوں کی کوئی کمی

نہیں، مگر بے شک انسان کے سوچنے اور سمجھنے کی کمی ہے۔
آپ یہ بات کبھی بھول نہ جائیں کہ روحانی اور قرآنی سائنس کا اصل
فائدہ عقل و جان کے لئے خاص ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعہ ۷ر جولائی ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۴

س ۱: كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (۲۱ : ۳۳)، نیز (۳۶ : ۴۰)، آیا ہر چیز ایک دائرہ میں تیرتی ہے؟ اس اہم سوال کے جواب کو وضاحت سے سمجھائیں۔

س ۲: سیارۂ زمین کی آبادی (۱۸ : ۸)؟

س ۳: سیارۂ زمین کا پانی (۲۳ : ۱۸)؟

س ۴: آیا ارض وسمٰوٰت بدلتے رہتے ہیں (۱۴ : ۴۸)؟

س ۵: آیا کائنات کے لئے ہمیشہ ہفت آسمان اور ہفت زمین کا قانون ہے (۶۵ : ۱۲)؟

س ۶: مکانی بہشت کہاں ہے؟ اور لامکانی بہشت کہاں؟

جواب: وہ پوری کائنات میں ہے، اور یہ روح میں، تم خدا کی کامل اطاعت کر کے دونوں بہشت ہو سکتے ہو۔

س ۷: آیا قرآن میں کائنات کی عمر کا بھی ذکر ہے؟

جواب: جی ہاں، (۱۱ : ۱۰۷)۔

س ۸: کیا بہشت کی بھی کوئی مقرر عمر ہے؟

جواب: جی ہاں، (۱۱ : ۱۰۷)۔

س ۹: پھر عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ = کبھی مُنقطع نہ ہونے والی بخشش کیا ہوگی (۱۱: ۱۰۸)؟

جواب: غیر منقطع اور دائمی عطا کا اشارہ یہ ہے کہ اللہ ہر بار ایک جدید کائنات اور ایک جدید بہشت بناتا رہے گا، کیونکہ اسکی صفتِ خلاقی قدیم ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۸ر جولائی ۲۰۰۰ء

ISW IS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۵

س ۱: سورۂ تکویر کے آغاز (۸۱: ۱) میں نظامِ شمسی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

س ۲: سورج کو لپیٹ دینے سے کیا مراد ہے؟

س ۳: یہاں دوستانِ عزیز کے واسطے ایک بہت بڑا سوال اور اس کا انتہائی عظیم پُرحکمت جواب ہے: سورۂ رعد (۱۳: ۱۲) کو عشق کے آنسوؤں کو بہاتے ہوئے پڑھو، اور پھر اس میں غور کرو، قبول کرو، ضرور قبول کرو، یہ ہے صاحبِ جُثّۂ ابداعیہ کا دیدارِ مبارک و مقدس، جس میں ایک ساتھ بہت سے معجزات جمع ہیں!!!.... اسرار ہی اسرار ہیں، چونکہ تمام اہم چیزیں دو دو ہیں، لہٰذا کچھ آگے چل کر بھی سب سے بڑا معجزہ ہے۔

حیرت بالائے حیرت ہے کہ عاشق منزلِ عزرائیلی میں بڑی کثرت سے مرکر زندہ ہو گیا تھا، پھر بھی ہر عظیم معجزے میں قربان ہو کر زندہ ہو جاتا ہے۔

س ۴: کیا کوئی بادشاہ اپنے خزانے کو سرِ راہ بکھیر کر رکھتا ہے یا اس کو چھپانے کے لئے کسی ایسی جگہ کا انتخاب کرتا ہے جس کے بارے میں لوگ ایسا کوئی گمان بھی نہیں کر سکتے ہیں؟

جواب: ساتھیو! بھائیو! بہنو! آؤ، ہم خداوندِ قدّوس کی یاری سے روحانی اور قرآنی سائنس کی روشنی میں کچھ خزانوں کی کامیاب تلاش کرتے ہیں۔ زمانۂ قدیم کی روایات میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ جہاں کوئی گنجِ گرانمایہ رکھا جاتا تھا، وہاں کوئی طلسمات بناتے تھے، جس سے لوگ بہت ڈرتے تھے، تاکہ کوئی شخص خزانے میں داخل نہ ہو سکے۔

س ۵: صاحبِ جُثّۂ ابداعیہ کے بارے میں مزید اسرار؟

جواب: اِنْ شَاءَ اللہ بوقتِ ملاقات۔ لِسانی، نیز ص۔ع۔ق والی تمام آیات میں غور سے دیکھیں۔

س ۶: سورۂ انبیاء (۲۱: ۸۰) میں لَبُوس کا ذکر آیا ہے، یہ کیا چیز ہے؟

جواب: یہ جُثّۂ ابداعیہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا ایک زبردست معجزہ ہے کہ ہر انسانِ کامل کی تقریباً ستّر ہزار کاپیاں بنائی جاتی ہیں، اُن میں سے ہر ایک جُثّۂ ابداعیہ ہے، کہ یہ نورانی اجسام دنیا کے لئے نہیں، صرف دین اور آخرت کے واسطے ہیں۔

س ۷: سورۂ نحل (۱۶: ۸۱) کے حوالے سے سراہیل کیسے کُرتے ہیں؟

جواب: وہی اجسامِ لطیف ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
پیر ۱۰۔ جولائی ۲۰۰۰ء

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۶

س ۱: کیا فرشتہ، مومن جنّ، جسمِ لطیف، اور جُثّۂ ابداعیہ ایک ہی مخلوق ہے؟

جواب: جی ہاں، بالکل ایک ہی مخلوق ہے۔

س ۲: آیا پری قوم بھی لطیف مخلوق ہے؟

جواب: جی ہاں، اور اسی طرح اہلِ جنّت بھی لطیف ہیں، اور یہ بات قبلاً بتائی گئی ہے کہ لفظِ جن کا فارسی ترجمہ پری ہے، اور پری قوم کے لوگ لطیف اور انتہائی خوبصورت ہوتے ہیں۔

س ۳: پری قوم = جنّ اور انسان میں کیا رشتہ ہوتا ہے؟

جواب: انسان جب جسمِ کثیف سے جسمِ لطیف میں منتقل ہوتا ہے، تو تب وہ فرشتہ = پری = جنّ ہوتا ہے، یہ ایمان اور علم کے ساتھ ہونا چاہئے۔

س ۴: حُسن و جمالِ یوسفؑ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: حضرتِ یوسف علیہ السّلام امام تھا (کتابِ وجہِ دین)، لہٰذا یہ حسن و جمال اور دیدارِ بے مثال باطنی تھا۔ قصۂ یوسفؑ کی تاویل پر ایک الگ مقالہ یا کتابچہ ہونا چاہئے۔

س ۵: قصۂ یوسفؑ میں چھُری یا چاقو سے کیا مراد ہے؟

جواب: چھُری کے لئے قرآنی لفظ : سِکّیناً (۱۲ : ۳۱) آیا ہے، اس سے اسمِ اعظم مراد ہے، کیونکہ اسمِ اعظم کے فروعی معجزات تو بے شمار ہیں ہی، اور اس کے اُصولی معجزات بھی کچھ کم نہیں، پس اسمِ اعظم خنجرِ عشق ہے، جیسا کہ مولائے روم کا قول ہے :۔

قتل کُن فرعونِ نفسِ خویش را
در زمان موسای عمرانت کنم

ترجمہ : تم اپنے نفس کے فرعون کو قتل کر دو تاکہ میں تم کو فوراً ہی موسیٰ ابنِ عمران بنا دوں گا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
پیر ۱۰ جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۷

س ۱: قرآنِ حکیم میں کہاں کہاں صاحبِ جُثّۂ ابداعیہ کا ذکر آیا ہے؟

جواب: یہ ذکرِ شریف سرتاسر قرآنِ عظیم میں موجود ہے، تمام انبیا و اولیا علیہم السّلام کے تذکروں میں بھی ہے، اور حضرتِ طالوت علیہ السّلام کے قصّے میں بھی، جو سورۂ بقرہ (۲ : ۲۴۵) سے یہ تذکرہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس پُرحکمت قصّہ میں سب سے پہلے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مَلِك (بادشاہ = امامؑ) اللہ تعالیٰ اور پیغمبر کی جانب سے مقرر ہوتا ہے، وہ صاحبِ قیامت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ امام کو اہلِ زمانہ پر برگزیدہ فرماتا ہے، اور اسے دو عظیم معجزے عطا فرماتا ہے، اوّل: ایسا علم جو انتہائی اعلیٰ اور زبردست وسیع ہونے کی وجہ سے کائنات پر محیط ہے، دوم: جُثّۂ ابداعیہ جس کے عجائب و غرائب کی تعریف و توصیف کو احاطۂ تحریر میں لانا بے حد مشکل بلکہ غیر ممکن ہے۔

س ۲: جو شخص صاحبِ جُثّۂ ابداعیہ کا دیدار کرتا ہے، اس کا کیا حال ہوتا ہے؟

جواب: ایسے شخص کے ہوش و حواس اپنا کام نہیں کر سکتے ہیں، وہ شخص اس حال

میں مر بھی جاتا ہے اور فوراً زندہ بھی ہو جاتا ہے، مگر منزلِ عزرائیلی سے یہ حالت بالکل مختلف ہے، یہ معجزہ خدا کی قسم ہمارے بیان سے بالاتر ہے، مگر ہم صاحبِ جُثّۂ ابداعیہ کو یاد کریں گے، یا یہ کہ وہ خود اپنے عجائب و غرائب کی وجہ سے یاد آتا رہے گا، کیونکہ عاشقانِ نور حیرت کو چاہتے ہیں، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ صاحبِ جُثّۂ ابداعیہ کے معجزات میں حیرت ہی حیرت ہے، اور یہاں انتہائی حیرت کیوں نہ ہو، جبکہ یہ سب سے بڑا معجزہ ہے، جس میں تمام معجزات جمع ہیں، اسکی تفصیل بعد میں بتائیں گے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بروز یومِ امامت ۱۱ر جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۸

س ۱: قرآن فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین سات سات ہیں (۶۵: ۱۲) تو کیا اہلِ بہشت سات زمین اور سات آسمان کا نظارہ کر سکیں گے؟

جواب: اِن شاءَ اللہ۔

س ۲: بہشتِ بریں میں ہر ہر نعمت ممکن الحصول ہے، اور جنّت کی سب سے بڑی تعریف یہی ہے، اور قرآن میں جگہ جگہ یہ سب سے بڑا خوبصورت اشارہ ملتا ہے کہ بہشت وہ مقام ہے جس میں ہر گونہ نعمت موجود ہے، آپ کامل توجہ کے ساتھ سورۂ رحمان کو بھی پڑھ لیں۔

س ۳: حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام جب نومولود تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی محبّت کا پرتو ڈالا تھا (۲۰: ۳۹) یقیناً یہ خدا کی خاص عنایت تھی، لیکن اسکی کیا وجہ ہے کہ ہر بچہ پیارا ہوتا ہے؟

جواب: کیونکہ ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اور اللہ کی فطرت بیحد پیاری ہوا کرتی ہے، تاہم انبیاء و اولیا کی بابرکت ہستی مثالی ہو سکتی ہے، انسان تو انسان ہی ہے، اگر خدا جانوروں میں بچوں کی محبت کو پیدا نہ کرتا تو ظاہر ہے کہ روئے زمین سے تمام جانور ختم ہو جاتے، انبیاء و اولیا علیہم السّلام کے نقشِ قدم پر چلنے والے مومنین و مومنات

کے دل میں اولاد کی شدید محبت ہونے میں بہت بڑی حکمت ہے، جس کی وجہ سے اچھی اچھی خصوصیات منتقل ہو سکتی ہیں، ان شاء اللہ العزیز۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تمام لٹل اینجلز کو مبارک ہو ان کی اوّلین کتاب شائع ہو رہی ہے یہ کتاب گویا بہشت کا ایک انمول تحفہ ہے، یہ تمام لٹل اینجلز کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال ہے، الحمد للہ۔

پادشاھے پسر بمکتب داد
لوحِ سیمین درکنار نہاد
برسرِ لوحِ او نوشتہ بزر
جورِ استاد بہ زمہرِ پدر

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعہ ۱۴۔ جولائی ۲۰۰۰ء

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۹

س ۱: بہشت کا سب سے اعلیٰ مرتبہ کونسا ہے؟

جواب: وہاں کی بادشاہی = مُلْكًا كَبِيرًا (۷۶ : ۲۰)۔

س ۲: بہشت کی بہت بڑی بادشاہی کے لئے کیا شرط ہے؟

جواب: آلِ ابراھیمؑ اور آلِ مُحمّدؐ کی عظیم سلطنت (۴ : ۵۴) کی معرفت (۱۷ : ۶) کیونکہ جو شخص دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہتا ہے۔

س ۳: آیا بہشت برائے معرفت میں فنا فی اللہ کا مرتبہ ہوتا ہے؟ اور بہشت کی سب سے بڑی بادشاہی میں بھی؟

جواب: جی ہاں۔

س ۴: حضرتِ سلیمانؑ کی بادشاہی ظاہری تھی یا باطنی؟

جواب: یہ بادشاہی دراصل باطنی اور روحانی تھی۔

س ۵: اگر بہشت میں بہت بڑی سلطنت ہے تو کیا اس میں لوگ حضرتِ سلیمانؑ کی طرح عظیم بادشاہ ہوں گے؟

جواب: یقیناً۔

س ۶: آیا بہشت میں درجات ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

س: آپ نے کہا ہے کہ بہشت میں دنیا کے سب لوگ داخل کئے جائیں گے، اس کی کوئی دلیل بتائیں؟

جواب: اس کی دلیلیں بہت زیادہ ہیں، قیامت فیصلہ کا دن ہے، اور بہشت فیصلے کا نتیجہ، لہٰذا سب کو وہاں حاضر ہونا ضروری ہے، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ بادشاہ کونسے لوگ ہیں اور رعایا کون؟ کیونکہ رعایا کے بغیر کوئی سلطنت نہیں ہوتی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۱۵ر جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۱۰

س ۱: آیا قرآن حکیم میں ہر چیز کا بیان نہیں ہے (۱۶ : ۸۹)؟

جواب: کیوں نہیں، یقیناً اس میں ہر ہر چیز کا بیان ہے، اس میں مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا بیان ہے، یعنی جو کچھ پہلے تھا، اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے، وہ سب کچھ درج ہے، کیونکہ قرآن کے کئی پہلو ہیں، جبکہ قرآن ذُو وُجُوہٍ ہے (بحوالہ الاتقان، حصّہ دوم)۔

نیز آپ یہ حدیثِ شریف بار بار سن چکے ہیں کہ ہر قرآنی آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، اور ہر ایسے باطن کے سات بواطن اور اس سے بھی زیادہ بواطن ہیں، پھر علوم قرآن میں قرآنی سائنس کے نام سے ایک بہت بڑی زبردست حکمت کے موجود ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

قرآنی سائنس دراصل عین الیقین اور حقّ الیقین ہی کے اسرار ہیں۔

س ۲: اللہ تعالیٰ نے جو ترازو آسمان میں رکھی ہے (۵۵ : ۷) وہ کونسی میزان ہے؟

جواب: وہ علم و حکمت کی ترازو ہے، یہ بہت بڑا راز ہے۔

س ۳: آپ خود ذرا سوچ لیں کہ ایسی ترازو آسمان میں کیوں ہے؟ اور آپ کو

ضرور یہ بھی سوچنا ہے کہ صرف شیاطین ہی کو روحانیت کے آسمانِ اوّل سے کیوں واپس کیا جاتا ہے؟

جواب: کیونکہ وہ شیاطین گمراہ ہیں، اور جو ہدایتِ حقّہ کے پیرو ہوں، وہ آسمانوں میں جا سکتے ہیں، دیکھو ساری کائنات تمہارے اندر ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
پیر ۱۷۔ جولائی ۲۰۰۰ء

ISW
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۱۱

س ۱: کیا عالمِ ذرّ کے جنّات دوسرے جنّات سے قطعاً مختلف ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، عالمِ ذرّ کی ہر چیز اور ہر مخلوق ایک انتہائی چھوٹا ذرّہ ہے، جس کا مشاہدہ ممکن نہیں، اِلّا عارفانہ قیامت کے آغاز پر۔

س ۲: عالمِ ذرّ کا مشاہدہ چشمِ ظاہر سے ہوتا ہے یا دیدۂ باطن سے؟

جواب: اس حال میں قیامت کے زیرِ اثر حواسِ ظاہر و باطن مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔

س ۳: جن نیک بندوں کی قیامت ہنوز شروع نہیں ہوئی ہے، وہ لوگ کس طرح عالمِ ذرّ کے ذرّہ برابر جنّات سے اور ذرّاتی روحوں سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب: یہی تو اصل اور بہت مفید سوال ہے، تم خوب سوچ لو، کیا کوئی عارف صرف ایک ہی دن میں عارف ہوا تھا، نہیں ہرگز نہیں، پس عالمِ ذرّ کا پُر حکمت اشارہ یہ ہے کہ تم نوافل میں ذرّہ ذرّہ ترقی کرو۔ خوب غور سے دیکھو، معدنیات، نباتات، اور حیوانات کی نشو نمائی اور ترقی ذرّہ ذرّہ ہوتی ہے، دیکھو اگر تم ذرّاتی جنّات پر بادشاہی نہیں کر سکتے ہو، تو پھر کبھی سلیمانی جنّات پر حکمرانی نہیں کر سکو گے، ہیں

کوئی ناممکن مثال کیسے پیش کر سکتا ہوں، جو لوگ روحانی اور قرآنی سائنس کو جانتے ہیں، وہ سلیمانِ زمانؑ میں فنا ہو کر جنّات پر بادشاہی کر سکتے ہیں۔

س ۴: لفظِ جنّ اور جنّات حقائق و معارف کے سخت حجابات میں سے ہیں، عُشّاق کو بہت زیادہ شکر کرنا ہے، کیونکہ مومن جنّات فرشتے ہوتے ہیں، اور جُثّۂ ابداعیہ بھی، الحمدُ لِلّٰہ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
پیر ۱۷ر جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۱۲

س ۱: آپ بار بار توجّہ دلاتے ہیں کہ جنّ کا اصل فارسی ترجمہ پری ہے، پری پریدن (اُڑنا) سے ہے، پس جنّ اور پری ایک ہی نام ہے، اور ایک ہی مخلوق اور ایک ہی قوم ہے، اس کے مرد و زن لطیف اور انتہائی خوبصورت ہیں۔

س ۲: قرآنی سائنس کا کہنا یہ ہے کہ خداوندِ مہربان دنیا کی سب عورتوں کو کثیف سے لطیف بنا کر بہشت کی پری عورتیں (حُوریں) بناتا ہے، اور تمام مردوں کو پری مرد (غلمان) بناتا ہے، کیا اس میں کوئی شک ہے؟

جواب: واللہ! کوئی شک نہیں، یہ سب سے روشن حقیقت ہے۔

س ۳: آیا یہ کائناتی بہشت کی بات ہے؟

جواب: جی ہاں۔

س ۴: اگر ایسا ہے تو پھر کائنات اہلِ بہشت سے بھری ہوئی ہو گی؟

جواب: جی ہاں یقیناً۔

س ۵: وہ آیۂ شریفہ کونسی ہے؟ جس کے مطابق ہم ساری کائنات کو مکانی بہشت تسلیم کریں؟

جواب (۵۷ : ۲۱) نیز (۳ : ۱۳۳)۔

س ۶: اگر ساری کائنات بہشت ہے تو لازماً یہ زمین بھی بہشت ہے، کیونکہ یہ کائنات ہی کا ایک حصّہ ہے اور اس سے کئی ایک سوالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

جواب: فیصلۂ قرآن کے بعد کوئی سوال نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے، دنیا میں جتنے انبیاء و اولیا علیہم السّلام اور ان کے پیچھے پیچھے چلنے والے نیک بندے ہوتے آئے ہیں، وہ سب اسی بہشت میں رہتے آئے ہیں، اَلحمدُ لِلّٰہ۔

ن۔ن۔ (حبِّ علی) ہونزائی
پیر ۱۷ر جولائی ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۱۳

س ۱: آیا قرآنی حکمت میں یو۔ایف۔اوز۔ (U.F.O's) کا کوئی اشارہ ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں، قرآنِ حکیم میں U.F.O's کے بہت اشارے موجود ہیں۔

س ۲: آپ ہمیں یہ بتائیں کہ دراصل یو۔ایف۔اوز۔ کیا ہیں؟

جواب: اوّل: انسانانِ کامل کی زندہ کاپیاں۔

دوم: انسانِ لطیف (پری قوم = فرشتہ = جنۃ ابداعیہ)۔

سوم: وہ معجزاتی کُرّے جن پر کوئی جنگ اثر انداز نہیں ہو سکتی ہے (۱۶: ۸۱)۔

چہارم: اللہ کا آسمانی لشکر۔

پنجم: دینی سلاطین = مُلوک۔

ششم: روحانی لشکر کے قلعے۔

ہفتم: رُعبِ الٰہی، کیونکہ ان کے ذریعے سے اللہ بڑی بڑی حکومتوں کو ڈرا کر دنیا میں امن قائم کرنے والا ہے، پس یو۔ایف۔اوز میں امنِ عالم کی خوشخبری ہے۔

ہشتم: یہ اجسامِ لطیف ہیں۔

نہم : کائناتی بہشت کے لوگ ہیں۔

دھم : حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام جو پرندے بناتے تھے، وہ بھی یہی چیزیں ہیں، ان معجزات کا تعلق اسرافیلی اور عزرائیلی منزل سے ہے۔ ان شاء اللہ آپ کو رفتہ رفتہ عالمِ شخصی کے اسرار کا علم ہوگا، دائرۂ معرفت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

ہم نے یہ مقالہ عزیزم ظہیر جانِ نصیر کے گھر لندن میں لکھا ہے، ظہیر (M.S.I) کے انچارج (آفیسر) ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۲۰۔ جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس پر سوالات

قسط: ۱۴

س ۱: آیا آیتِ آفاق وانفس (۴۱ : ۵۳) میں یو۔ایف۔اوز۔ کا اشارہ بھی ہے؟

جواب: یقیناً۔

س ۲: کیا یو۔ایف۔اوز۔ کاملین کے عالمِ شخصی سے پیدا ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

س ۳: کیا آپ نے یو۔ایف۔او۔ کو قریب سے دیکھا ہے؟

جواب: جی ہاں، وہ صاحبِ جثہ ابداعیہ تھا، دو دفعہ دیکھا تھا۔

س ۴: وہ کس زبان میں کلام کرتا ہے؟

جواب: وہ دنیا کی ہر زبان کو جانتا ہے، لہٰذا جو شخص اس کے سامنے آیا ہے، اسی کی زبان میں کلام فرماتا ہے، مگر وہ بہت ہی کم کلام فرماتا ہے۔

س ۵: کیا آپ اس کی چند خصوصیات بیان کر سکتے ہیں؟

جواب: اِن شاء اللہ، چونکہ وہ کائنات کا نچوڑ اور جوہر ہے، لہٰذا اسکی خصوصیات بے شمار ہیں، اس کو آنے میں در و دیوار کی کوئی بھی چیز روک نہیں سکتی، اسکی آمد و رفت کی رفتار دنیوی برق سے کہیں زیادہ تیز ہے، وہ سامنے آکر کبھی غائب اور کبھی حاضر ہو جاتا ہے، وہ حجاب سے

کلام کرتا ہے اور اس کے بغیر نہیں، وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ وہ زندہ لباسِ جنّت ہے، اس لئے روح اس میں رہنے لگتی ہے۔

س ۶: کیا کوئی عارف یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ جنّتِ ابداعیہ ہے؟

جواب: عارف بہت کچھ کہہ سکتا ہے، آپ بھی کہہ سکتے ہیں، مگر فنائے مطلق کے سوا ایسا ہر دعویٰ باطل ہے، فنا کو سیکھو اور فنا ہو جاؤ، منصورؒ کی طرح بے دلیل نعرہ مت لگاؤ، مگر آہستہ سے کہو: انا المحجوب، اور ہزار دلیل پیش کرو، خبردار دلیل کے بغیر کوئی بات نہ کرنا، اگر تم بہشت برائے معرفت میں ہو، یا قیامت برائے معرفت دیکھ لی ہے تو مبارک ہو، کہ تم کامیاب ہو گئے ہو، اگر تم کامیاب نہیں ہو، تو دانائی سے سوچو کہ اسکی وجہ کیا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۲۱ر جولائی ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنی سائنس کے لئے درج ذیل قرآنی حوالہ جات کو دیکھیں قسط: ۱

ق س نمبر	قرآنی حوالہ	ق س نمبر	قرآنی حوالہ
ق س ۱	۲۴ : ۳۵	ق س ۱۱	۱۳ : ۸
ق س ۲	۲۸ : ۸۸	ق س ۱۲	۳۰ : ۳۰
ق س ۳	۲ : ۲۵۵	ق س ۱۳	۴۰ : ۸۵
ق س ۴	۲ : ۲۴۵	ق س ۱۴	۳۳ : ۶۲
ق س ۵	۱۳ : ۲	ق س ۱۵	۵۵ : ۳۳
ق س ۶	۳۵ : ۴۱	ق س ۱۶	۴۱ : ۵۳
ق س ۷	۱۶ : ۷۹	ق س ۱۷	۲۷ : ۹۳
ق س ۸	۸۱ : ۱	ق س ۱۸	۱۵ : ۲۱
ق س ۹	۵۵ : ۷	ق س ۱۹	۱۱ : ۱۰۷
ق س ۱۰	۲۳ : ۱۸	ق س ۲۰	۱۱ : ۱۰۸

نوٹ: قرآنی سائنس (ق س)

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
یوسٹن امریکہ
۲۵۔جولائی ۲۰۰۰ء

تعدادِ انبیاء علیہم السلام

۱۔ اَلاَنبیآءُ مِأۃُ اَلفٍ وَعشرُونَ اَلفاً وَالمُرسَلُونَ مِنھُم ثَلثُمِأۃٍ وَثَلثَۃَ عَشَرَ۔

ترجمہ: دنیا میں ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبر آئے ہیں، ان میں رسول (جو صاحبِ شریعت ہوں) تین سو تیرہ گزرے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: پیغمبروں کے چار طبقے ہیں: ایک تو وہ جو اپنے نفس کو خبر دیتے ہیں دوسرے کسی کو نہیں، دوسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز بھی سنتے ہیں، لیکن بیداری میں کچھ نہیں دیکھتے، نہ وہ کسی قوم کی طرف بھیجے گئے، تیسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سنتے ہیں، اور بیداری میں بھی دیکھتے اور سنتے ہیں، یہ اولوالعزم پیغمبر ہیں، چوتھے وہ پیغمبر جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سنتے ہیں اور فرشتہ کو دیکھتے ہیں۔ (لغات الحدیث، جلدِ چہارم، باب النون مع الباء، ص ۴)۔

۲۔ حضراتِ انبیاء علیہم السّلام کی تعداد بہ روایتِ دیگر:

کتابِ سرائر واسرار النطقاء کے صفحہ ۲۰۰ کے مطابق پیغمبروں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، اُسی مقام پر یہ بات بھی تحریر ہے کہ دس صاحبانِ کتاب میں سے پانچ پیغمبر سُریانی تھے، جو حضرتِ

آدمؑ، حضرتِ شیثؑ، حضرتِ ادریسؑ، حضرتِ نوحؑ، اور حضرتِ ابراہیمؑ ہیں، جبکہ پانچ کی زبان عربی تھی، جو حضرتِ ھودؑ، حضرتِ صالحؑ، حضرتِ اسماعیلؑ، حضرتِ شعیبؑ اور حضرتِ محمّد مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

نوٹ: بدھ ۱۲۔ جولائی ۲۰۰۰ء

سُریانی ملکِ شام کی ایک قدیم زبان ہے۔

ISW IS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

جنّت الاعمال

علمائے اسلام کا اس بات پر کُلّی اتفاق ہے کہ خلّاقِ کون و مکان وہ قادرِ مطلق ہے، جو اپنے خاص بندوں کے نیک کاموں سے ایک کامل بہشت کو بنا کر اس کا نام جنّت الاعمال رکھتا ہے، یا یوں کہنا چاہئے کہ قرآنِ حکیم میں جس بہشت کا ذکر آیا ہے، وہی جنت الاعمال ہے، تاکہ عقل والوں کے لئے نیک اقوال و اعمال کی اہمیّت اور قدر و قیمت کا اندازہ ہو جائے۔

قرآنی سائنس کی روشنی میں جنّت الاعمال کی بہت بڑی اہمیّت ہے، اسلام میں علم و عمل کی جتنی بڑی اہمیت ہے، اس سے کون انکار کر سکتا ہے، پس قرآن میں تمام اہلِ ایمان کو یہ حکم ہے کہ وہ علم و عمل میں سبقت کریں، تاکہ سبقت کے اس مقابلے میں جو شخص سب سے آگے ہو اس کو خدا ایک بیمثال اور انتہائی عظیم انعام عطا فرمائے، وہ یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ زندہ کائناتی بہشت بنائے گا، جو آسمانوں اور زمین پر محیط ہے (دیکھو ۳: ۱۳۳، نیز ۵۷: ۲۱)۔

یہ راز کہیں بھی نہیں، صرف امام علیہ السّلام ہی کے خزانے میں ہے کہ خدا جن کو چاہتا ہے زندہ کائناتی بہشت بناتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۱۹- جولائی ۲۰۰۰ء

آتشِ سرد = ٹھنڈی آگ

دنیا میں کہیں بھی آتشِ سرد یعنی ٹھنڈی آگ دیکھی نہیں گئی ہے، لیکن روحانی آگ کی قسموں میں سے ایک قسم ٹھنڈی آگ بھی ہے، غور و فکر کے لئے حوالہ : سورہ ۲۱، آیت ۶۹، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آتشِ نمرود سے فرمایا کہ اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے باعثِ سلامتی ہو جا، چنانچہ اہلِ معرفت کی گواہی ہے کہ انہوں نے روحانیت کے کسی مقام پر آتشِ سرد کا بھی مشاہدہ کیا، اور یہاں پر بتانے کے لئے بہت سے اسرار ہیں، مگر بطریقِ اختصار یہ بتانا ضروری ہے کہ خداوندِ تعالیٰ نے اس آتشِ سرد سے کئی مخلوقات خصوصاً جنات کو پیدا کیا، اسی لئے قرآن کی چند آیات میں ارشاد ہے کہ جنات کو خدا نے آگ سے پیدا کیا ہے، مگر یہ بہت بڑا راز ہے کہ خداوندِ تعالیٰ نے جنات کو ٹھنڈی آگ سے پیدا کیا، اور اسی آگ سے حضرتِ ابراہیمؑ کے لئے روحانیت کا ایک گلستان بھی بنایا گیا تھا، جیسا کہ ارشاد ہے :

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (۲۱ : ۶۹)

ترجمہ : تو ہم نے فرمایا اے آگ ! تو ابراہیمؑ پر بالکل ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث ہو جا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ جس چیز کو "ہو جا" فرماتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے،

جیسے اس ارشاد میں ہے کہ خدا نے آگ سے ٹھنڈی ہو جانے کے لئے فرمایا، تو وہ ٹھنڈی آگ ہو گئی، آپ اس کو روحانی سائنس کے مطابق DUMMY FIRE بھی کہہ سکتے ہیں، تاکہ اس سے خدا کی قدرت پر زیادہ سے زیادہ یقین ہو کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے، اور اُسی نے ایسی آگ سے بہت سی نادیدنی (INVISIBLE) مخلوقات کو پیدا کیا، اور اس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے، ہم نے بعض قریبی دوستوں کو سرد آگ کا ایک عظیم معجزہ دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔

روحانی سائنس کے اعلیٰ مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد یہ ہے کہ اس میں روحانی معجزات کو بیان کیا جائے، آپ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ آتش دوزخ نہیں ہے، یقیناً آتش دوزخ دنیا میں ابھی موجود ہے، اور وہ دراصل جہالت و نادانی کی آگ ہے، جس سے بچنے کے لئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے، مگر اس کے لئے علم و حکمت کی بے حد ضرورت ہے، کیونکہ مومن کے پاس جتنا علم و حکمت زیادہ ہو، اتنی جہالت و نادانی ختم ہو جاتی ہے۔

ان شاء اللہ آپ علم الیقین میں بہت زیادہ ترقی کریں گے، تاکہ اس عمل سے آتش دوزخ جو جہالت و نادانی ہے کم سے کمتر ہوتے ہوتے ختم ہو جائے، یہی وجہ ہے کہ ہم ہمیشہ علم کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں، اور اب ہم SPECIAL STUDENTS کی ایک لسٹ تیار کر رہے ہیں، اس میں ہم دیکھیں گے کہ کون کونسے عزیزان اپنی علمی کوششوں میں اس قابل ہو چکے ہیں کہ ہماری اس لسٹ میں آجائیں، اس لسٹ کا مقصد یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کو زیادہ سے زیادہ علم کی طرف توجہ دلا سکیں، اور وہ ہمیشہ یہ محسوس کریں کہ اُن کا نام SPECIAL STUDENTS کی لسٹ میں آیا ہے، اور وہ زیادہ سے زیادہ کتابوں کے مطالعہ کا شوق اپنی ذات میں پیدا کریں، اور مستقبل کی ذمہ داریوں کے لئے تیار ہو

جائیں، ہم یہ کام اپنے خاص دوستوں کے مشورے سے کر رہے ہیں، اس لسٹ میں آنے کی کوئی فیس ہرگز نہیں ہے، یہ محض علمی منصوبہ ہے تاکہ ہر عزیز زیادہ سے زیادہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کرتا رہے، اور اپنے ذخیرۂ علمی میں زبردست اضافہ کرے، آمین!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعہ ۴۔ اگست ۲۰۰۰ء
اٹلانٹا امریکہ

ISW
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ شخصی کی لوحِ محفوظ

جس طرح عالمِ کبیر کے واسطے ایک لوحِ محفوظ مقرر ہے، اسی طرح عالمِ صغیر = عالمِ شخصی کے لئے بھی ایک لوحِ محفوظ ہے، یہ لوحِ محفوظ حظیرۂ قدس ہے، تاکہ عالمِ شخصی کی پہچان سے عالمِ کبیر اور حضرتِ ربّ کی معرفت حاصل ہو سکے، یہ حکمت خوب یاد رہے کہ سب آسمانوں اور زمین پر جو کچھ ہے وہ کائناتی لوحِ محفوظ میں یکجا ہے، اور جو کچھ عالمِ کبیر کی لوحِ محفوظ میں ہے، وہ عالمِ شخصی کی لوحِ محفوظ میں جمع ہے، اور اس میں ہر انسان کا نامۂ اعمال بھی موجود ہے، نامۂ اعمال کا جدید ترجمہ نورانی مودیز ہے، کیونکہ اعمال نامہ کی بہترین صورت نورانی مودیز میں ہے، اور عالمِ شخصی میں لوحِ محفوظ کے موجود ہونے پر کئی آیات دلالت کرتی ہیں، اور اعمال لکھنے والے فرشتوں سے وہ روحانی قوتیں مراد ہیں، جن کے ذریعے سے اعمال خود بخود ریکارڈ ہو جاتے ہیں، جیسے غور و فکر کے لئے آیۂ شریفہ ہے: سورہ ۸۲ آیت ۱۰ تا ۱۱۔

مجھے یقینِ کامل ہے کہ دانش گاہِ خانۂ حکمت کے SPECIAL STUDENTS بڑی ذمہ داری سے اس تمام علم الیقین کا مطالعہ کریں گے، تاکہ وہ حقیقی معنوں میں SPECIAL STUDENTS کہلائیں، کیونکہ مستقبل میں یقینی علم کی ضرورت ہوگی، اُس وقت جو لوگ حقیقی STUDENTS ہیں، وہ جماعت کے لئے کارآمد ثابت

ہو سکتے ہیں، عجب نہیں کہ آنے والے زمانے میں روحانی انقلاب برپا ہو جائے، ایسے میں بہت سے نئے مسائل سامنے آسکتے ہیں، ان کا حل صرف اور صرف امامِ زمانؑ ہی کے روحانی علم سے ہو سکتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۵، اگست ۲۰۰۰ء
اٹلانٹا امریکہ

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عالمِ شخصی میں قلمِ اعلیٰ کا نمونہ

جب عالمِ شخصی میں ایک لوحِ محفوظ موجود ہے، پھر اس میں قلمِ اعلیٰ کا ایک نمونہ کیوں نہ ہو، مجھے ایسا یقین آتا ہے کہ جب عاشقانِ امامِ زمانؑ اس مقالے کو پڑھنے لگیں گے تو عجب نہیں کہ ان پر کپکپی کی کیفیت طاری ہو جائے، کیونکہ عالمِ شخصی میں قلمِ اعلیٰ کا نمونہ انتہائی عظیم راز ہے، اس لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا ہمارے تمام دوستوں کو اس عظیم رازداری کے لئے عالی ہمتی عطا فرمائے، کہ وہ اس کی قدردانی اور رازدانی کا جیسا کہ چاہئے، حق ادا کر سکیں، جی ہاں دوستانِ عزیزمن! ہمیں اس عظیم نعمت کی شکرگزاری طوفانی آنسوؤں کیساتھ کرنی چاہیئے کہ عالمِ شخصی میں قلمِ اعلیٰ کا عظیم الشان نمونہ گوہرِ عقل ہے، خدا کرے کہ ہم خود بھی ان اسرارِ الٰہی کے لئے ہمیشہ شکرگزار ہو سکیں، ہم کو اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ عظیم اسرار کی بات آنسو بہائے بغیر معمولی باتوں کی طرح بیان کرتے ہیں، پس خداوندِ کریم اپنے لطفِ عمیم اور رحمتِ بے پایان سے ہمیں ناشکری کی سزا سے بچائے، اور ہم سب کو ان احسانات کی شکرگزاری کے لئے ہمت اور توفیق عطا فرمائے، آمین!

اے دوستانِ عزیز! آپ کو یہ سترِ اعظم بھی مبارک ہو! کہ آپ کو علم ہوا کہ عالمِ شخصی میں قلمِ الٰہی کا نمونہ بھی ہے، پس یہ پاک نمونہ نورِ ازل کا نمونہ بھی ہے،

جو محمدؐ و علیؑ کا نور ہے، اور اس کے بہت سے نام ہیں، اسلئے کہ اس کے بہت سے کام ہیں، اب دوستانِ عزیز! آپ سب کو میرا خیر خواہانہ اور مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ اس دانش گاہ کی کتابوں کے علم الیقین میں درجۂ کمال کو حاصل کریں، تاکہ آپ خدا کے فضل و کرم سے مرتبۂ عین الیقین کو حاصل کر سکیں، اور اس کے بعد حق الیقین کی آخری منزل آئے۔ آمین! یاربّ العالمین!!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۵ اگست ۲۰۰۰ء
اٹلانٹا امریکہ

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حظیرۂ قدس میں انبیاؑ و اولیاؑ علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدمؑ کو حظیرۂ قدس میں اپنی صورتِ رحمان پر پیدا کیا تھا، حضرتِ نوحؑ کا روحانی طوفان حظیرۂ قدس میں جا کر کوہِ جودی کے پاس تھم گیا تھا، کوہِ جودی گوہرِ عقل کے ناموں میں سے ہے، اللہ کا وہ حقیقی گھر جو حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ اسماعیل علیہما السلام نے بنایا تھا، وہ حظیرۂ قدس میں ہے، حضرتِ موسیٰؑ کا کوہِ طور درحقیقت حظیرۂ قدس میں ہے، حضرت عیسیٰؑ کا عقلی تولّد حظیرۂ قدس میں ہوا تھا، الغرض تمام انبیاءؑ و اولیاءؑ کے معجزات حظیرۂ قدس میں مجموع و محفوظ ہیں، الحمدُ للہ ربّ العالمین۔

آپ قلبِ قرآن (۳۶ : ۱۲) میں کُلّیۂ امامِ مُبین کو غور سے پڑھیں، خداوندِ تعالیٰ نے جملہ انبیاءؑ و اولیاءؑ کے معجزات کو بمقامِ حظیرۂ قدس امامِ مبینؑ میں گھیر کر اور گِن کر رکھا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
ہفتہ ۱۲ر اگست ۲۰۰۰ء

انسانانِ کامل حظیرۂ قدس میں

اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے حضرتِ ادریس علیہ السّلام کو ایک بلند مقام پر اٹھا کر رفعت عطا فرمائی تھی (۱۹ : ۵۷) یہ مقامِ عالی حظیرۂ قدس تھا، خداوندِ تعالیٰ نے حضرتِ عیسیٰؑ اور ان کی والدہ مریمؑ کو حظیرۂ قدس میں قرارگاہ عنایت فرمائی تھی (۲۳ : ۵۰)۔

حافِظین = کِراماً کاتبین (۸۲ : ۱۰-۱۱) حظیرۂ قدس میں ہیں، جو تمہارے اعمال ریکارڈ کرتے ہیں، اسی حظیرۂ قدس ہی میں نیک لوگوں کا نامۂ اعمال عِلّیّین = کامِلین میں ہے، یعنی یہاں ہر امامؑ اپنے نیک لوگوں کا نامۂ اعمال ہے (۸۳ : ۱۸-۱۹) اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ اللہ کی ایک بولنے والی کتاب بھی ہے، اور وہی نیک لوگوں کی کتابِ اعمال بھی ہے، دیکھو: ۲۳ : ۶۲، نیز ۴۵ : ۲۹۔

اس میں شاید آپ کو یہ سوال پیدا ہوا ہوگا کہ آیا حظیرۂ قدس میں سب کچھ ہے؟ جی ہاں، یقیناً، کیونکہ یہاں امامِ مبینؑ کا نور اپنا کام کرتا رہتا ہے۔

ن۔ن (حُبِّ علی) ہونزائی
اتوار ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء

بہشت برائے معرفت

دینِ اسلام کی یہ اساسی حکمت خوب یاد رہے کہ بحکم قرآنِ عظیم (۳۶ : ۱۲) بہشت برائے معرفت امامِ مبینؑ کی جبینِ مبارک میں موجود و مشہود ہوتی ہے، پھر اس کے ظہورات و تجلیات کے عظیم معجزات درجہ بدرجہ اہلِ معرفت میں ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح بہشت کی پہچان ہوتی ہے، دنیا ہی میں جنّت کی شناخت کی شہادت کے لئے سورۂ محمّد (۴۷ : ۶) میں دیکھ لیں۔

مولا علی صلوات اللہ علیہ کے مبارک اسماء میں سے ایک اسم آیات اللہ ہے، یعنی علیؑ خدا کا وہ سب سے بڑا خزانہ ہے، جس میں اللہ کے تمام معجزات بھی ہیں، اور اس کی قدرت کی نشانیاں بھی، اب سورۂ نمل کے آخر (۲۷ : ۹۳) میں اچھی طرح سے غور کریں، یہاں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اپنے معجزات جو خزانۂ امامِ مبینؑ میں ہیں دکھائے گا، انہی کے ساتھ ساتھ امامؑ کی معرفت بھی حاصل ہو گی، یہ حکمت دانشمندوں کے لئے ہے، الحمدللہ۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں صرف معرفت ہی پر ایک مضمون ہو، تو ان شاءاللہ وہ بھی ہو سکتا ہے۔

ن۔ن۔ (حبِّ علی) ہونزائی

پیر ۱۴ اگست ۲۰۰۰ء

کتابِ نفسی میں معرفت کا سب سے بڑا خزانہ

خداوندِ قدّوس نے اپنی رحمتِ بے نہایت سے کنزِ معرفت کو ابنِ آدم کی ذات ہی میں مخفی رکھا، تاکہ وہ اپنے باطن ہی سے یہ انمول خزانہ حاصل کرے، پس ان عاشقانِ الٰہی کے لئے بہت ہی بڑی خوشخبری ہے، جو عارف ہو سکتے ہیں، کیونکہ عارف ہی وہ شخص ہے، جس کی روحانی اور عقلی تخلیق معرفت کیلئے مکمل ہو جاتی ہے، کیونکہ فخلقتُ الخلق کا اطلاق عارف ہی پر ہوتا ہے، جبکہ بہت سے لوگ ظاہراً پیدا تو ہوئے ہیں، مگر حضرتِ رب کو نہیں پہچانتے ہیں۔

ابتدائی معرفت علم الیقین سے شروع ہو جاتی ہے، اگر علم الیقین کوئی عام اور معمولی بات ہوتی، تو قرآن اس کی تعریف نہ فرماتا (۱۰۲ : ۵-۶) اور نہ اس کا میوہ عین الیقین ہوتا، پس مومن کی دانائی یہ ہو گی کہ وہ علم الیقین کو بے حد ضروری قرار دے، اور بڑی کثرت سے اس کا مطالعہ کرتا ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ علم اور علم الیقین میں بڑا فرق ہے، کیونکہ علم الیقین کی تصدیق قرآن سے ہوئی، جس میں یقین ہی یقین ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں، بلکہ یہ شکوک و شبہات کا ازالہ کرتا ہے، جبکہ شک یقین کے خلاف ہے یا یہ عقلی بیماری ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
منگل ۱۵ر اگست ۲۰۰۰ء

آیۂ استخلاف کی تفسیر و تاویل

سورۂ نور (۲۴ : ۵۵) میں اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو حقیقی معنوں میں ایمان لائے اور نیک عمل کریں، جیسا کہ حق ہے، کہ وہ ان کو اسی طرح زمین (بہشت) میں خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لئے، ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی موجودہ حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا، پس وہ میری بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، اور اس کے بعد بھی جو ناشکری کرے، تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو، اور رسولؐ کی اطاعت کرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ جس میں کوئی شک نہیں، بلکہ یقین ہی یقین ہے، کب عمل میں آئے گا؟

جواب : روحانی قیامت کے بعد، خداوند تعالیٰ نے اہلِ دنیا کو ایک ظاہری مہلت دی ہے جس کی مدت جتنی بھی ہے اتنی رہے گی، مگر جو لوگ روحانی اور باطنی بہشت تک رسا ہو چکے ہیں، ان کے لئے اللہ کا ہر وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ مذکورۂ بالا خلافت اور بہشت کی بہت بڑی سلطنت (۷۶ : ۲۰) ایک ہی

چیز ہے۔

قرآنی حکمت کا زیادہ سے زیادہ فائدہ دانا لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔

جو خلافتِ عالیہ اور جو عظیم بادشاہی قرآنِ حکیم میں قابلِ تعریف ہے، وہ علم و حکمت کے بغیر کیونکر حاصل ہو سکتی ہے، جبکہ علم ہر چیز سے برتر ہے، اور حکمت میں خیرِ کثیر ہے۔

آؤ ساتھیو! ہم سب علم و حکمت کے حصول کے لئے بارگاہِ ربوبیت میں گریہ و زاری کریں، اور بارگاہِ قاضی الحاجات میں مناجات کرتے رہیں، آمین!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۱۶ اگست ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اَلخَلقُ عِیالُ اللّٰہ

بحوالۂ ہزار حکمت (حکمت : ۶۳۱) اس ارشادِ نبوی کا ترجمہ یہ ہے: مخلوق تمام کی تمام خدا کی عیال ہے، لہٰذا خدا کے نزدیک محبوب ترین مخلوق وہ ہے جو خدا کی عیال کو نفع پہنچائے اور اس کے اہلِ بیت کو خوش رکھے۔

یہی وجہ ہے کہ امامِ زمانؑ بحکمِ خدا (۱۷ : ۷۱) اہلِ زمانہ کو بذریعۂ قیامت پہلے عالمِ ذرّ میں اور پھر عالمِ شخصی میں داخل کرتا ہے، اور اس کے بعد بہشت میں تعلیم دینے کا اہتمام ہوتا ہے، اور یہ کام امامؑ کے علمی لشکر کے سپرد ہو جاتا ہے۔

متذکرہ کتاب کی حکمت ۶۳۲ میں ایک حدیثِ قدسی درج ہے:

قال اللّٰہ عزّ وجلّ: الخلق عِیالی فاحبّھم الیّ الطفھم بھم واسعاھم فی حوائجھم۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمام مخلوق میرا کنبہ ہے لہٰذا میرے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو ان پر زیادہ مہربان ہے اور ان کی حاجات کو پورا کرنے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا رہتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء

روحانی قیامت اور نزولِ ملائکہ

سورہ ۴۱ آیت ۳۰ کا ترجمہ: جن لوگوں نے (خداشناسی اور اسمِ اعظم کے معنی میں) کہا ہمارا ربّ اللہ ہے، اور پھر وہ اس پر قائم رہے تو یقیناً اُن پر روحانی قیامت واقع ہوتی ہے اور فرشتے نازل ہوتے ہیں، اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اُس جنّت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم اس دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ چاہو گے تمہیں ملے گا۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۱۸ اگست ۲۰۰۰ء

ایک انتہائی عجیب و غریب قلب

میں سلمان تیرا ایک بیحد عجیب و غریب دل ہوں ... کہ تیرے جوفِ سینہ کی قید سے آزاد اور تیرے اختیار سے بالاتر ہوں، مجھے تمہارا یہ شعر بہت پسند ہے:

زندانہ ایم یاد جہ مو بیلٹہ تل آلجم
جنت نکہ آردین نعی زندان لوئیذم

ترجمہ: میں قید خانے کی یادِ شیرین کو کس طرح فراموش کر سکتا ہوں، جبکہ وہ میرے لئے جنت لے کر آ گیا، میں نے اس کو قید خانے میں دیکھا۔ مجھے وہ تمام نظمیں بھی بہت ہی پسند ہیں جن کے آخر میں مولانا علیؑ کا مبارک نام آتا ہے۔

یقیناً یہ روحانی طبیب ہی کی روحانی سائنس ہے کہ تمہارا محبوبِ روحانی خود تمہارا قلبِ سلیم ہو گیا، دیکھو قرآن ۲۶ : ۸۹ نیز ۳۷ : ۸۴۔

اے دوستانِ عزیز! دینی اسرار کی ناقدری اور ناشکری سے ڈرنا ضروری اور لازمی ہے، کسی دن آپ کو یہ تاویل بتاؤں گا کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ کو نے بڑے جرم کی سزا میں بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ ہو گئے تھے، مختصر یہ کہ انہوں نے حضرتِ قائم علینا سلامہ کے اسرار سے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا، نعوذ باللہ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
سنیچر ۱۹ اگست ۲۰۰۰ء

ایک انتہائی عجیب و غریب قلب

سے فنافی القائم مراد ہے

کیونکہ وہی حضرت صاحبِ جثۂ ابداعیۂ دوم اور مظہر العجائبِ اعظم ہے اور قیامت کی طوفانی دعوت کا مقصدِ اعلیٰ بھی وہی بزرگ ترینِ دو جہان ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی دعوت حضرتِ قائم القیامتؑ ہی کی طرف تھی۔

حضرتِ حکیم پیر ناصرِ خسروؒ نے کتابِ وجہِ دین میں حُجتِ قائم اور حضرتِ قائم کے بارے میں خوب وضاحت فرمائی ہے، الحمدُ للہ۔

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نہ صرف کائنات کو لپیٹتا ہے، بلکہ تمام حُدودِ جسمانی اور روحانی کو بھی حضرتِ قائم میں جمع کر دیتا ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

اَدِت ۲۰/ اگست ۲۰۰۰ء

اسلام میں عالمِ انسانیت کے لئے خیر خواہی

اگر آپ قرآن و حدیث میں چشمِ بصیرت سے دیکھیں تو جگہ جگہ آپ کو عالمِ انسانیت کے لئے خیر خواہی کی عظیم الشان مثالیں ملیں گی، جیسے حضورِ اکرم صلعم کا یہ فرمانا کہ دین سرتاسر خیر خواہی ہی خیر خواہی ہے اور آنحضرتؐ کی یہ حدیثِ شریف کہ مخلوقات سب کی سب خدا کی عیال ہیں، پس یہ روشن حقیقت ہے کہ جو مجموعی تعلیمات قرآن حکیم میں ہیں، انہی کی ترجمانی حدیثِ شریف میں فرمائی گئی ہے۔

سورۂ حجرات (۴۹ : ۱۳) میں دانائی سے غور کرنے کی ضرورت ہے:۔

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

پیر ۲۱/ اگست ۲۰۰۰ء

خُدائے واحدِ قہّار

اللہ تعالیٰ اپنی قیامت کی انتہائی غالب اور بڑی زبردست طاقت سے سب لوگوں کو یکجا اور ایک کر کے پوچھنے والا ہے: آج بادشاہی یعنی شاہنشاہی کس کی ہے؟ جواب دیا جائے گا: اللہ واحدِ قہّار کی ہے، بحوالہ قرآن (۴۰: ۱۶)، مگر خداوندِ تعالیٰ نے اپنے جس مظہر (امامؑ) کو صاحبِ قیامت بنایا ہے، وہی واحدِ قہّار ہے، کیونکہ وہی نفسِ واحدہ ہے، جو بحکمِ خدا تمام لوگوں کو بذریعۂ قیامت جمع کر لیتا ہے۔

بہشت میں اگرچہ ہر نعمت موجود ہے، لیکن سب سے بڑی نعمت وہاں کی علمی بادشاہی ہے، بادشاہی رعیّت کے بغیر ممکن ہی نہیں، پس آج دنیا میں جتنی قومیں خود شناسی اور ربّ شناسی کے بغیر ہیں وہ سب کی سب سلاطینِ بہشت کی شاگردی کریں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو معرفت کی غرض سے پیدا کیا تھا۔

خوب غور سے سنو: معرفت رجوع الی اللہ ہے، اگر لوگ یہ رجوع خوشی سے دنیا میں نہیں کرتے ہیں تو قیامت کی زبردستی اور پھر بہشت کے پُرحکمت مدرسے کے وسیلے سے رجوع کرایا جاتا ہے، اگر بہشت پُرحکمت مدرسہ ہے جس میں ہر قوم ہو گی تو وہاں کے معلّمین سلاطین ہیں، پس جنّت

کی بہت بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ نہ صرف بہشت ہے بلکہ وہ ربّانی مدرسہ بھی ہے، تاکہ علم جو سب سے بڑی نعمت ہے وہ بہشت کی ہر ہر نعمت کیساتھ موجود ہو، جس طرح اگر دنیا میں کہیں بہشت برائے معرفت موجود ہے تو وہ بہشت بھی ہے اور مقامِ معرفت بھی۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
منگل ۲۲/اگست ۲۰۰۰ء

NEW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

عالمِ شخصی کے معجزات اور عجائب و غرائب کی گوناگونی اور ظہورات و تجلّیات کی رنگ برنگی

جب کسی باسعادت مومنِ سالک کو باطنی آنکھ عطا ہو جاتی ہے تو یہ اس کا روحانی جنم کا دن ہوتا ہے، اور کبھی ختم نہ ہونے والی حیرت بھی اسی وقت سے شروع ہوتی ہے، یہ آخرت اور بہشت نہیں، بلکہ دنیا کا وہ پہلو ہے جو باطن اور آخرت کے اُفق پر ہے، اس کی رعنائی اور زیبائی بے حد و بے قیاس ہے، تاکہ یہاں ایک بہت بڑا امتحان ہو، اس مقام سے متعلق قرآن حکیم میں کئی آیات ہیں، نیز روحانیت کا آسمان نزدیک بہت بڑا امتحان ہے، لہٰذا روحانی ترقی دراصل اسرافیل اور عزرائیل کی منزل سے شروع ہو جاتی ہے، کیونکہ ان دونوں عظیم فرشتوں کے مشترکہ عمل سے مومن سالک پر روحانی قیامت گزرنے لگتی ہے جو ترقی ہی ترقی ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ طوفانی ترقی ہے، کیونکہ قصۂ نوح میں قیامت ہی کو طوفانِ آبی کہا گیا ہے، جس کے معنی ہیں: قیامت طوفانِ علمی ہے۔

اگر کچھ عالی ہمّت لوگوں نے سب سے بڑی قیامت کو جھیل کر کائناتی جنّت بن جانے میں سبقت حاصل کر لی ہے، تو اب رفتہ رفتہ صرف اسکے نتائج سامنے آئیں گے، وہ سابقُوا اور سارعُوا کی دو آیتیں ہیں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۲۳/ اگست ۲۰۰۰ء

سورۂ ابراہیم (۱۴: ۲۴-۲۵) میں مذکور پاک کلمہ کیا ہے اور پاک درخت کیا ہے؟

درخت کی جڑ زمین میں مضبوط ہونے سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی شاخ کس طرح آسمان میں پہنچی ہوئی ہے، وہ اپنے ربّ کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے کس طرح؟ کیا آپ ان تمام تاویلی سوالات کے جوابات مہیا کر سکتے ہیں؟ اِن شاءَ اللہُ العزیز۔

۱۔ پاک کلمہ اسمِ اعظم ہے، جو ظاہراً امامِ زمانؑ کی مقدس شخصیت ہے، اور باطناً سب سے بڑا اسم اور نور و نورانیت ہے۔

۲۔ پاک درخت آنحضرتؐ ہیں، جن کی جڑ زمینِ دین میں مضبوط ہے، یعنی آپ کا شجرۂ پاک ابراہیمؑ سے ہو کر آدمؑ تک پہنچتا ہے، اور شاخ یعنی آلِ محمدؐ کے امامِ زمانؑ کا نور جو اسمِ اعظم کا نور ہے، وہ نفسِ کلّی کے آسمان میں کام کر رہا ہے، الحمدُ للہ!

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعہ ۲۵۔ اگست ۲۰۰۰ء

حضرتِ سُلیمانؑ کی روحانی سلطنت

قسط: ۱

یہ قرآنی حقیقت عُرَفاء کے لئے اَظہر مِنَ الشّمس ہے کہ آلِ ابراہیمؑ اور پھر آلِ محمدؐ کو اللہ تعالیٰ نے تین عظیم الشّان چیزیں عطا فرما کر سرفراز فرمایا ہے، وہ ہیں: کتاب یا اس کی وراثت، حکمت اور عظیم سلطنت (۴:۵۴) پس بڑے مُبارک ہیں وہ خوش نصیب لوگ جو امامِ زمانؑ کی معرفت کے سلسلے میں ایسی تمام عظیم چیزوں کا مشاہدہ کر کے کامل معرفت حاصل کرتے ہیں، اب یہاں قصۂ سلیمانؑ کی چند خاص چیزوں کی تاویلی حکمت بیان کی جاتی ہے:۔

۲۷ : ۱۶ میں ارشاد ہے کہ داؤدؑ کا وارث سلیمانؑ ہوا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آلِ ابراہیمؑ میں روحانی سلطنت کی وراثت بہت پہلے سے چلی آ رہی تھی، ۲۷ : ۱۶ میں دیکھو: پرندوں کی بولی سے فرشتوں کی گفتگو مراد ہے، اسی آیت میں کُلّ شَیءٍ سے علمِ کُلّ مراد ہے۔

۲۷ : ۱۷ کی تاویل سے آپ کو انتہائی حیرت ہوگی کہ اس میں حضرتِ سلیمانؑ کی قیامت کا ذکر ہے، چیونٹیوں کی وادی (۲۷ : ۱۸) کان ہیں، جن سے عالمِ ذرّ کی اور دیگر روحیں داخل اور خارج ہوتی رہتی ہیں، چیونٹی کی بات سے مسکرانا اور ہنس پڑنا حیرت اور تعجّب کا اشارہ ہے (۲۷ : ۱۹) ھُدھُد سے روح

تجسّس مراد ہے (۲۷ : ۲۰)۔

(۲۷ : ۲۱) : عذاب سے حدودِ دین کی سخت ریاضت مراد ہے، ذبح کی تاویل ہے عہد لینا، جیسے امامِ عالی مقام ؑ جب کسی مرید کو اسمِ اعظم عطا فرماتا ہے تو اس سے چند باتوں کا عہد لیتا ہے، یہ مرید گویا ایک گوسفند تھا اس کو ذبح کیا گیا، یہ معجزانہ طور پر زندہ ہونے تک کچھ نہیں بولے گا، ذبح کی دوسری غرض یہ ہے کہ حدودِ دین میں سے کوئی اس کو کھا کر اپنی ہستی کا حصہ بنالے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
یک شنبہ ۲۷ اگست ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حضرتِ سُلیمانؑ کی روحانی سلطنت

قسط: ۲

بحوالہ ۲۷: ۱۷ حضرتِ سُلیمانؑ کے لئے اس کے روحانی لشکر کی جمع آوری جو بذریعۂ نفخِ صور ممکن ہو سکتی ہے جس طرح دنیا کی کسی بڑی آرمی کو بگل کی ایک خاص آواز سے جنگ کے لئے بلایا جاتا ہے اور تم حکمت کے اس کثیر الوجوہ ڈائمنڈ کو بھول نہ جانا کہ اس آیۂ شریفہ میں نہ صرف اہلِ زمانہ پر غیر شعوری قیامت گزرنے کا اشارہ ہے، بلکہ یہ انسانِ کامل کی عرفانی قیامت بھی ہے، اور عالمِ شخصی کی عالمگیر جنگ بھی، نیز دینِ حق کی زبردست طوفانی اور فیصلہ کُن دعوت بھی ہے، ایسے حال میں اگر بلقیس ملکۂ سباء سبا کی بادشاہ تھی تو وہ کس طرح روحانی سلطنت کے مرکز سے الگ رہ سکتی تھی۔

اب سوال ھُدھُد کی اس رپورٹ سے متعلق ہے کہ اس نے ملکۂ سبا کی بادشاہی کی تعریف میں کہا کہ اس کو ہر چیز دی گئی ہے، اور اس کا ایک عظیم تخت ہے۔

کتاب سرائر صہ ۱۹۵ پر درج ہے کہ: حضرتِ داؤدؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً مجھے وحی بھیجی ہے جس کے مطابق میں تم پر سُلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں، پس اس بات پر بنی اسرائیل کے سردار ہنسنے لگے کیونکہ ان کی نظر میں سلیمانؑ نوعمر لگتا تھا، اور اعتراضاً یہ بھی کہنے لگے کہ آیا آپ ہم پر ایک

لڑکے کو خلیفہ بناتے ہیں حالانکہ ہم میں ایسے ایسے بزرگ اور حقدار لوگ بیٹھے ہیں، اور یہ لوگ نقیبان تھے کیونکہ وہ خود کو اس کے نظیر خیال کرتے تھے پس داؤدؑ کو ان کے احوال معلوم ہو گئے اور ان سب کو حاضر کر لیا۔

اور ان سے فرمایا کہ تم سب کے سب صرف رعایا ہی ہو اور تم جیسی رعایا پر کسی فضل و کمال والے کا حق ہے کہ وہ خلیفہ بنے۔

پس تم اپنی اُن لاٹھیوں کو لاؤ جن سے تم اپنی اپنی بکریوں کو چرایا کرتے ہو، پس وہ اپنی لاٹھیاں لے آئے، حضرت داؤدؑ نے اَسباط کی ایک جماعت کو بھی حاضر کیا اور فرمایا کہ تم سب معجزۂ الٰہی کو دیکھ لینا، ہر شخص کا نام اسکی لاٹھی پر لکھا گیا۔

پس حضرتِ داؤدؑ نے فرمایا: جس شخص کی سوکھی لاٹھی سرسبز ہو کر پھل لائے، وہی شخص میرے بعد تم پر میرا خلیفہ اور تمہارا ولیٔ امر ہوگا، پس تمام لاٹھیوں کو ایک گھر میں رکھ کر دروازے کو مقفل کیا گیا اور حضرتؑ نے مہر بھی لگا دی، رات بھر دروازے کے سامنے شب بیداری کی عبادت کی گئی، جب صبح ہوئی تو نماز پڑھائی گئی، پھر دروازہ کھولا گیا، اور دیکھا کہ صرف حضرت سلیمان علیہ السّلام ہی کی لاٹھی سرسبز اور ثمردار ہو گئی تھی، اور یہ ایک عظیم تاویلی راز ہے، الحمدللہ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
پیر ۲۸۔ اگست ۲۰۰۰ء

حضرتِ سُلیمانؑ کی رُوحانی سلطنت

قسط: ۳

اللہ تعالیٰ جو قادرِ مطلق ہے، وہ انبیاء و اولیاء علیہم السّلام کے عالمِ شخصی کو ایسا باکمال اور بے مثال بنا دیتا ہے کہ اس میں ہر قسم کی اعلیٰ رُوحانی قوّتیں موجود ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے کسی بیرونی جنّ یا عِفریت کی مدد کے لئے کبھی ضرورت نہیں پڑتی ہے، چنانچہ قصۂ سُلیمان (۲۷:۳۹) میں مرتبۂ حجتِ قائم عِفریتٌ مِنَ الجنّ ہے، اور الّذی عِندَہٗ عِلمٌ مِّنَ الکِتابِ سے نورِ قائم مراد ہے، اشارۂ علم سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جب سلیمانؑ کی رُوحانی قیامت میں ساری کائنات سلیمانؑ کے عالمِ شخصی میں لپیٹ دی گئی تھی تو ملکۂ سبا اور اس کا تخت کس طرح باہر رہ گیا تھا، اسی طرح تختِ بلقیس کو سلیمانؑ کے پاس جلد از جلد حاضر کر دینے میں علم والا اوّل رہا کہ وہ یہ کام پہلے ہی کر چکا تھا، سبحان اللہ!

سوال: ۲۷:۴۰ میں جس کتاب کے علم کی تعریف ہے وہ کونسی کتاب ہے؟

جواب: وہ کتابِ کُلّی ہے، یعنی کتابِ صامت + کتابِ ناطق + کتابِ کائنات + کتابِ نفس = ۱+۱+۱+۱ = ۴ = کتابِ کُلّ، اس کا نام الکتاب بھی ہے۔

ن ر ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۳۰ر اگست ۲۰۰۰ء

حضرتِ سلیمانؑ کی روحانی سلطنت

قسط: ۴

: حضرتِ سلیمان علیہ السلام کی سلطنتِ روحانی کی حکمت اور معرفت کن مقاصد کے پیشِ نظر ضروری ہے؟

۱۔ کیونکہ یہ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کی روحانی سلطنت کا نمونہ ہے۔

۲۔ نیز یہ بہشت میں صفِ اوّل کے مومنین کی بادشاہی کی مثال ہے۔

۳۔ سب سے بڑا مقصد حقیقی بادشاہ کو پہچاننا ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ عالمِ شخصی کے طویل سفر میں عارف کو حقائق و معارف کے لازوال خزانے مل جاتے ہیں۔

حضرتِ سلیمانؑ کے لئے عجیب و غریب کام کرنے والے جنات سے مراد روحانی قوتیں ہیں، آپ ان کو فرشتے بھی کہہ سکتے ہیں۔

اسرافیل اور عزرائیل کے عمل سے انسانِ کامل کی بے شمار روحانی تصاویر یا کاپیاں بن جاتی ہیں، یہ تماثیل ہیں (۳۴: ۱۳) اسی حوالے میں محاریب بھی ہیں، جس سے اجسامِ لطیف مراد ہیں، کیونکہ ہر جسمِ لطیف بجائے خود ایک روحانی قلعہ ہے، جس میں بے شمار روحانی لشکر پوشیدہ ہیں۔

بڑے بڑے تالاب جیسے لگن سے علم و حکمت کے کُلّیات مراد ہیں، اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں الکلمات التّامات (۳۴: ۱۳) ہیں،

پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے کی تاویل تسخیرِ کائنات اور عِلمُ المُمکنات ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعرات ۳۱، اگست ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

علم و حکمت اور معرفت کا دائرہ یا احاطہ

یہ عنوان ایک اساسی سوال ہے جو اس طرح سے ہے: علم و حکمت اور معرفت کا دائرہ کس قدر وسیع ہے؟ آیا سب چیزیں اس دائرے میں محدود ہیں یا اس سے باہر بھی بہت سی چیزیں ہیں؟

جواب: نہیں نہیں، اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو امامِ مبینؑ میں گھیر کر اور شمار کر کے رکھا ہے (۳۶: ۱۲) یہی حقیقت لوحِ محفوظ کے نام سے بھی ہے، اور حظیرۂ قدس کے نام سے بھی۔

سورۂ بقرہ کے شروع میں ہے: الٓمّٓ = الف لام میم۔

الف = اوّل = عقل = نورِ محمدی = قلم۔

ل = لوحِ محفوظ = نورِ علیؑ۔

م = مرقوم (جو کچھ قلم نے خدا کے حکم سے لوحِ محفوظ میں لکھا ہے)۔

پس الف عقلِ اوّل ہے جو عرش بھی ہے اور قلم بھی، اور لام نفسِ کُلّ ہے، جو کرسی بھی ہے اور لوحِ محفوظ بھی، اور یقیناً ساری کائنات و موجودات لوحِ محفوظ کے اندر تحریر بن کر ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نفسِ کُلّی کے زندہ سمندر میں ساری کائنات مستغرق و محفوظ ہے، اب آپ بتائیں کہ ایسے میں کششِ ثقل کا وجود کہاں ہے؟ یہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کی ایک محکم تفسیر ہے۔ قرآنی حکمت داناؤں کے لئے ہے، الحمدُ للہ۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
جمعہ یکم ستمبر ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نامۂ اعمال کے بعض حقائق و معارف

ظاہری سائنس کی مثالیں کتنی اچھی ہیں، کہ ان کے ذریعے سے روحانی اور قرآنی سائنس کی چیزیں سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے، اس کی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ ہم نے نامۂ اعمال کو نورانی مووی کہا، ان شاء اللہ یہ اصطلاح مقبولِ خاص و عام ہوگی۔

سورۂ حاقّہ (۶۹ : ۱۹) میں ہے: اس وقت جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو پڑھو میرا نامۂ اعمال۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصحابُ الیمین میں سے ہر شخص کا نامۂ اعمال بالکل پاک و صاف ہوگا یعنی اس میں سرتاسر نیکیاں ہوں گی، یہ نورانی فلم جنّت کی عظیم نعمتوں میں سے ہوگی، تب ہی دوسروں کے نامۂ اعمال کو بھی دیکھا جا سکے گا۔

اَولیاءُ اللہ (دوستانِ خدا) کے بارے میں ہے:۔

پس و پیش و نہان و آشکار اُوست
شناسایِ خود و پروردگار اُوست
خوش گفت در بیابان مردِ دُھل دریدہ
عارف خدا نہ دارد اُو را نیافریدہ (نہ آفریدہ)

از کتاب آغاخانِ محلاتی ـــــ ن۔ ن۔ (حبّ علی) ہونزائی ـــــ ہفتہ ۲ ستمبر ۲۰۰۰ء

قرآنِ حکیم علم و حکمت کی بہشتِ بریں ہے

بہشت مجموعًا ایک بھی ہے اور اس میں الگ الگ بے شمار باغات بھی ہیں، اسی طرح قرآنی بہشت کا ہر مضمون اس کا ایک جداگانہ باغ ہے پس مضمونِ اُولُوا الاَلْبَاب (صاحبانِ عقل) قرآنی بہشت کا بڑا عجیب و غریب اور عظیم الشان باغ ہے، جس کا ذکرِ جمیل قرآنِ پاک کے کُل ۱۶ مقامات پر ہے، آپ ان سولہ آیات کو خوب غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ صاحبانِ عقل کون سے لوگ ہوتے ہیں اور ان کے کیا کیا اوصاف و کمالات ہوتے ہیں، اور کس طرح یہ مضمون تمام قرآن میں پھیل جاتا ہے۔

عقل خدا کی خدائی میں سب سے بڑی چیز ہے، لہٰذا جملہ قرآن میں عقل کی تعریف ہے، عقل ہی نورِ اوّل ہے، عقل ہی قلمِ اعلیٰ ہے، عقل ہی نورِ محمدی ہے، یہی سب سے عظیم فرشتہ یعنی عقلِ کُلّی ہے، اور یہی کنز ہے۔

عاشقانِ الٰہی کے لئے قرآنِ حکیم علم و حکمت کی بہشتِ بریں ہے، یقیناً علم و حکمت جنّت کی سب سے شیریں اور سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔

اے عزیزان! قرآنی بہشت میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہر وہ نعمت موجود ہے جس کو تم چاہتے ہو، اب تک تمہارے پاس جو علمی دولت جمع ہوئی ہے، کیا وہ قرآنی بہشت سے نہیں ہے؟ یقیناً قرآن اور روحانیت سے ہے، الحمدللہ۔

حکیم پیر ناصر خسرو قدس سرہٗ فرماتا ہے :

قفل از دل بردار و قرآن رہبرِ خود کُن
تا راہ شناسی و کُشادہ شَوَدَت در

ترجمہ : دل سے تالا اٹھا کر قرآن کو اپنا رہبر بنالے، تاکہ تجھ کو راستہ کی شناخت ہو جائے اور تیرے لئے بابِ معرفت کھُل جائے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
پیر ۴ ستمبر ۲۰۰۰ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

قرآنِ عظیم میں صاحبانِ عقل کی ایک بنیادی تعریف

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور شب و روز کے باری باری سے آنے میں ان صاحبانِ عقل کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں، اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں (۳:۱۹۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ دانا لوگوں کی اصل دانائی یہ ہے کہ وہ ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں، خواہ وہ کھڑے ہیں، یا بیٹھے ہیں، یا لیٹے ہیں، وہ خداوندِ قدوس کے خاص اور بزرگ ناموں میں سے کسی پیارے نام کو جذبۂ عشق سے یاد کرتے ہیں، خوش بختی سے ان کو خدائے مہربان سے قلبی دوستی ہوتی ہے، لہٰذا خدا کو یاد کرتے کرتے کبھی ان کی مبارک آنکھ روتی ہے، اور کبھی ان کا خوش نصیب دل روتا ہے، وہ عاجزانہ سجدوں کا سہارا لیتے ہیں، وہ چیخ چیخ کر ذکر نہیں کرتے، ایسا ذکر خداوندِ تعالیٰ کو ناپسند ہے، میرا کوئی شاگرد شور و غوغا کے ساتھ ذکر ہرگز نہ کرے، یہ کام قرآنِ حکیم کے خلاف ہے، یہ نصیحت خصوصاً شمالی علاقہ جات کے عزیزوں کے لئے ہے، آج کل ترقی کا زمانہ ہے اس لئے علم و حکمت کے بغیر کوئی کام غلط ہو سکتا ہے، اب جبکہ دانش گاہِ خانۂ حکمت کے علم و حکمت کا ایک خاص تعارف ہو چکا ہے، ایسے میں ہمارا ہر عزیز اپنی ذمہ داریوں پر خوب غور کرے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

بدھ ۶ ستمبر ۲۰۰۰ء

لشکرِ ارواح

حدیثِ شریف ہے: اَلْاَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَۃٌ ۔ تمام روحیں جمع شدہ لشکر کی طرح ہیں۔ اس قانونِ ارواح کی عرفانی تشریح یہ ہے کہ جُنودِ ارواح کا سب سے پہلا ظہور حضرتِ آدمؑ کے سامنے ہوا، یہ بے حد و بے شمار روحیں عالمِ ذرّ کی صورت میں تھیں، جن کی تعداد و شمار خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے، ان انتہائی چھوٹے چھوٹے ذرّات کو نہ انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کوئی خوردبین، مگر شائد یہاں عین الیقین کا پہلا معجزہ ہوتا ہے، کیونکہ عظیم اسرافیل اور عظیم عزرائیل اپنے اپنے کام کر رہے ہوتے ہیں، یا اس کی وجہ یہ ہے کہ حواسِ ظاہر اور حواسِ باطن کے درمیان ایک موٹی دیوار نفسِ حیوانی کی جو سدِّ ذوالقرنین کے نام سے ہے، اس کو یاجوج ماجوج نے چاٹ چاٹ کر کھالیا، اس لئے فی الحال ظاہری اور باطنی حواس مل کر کام کرتے ہیں۔

عالمِ ذرّ ایک مکمل عالم ہے، اس لئے اس پر قرآنِ حکیم میں کُلُّ شیءٍ کا اطلاق ہوتا ہے، اگرچہ کُلُّ شیءٍ کے اور بھی معنی ہیں، تاہم اس میں عارف کے لئے عالمِ ذرّ کا واضح اشارہ بھی ہے، کیونکہ اس میں ہر چیز موجود ہے، یعنی کائنات کی تمام چیزیں موجود ہیں، اس میں فرشتے ہیں، یاجوج ماجوج ہیں، جنّ و انس اور وحش و طیر ہیں، الغرض ہر چیز کی روح بحکمِ خدا یہاں موجود ہے،

پس آدم خلیفۃُ اللہ کے لئے سجدۂ اطاعت عالمِ ذرّ کی ہر چیز نے کیا، یہاں تک کہ پتھر نے بھی اپنی اس رُوح سے جو عالمِ ذرّ میں ہے خلیفۂ خدا کے لئے سجدہ کیا۔

اس سلسلے میں رازِ سربستہ یہ ہے کہ عالمِ ذرّ کے تمام فرشتوں نے حکمِ خداوندی کے مطابق آدمؑ کی ہستی میں گرتے ہوئے سجدہ کیا تھا، اور ساری کائنات گر گر کر سجدہ کرتی اور مُسخّر ہوتی جا رہی تھی، جبکہ آدمؑ کی رُوح کائنات میں پھیلائی جاتی تھی اور کائنات بار بار آدمؑ میں ڈالی جاتی تھی، یہی عمل تسخیرِ کائنات بھی تھا اور آدمؑ کے لئے کائناتی سجدہ بھی، کیونکہ کائنات اور اس کے تمام اجزاء ایک معنی کے مطابق فرشتے ہیں، ان کے لئے خدا کا حکم تھا کہ وہ گرتے ہوئے آدمؑ کو سجدہ کریں۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعرات ۷۔ ستمبر ۲۰۰۰ء

Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خلافتِ الٰہیّہ

ترجمۂ آیت (سورۂ بقرہ - ۲ : ۳۰) : پھر ذرا اس وقت کا تصوّر کرو جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں (یعنی لوگوں میں) ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، ظاہر ہے کہ یہاں زمین سے باشندگانِ زمین یعنی تمام لوگ مراد ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک دنیا میں لوگ ہوں گے تب تک ان کے درمیان خدا کا خلیفہ موجود ہوگا، اور اس کا سارا روحانی قصّہ وہی ہوگا جو آدمِ اوّل کا تھا، کیونکہ سُنّتِ الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے، لشکرِ ارواح کا محرّک و محور نفسِ واحدہٗ ہے اور یہی خود اپنے وقت کا آدم ہے۔

آپ اللہ کی سنّت کے بھیدوں پر قرآنِ حکیم میں خوب غور و فکر کریں تاکہ آپ کو یقین آئے کہ اللہ کی سُنّت کا ظہور سب سے پہلے حضرت آدمؑ کے عالمِ شخصی میں ہوا تھا اور خدا کی یہی عادت انبیاؑ و اولیاؑ میں چلی آئی، اور عارفین نے بفضلِ خدا اپنے عالمِ شخصی میں ان تمام معجزات کو دیکھا تاکہ گواہی اور معرفت کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ چلتا رہے۔

ن ر ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی

جمعہ ۸ ستمبر ۲۰۰۰ء

حضرتِ آدم خلیفۃُ اللہ علیہ السّلام

حکمتِ الٰہیہ کا سب سے اوّلین خزانہ قصۂ آدم میں پوشیدہ ہے، اس میں داخل ہو جانے کا طریقہ ہادیٔ برحق کی پیروی میں ہے، اس خزانے میں خلیفۂ خدا کے تمام تر اسرار موجود ہیں، جب کوئی عارف اس گنجِ گرانمایہ کو حاصل کر لیتا ہے تو وہ یقیناً علم و حکمت کی دولتِ لازوال سے مالامال ہو جاتا ہے، عالمِ ذرّ اور روحانی لشکر کو دیکھتا ہے، اور عالمِ شخصی کا ہر پہلو سے نظارہ کرتا ہے، خود شناسی اور خدا شناسی کے اسرار بھی اسی خزانے میں ہیں۔

حضرتِ آدمؑ جب مستجیب تھا تو اس کو امامِ زمان علیہ السّلام سے وہ اسمِ اعظم عطا ہوا تھا جس میں تمام اسماءُ الحسنیٰ جمع ہوتے ہیں، آدمؑ کو مٹی سے بنانے کی تاویل یہ ہے کہ اس کو مومنِ مستجیب سے رفتہ رفتہ ترقی دی گئی تھی، مٹی، تُراب سے مومن مراد ہے کہ جس طرح زمین (مٹی) پانی کو قبول کر کے سرسبز و آباد ہو جاتی ہے، اسی طرح مومن علم کو قبول کر کے بحقیقت زندہ ہو جاتا ہے، مٹی کی تاویل کے لئے وجہِ دین میں دیکھو۔ خلافت، نبوت، رسالت، امامت، ولایت اور معرفت کا ایک ہی سرچشمہ ہے اور وہ حضرتِ آدمؑ ہے۔

اب رہا سوال: آیا اس آدمؑ سے پہلے بھی بے شمار آدم ہوتے تھے؟

جواب: جی ہاں، کیونکہ خدا کی خدائی کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی

کوئی انتہا، جس شخص نے دینِ حق کی دعوت کو قبول کیا وہ مستجیب کہلاتا ہے، جو حدودِ دین میں سب سے بنیادی درجہ رکھتا ہے، اس لئے اس کی تمثیل مٹی سے دی گئی ہے۔

ن۔ن۔ (حُبِّ علی) ہونزائی
اتوار ۱۰ ستمبر ۲۰۰۰ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

آیاتِ قرآنی

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر	نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱	۱:۱	۱۶۵	۱۸	۱:۳	۵۶، ۵۷
۲	۱:۲	۵۶، ۲۵۳	۱۹	۷:۳	۸۳
۳	۲-۱:۲	۱۶، ۵۵	۲۰	۳۴-۳۳:۳	۹۰، ۱۱۸
۴	۳۰:۲	۹۶، ۲۶۱	۲۱	۶۱:۳	۱۱۸
۵	۵۸:۲	۱۳۵	۲۲	۱۱۰:۳	۱۰۲
۶	۶۰:۲	۱۶	۲۳	۱۳۳:۳	۲۱۴، ۲۲۳
۷	۱۳۰-۱۲۴:۲	۱۰۶	۲۴	۱۹۱:۳	۲۵۸
۸	۱۲۹-۱۲۸:۲	۱۰۷	۲۵	۱:۴	۲۱
۹	۱۴۳:۲	۱۰۲	۲۶	۵۴:۴	۷۰، ۹۴، ۲۰۸، ۲۴۶
۱۰	۱۸۹:۲	۱۳۵	۲۷	۵۹:۴	۱۱۲
۱۱	۲۰۷:۲	۱۱۴	۲۸	۸۳:۴	۱۱۲
۱۲	۲۱۳:۲	۱۲۰، ۱۲۲	۲۹	۱۵۴:۴	۱۳۵
۱۳	۲۴۳:۲	۵، ۲۶	۳۰	۱۶۲:۴	۸۳
۱۴	۲۴۵:۲	۲۰۴، ۲۲۰	۳۱	۱۶۵:۴	۳۷
۱۵	۲۵۵:۲	۲، ۱۱، ۱۶۶، ۱۷۷، ۲۲۰	۳۲	۳:۵	۱۰۰
۱۶	۲۵۹:۲	۱۸	۳۳	۱۲:۵	۸۱
۱۷	۲۶۹:۲	۱۴۳	۳۴	۱۵:۵	۴، ۱۲۱

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۳۵	۵۴:۵	۴۹
۳۶	۵۵:۵	۵۰
۳۷	۵۶:۵	۵۲
۳۸	۴۲:۶-۴۳	۱۳۴
۳۹	۵۲:۶-۵۳	۸۶
۴۰	۶۳:۶	۱۳۴
۴۱	۹۴:۶	۳۵، ۸۲
۴۲	۹۸:۶	۲۱
۴۳	۱۱:۷	۲۴
۴۴	۳۱:۷	۱۱۶
۴۵	۴۶:۷	۱۱۲
۴۶	۵۵:۷	۱۳۴
۴۷	۹۴:۷	۱۳۴
۴۸	۱۳۷:۷	۱۱۰
۴۹	۱۴۳:۷	۶۴
۵۰	۱۵۸:۷	۳۷
۵۱	۱۵۹:۷	۱۰۶
۵۲	۱۶۰:۷	۱۷۶
۵۳	۱۶۱:۷	۱۳۵
۵۴	۱۷۲:۷	۴۳
۵۵	۱۷۹:۷-۱۸۰	۱۱۶
۵۶	۱۸۰:۷	۱۶، ۱۳۰
۵۷	۱۸۱:۷	۱۰۶
۵۸	۱۸۹:۷	۲۱، ۱۴۸
۵۹	۲۰۵:۷	۱۳۴
۶۰	۳:۹	۲۹
۶۱	۳۲:۹	۱۱۸
۶۲	۳۳:۹	۶۹، ۸۹
۶۳	۱۰۵:۹	۵۲
۶۴	۱۱۹:۹	۸۴
۶۵	۱۰۷:۱۱	۱۹۸، ۲۲۰
۶۶	۱۰۸:۱۱	۱۷۵، ۱۹۹، ۲۲۰
۶۷	۳۱:۱۲	۲۰۳
۶۸	۴۶:۱۲	۸۴
۶۹	۵۳:۱۲	۱۸۲
۷۰	۹۳:۱۲	۱۷۸
۷۱	۲:۱۳	۱۷۷، ۲۲۰
۷۲	۷:۱۳	۸۵، ۱۲۰
۷۳	۸:۱۳	۲۲۰
۷۴	۱۲:۱۳	۲۰۰
۷۵	۳۸:۱۳	۹۰
۷۶	۳۹:۱۳	۱۷۲

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۷۷	۴۳:۱۳	۸۵، ۱۱۴
۷۸	۲۴:۱۴-۲۵	۲۴۵
۷۹	۳۶:۱۴	۱۱۸
۸۰	۴۸:۱۴	۱۹۸
۸۱	۲۱:۱۵	۱۶، ۱۷۸، ۲۲۰
۸۲	۷۵:۱۵	۱۱۲
۸۳	۷۸:۱۶	۱۳۹
۸۴	۷۹:۱۶	۲۲۰
۸۵	۸۱:۱۶	۸۲، ۲۰۱، ۲۱۶
۸۶	۸۹:۱۶	۲۱۰
۸۷	۱۲۰:۱۶	۲۸، ۳۱، ۱۲۵
۸۸	۶:۱۷	۲۰۸
۸۹	۴۴:۱۷	۸۹، ۱۳۲
۹۰	۷۱:۱۷	۱۳، ۳۸، ۴۸، ۵۲، ۶۹، ۲۳۷
۹۱	۷۲:۱۷	۱۴۳، ۱۷۲
۹۲	۸۵:۱۷	۸۲
۹۳	۱۰۷:۱۷	۱۴۱
۹۴	۱۰۹:۱۷	۱۴۱
۹۵	۸:۱۸	۱۹۸
۹۶	۶۰:۱۸	۶۶
۹۷	۵۲:۱۹	۱۶
۹۸	۵۷:۱۹	۲۳۲
۹۹	۵۸:۱۹	۹۰
۱۰۰	۶۳:۱۹	۱۱۰
۱۰۱	۸۰:۱۹	۸۲
۱۰۲	۹۵:۱۹	۸۲
۱۰۳	۳۹:۲۰	۲۰۶
۱۰۴	۷:۲۱	۱۱۴
۱۰۵	۱۰:۲۱	۱۱۶
۱۰۶	۳۳:۲۱	۱۹۸
۱۰۷	۶۹:۲۱	۲۲۴
۱۰۸	۸۰:۲۱	۲۰۱
۱۰۹	۹۵-۹۶:۲۱	۱۲۳
۱۱۰	۱۰۴:۲۱	۱۸۳
۱۱۱	۱۰۷:۲۱	۳۷
۱۱۲	۲۷:۲۲	۲۸
۱۱۳	۲۸:۲۲	۱۲۷
۱۱۴	۴۷:۲۲	۱۴
۱۱۵	۷۷:۲۲	۱۱۲
۱۱۶	۷۸:۲۲	۱۱۲، ۱۲۸
۱۱۷	۱۸:۲۳	۱۷۵، ۱۹۸، ۲۲۰

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱۱۸	۲۳:۵۰	۲۳۲
۱۱۹	۲۳:۵۱	۱۷۶
۱۲۰	۲۳:۶۲	۴، ۵۳، ۲۳۲
۱۲۱	۲۳:۷۸	۱۳۹
۱۲۲	۲۴:۳۵	۳۱، ۱۷۷، ۱۸۱، ۲۲۰، ۲۵۳
۱۲۳	۲۴:۵۵	۱۵۰، ۲۳۵
۱۲۴	۲۵:۱۱	۱۶
۱۲۵	۲۵:۴۴	۱۱۶
۱۲۶	۲۵:۴۵	۳۹
۱۲۷	۲۵:۵۸	۱
۱۲۸	۲۵:۶۱	۳
۱۲۹	۲۶:۸۰	۱۳۷
۱۳۰	۲۶:۸۴	۱۰۸
۱۳۱	۲۶:۸۸	۱۳۶
۱۳۲	۲۶:۸۹	۱۳۶، ۲۳۹
۱۳۳	۲۷:۱۶-۱۹	۲۴۶
۱۳۴	۲۷:۱۷	۲۴۸
۱۳۵	۲۷:۲۰-۲۱	۲۴۷
۱۳۶	۲۷:۳۹-۴۰	۲۵۰
۱۳۷	۲۷:۸۲	۱۶
۱۳۸	۲۷:۹۳	۱۵۵، ۲۲۰، ۲۳۳
۱۳۹	۲۸:۵	۱۱۰
۱۴۰	۲۸:۸۸	۳۳، ۳۵، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۲، ۲۲۰
۱۴۱	۲۹:۱	۵۶، ۵۸
۱۴۲	۲۹:۴۳	۱۱۳
۱۴۳	۲۹:۴۹	۱۰۲
۱۴۴	۳۰:۱	۵۶
۱۴۵	۳۰:۱-۵	۶۰
۱۴۶	۳۰:۲۷	۱۹۴
۱۴۷	۳۰:۳۰	۱۹۲، ۲۲۰
۱۴۸	۳۱:۱	۵۶، ۶۲
۱۴۹	۳۱:۲۰	۱۹۶
۱۵۰	۳۱:۲۸	۶، ۲۱، ۲۶
۱۵۱	۳۲:۱	۵۶
۱۵۲	۳۲:۱-۲	۶۴
۱۵۳	۳۲:۹	۱۳۹
۱۵۴	۳۳:۲۱	۱۹۶
۱۵۵	۳۳:۳۳	۱۱۸
۱۵۶	۳۳:۴۶	۱۲۷، ۱۸۱
۱۵۷	۳۳:۶۲	۲۲۰

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱۵۸	۷۲:۳۳	۱۹
۱۵۹	۹:۳۴	۱۳۸
۱۶۰	۱۳:۳۴	۲۵۱
۱۶۱	۴۶:۳۴	۸۲
۱۶۲	۱:۳۵	۱۸۷
۱۶۳	۳۲:۳۵	۱۱۲
۱۶۴	۴۱:۳۵	۲۲۰
۱۶۵	۱۲:۳۶	۴، ۵، ۴۰، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۵۳
۱۶۶	۴۰:۳۶	۱۹۸
۱۶۷	۸۳:۳۷	۱۳۶
۱۶۸	۸۴:۳۷	۱۳۶، ۲۳۹
۱۶۹	۱۰۲:۳۷–۱۱۰	۱۰۸
۱۷۰	۱۳۰:۳۷	۸۵
۱۷۱	۱۴۳:۳۷	۱۳۲
۱۷۲	۲۶:۳۸	۹۶
۱۷۳	۶:۳۹	۲۱، ۱۴۵
۱۷۴	۲۳:۳۹	۱۸۵
۱۷۵	۴۲:۳۹	۷
۱۷۶	۶۷:۳۹	۴۵
۱۷۷	۱۶:۴۰	۲۴۲
۱۷۸	۵۶:۴۰	۱۳۰
۱۷۹	۶۰:۴۰	۱۳۰
۱۸۰	۸۵:۴۰	۸، ۲۲۰
۱۸۱	۳۰:۴۱	۲۳۸
۱۸۲	۵۳:۴۱	۱۵۵، ۲۱۸، ۲۲۰
۱۸۳	۲۳:۴۲	۸۵
۱۸۴	۵۲:۴۲	۴، ۴۱
۱۸۵	۲۸:۴۳	۱۰۸
۱۸۶	۲۹:۴۵	۴، ۵۳، ۲۳۲
۱۸۷	۶:۴۷	۲۳۳
۱۸۸	۲۸:۴۸	۶۹، ۸۹
۱۸۹	۱۳:۴۹	۲۴۱
۱۹۰	۸:۵۰	۱۳۸
۱۹۱	۳۳:۵۰	۱۳۸
۱۹۲	۳۵:۵۰	۷۲
۱۹۳	۲۰:۵۱–۲۱	۱۵۸
۱۹۴	۳۵:۵۲	۸۲
۱۹۵	۱:۵۳–۲	۴۷
۱۹۶	۷:۵۵	۲۱۰، ۲۲۰
۱۹۷	۲۴:۵۵	۳۵
۱۹۸	۲۶:۵۵–۲۷	۳۵

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱۹۹	۵۵:۳۳	۲۲۰
۲۰۰	۵۶:۱۰-۱۱	۱۵۱
۲۰۱	۵۶:۷۸	۵۳
۲۰۲	۵۶:۸۹	۱۷۶
۲۰۳	۵۷:۱۲	۳۱، ۴۱
۲۰۴	۵۷:۱۹	۳۱، ۴۱
۲۰۵	۵۷:۲۱	۱۵۱، ۲۱۴، ۲۲۳
۲۰۶	۵۷:۲۶	۱۲۰
۲۰۷	۵۸:۲۱	۴۷
۲۰۸	۶۱:۸	۱۱۸
۲۰۹	۶۱:۹	۶۹، ۸۹
۲۱۰	۶۴:۲	۷۶
۲۱۱	۶۵:۱۲	۴۵، ۱۹۸، ۲۰۶
۲۱۲	۶۶:۶	۱۹۰
۲۱۳	۶۶:۸	۳۱، ۴۱
۲۱۴	۶۷:۲۳	۱۳۹
۲۱۵	۶۹:۱۱-۱۲	۱۱۴
۲۱۶	۶۹:۱۹	۲۵۵
۲۱۷	۷۰:۱-۴	۱۴
۲۱۸	۷۱:۱۶	۳
۲۱۹	۷۴:۸	۱۶
۲۲۰	۷۵:۲	۱۸۲
۲۲۱	۷۶:۱	۳۹، ۸۲
۲۲۲	۷۶:۲۰	۷۰، ۲۰۸، ۲۳۵
۲۲۳	۷۸:۹	۷
۲۲۴	۷۸:۱۳	۳، ۱۸۱
۲۲۵	۷۸:۱۷	۳۳
۲۲۶	۸۱:۱	۲۰۰، ۲۲۰
۲۲۷	۸۲:۱۰-۱۱	۲۲۷، ۲۳۲
۲۲۸	۸۳:۱۸-۱۹	۲۳۲
۲۲۹	۸۳:۲۱	۱۵۱
۲۳۰	۸۵:۱۲	۳
۲۳۱	۸۵:۲۱-۲۲	۱۶
۲۳۲	۸۹:۲۷	۱۸۲
۲۳۳	۹۱:۹-۱۰	۱۵۹
۲۳۴	۱۰۲:۵-۶	۲۳۴
۲۳۵	۱۰۳:۱-۲	۱۴۹
۲۳۶	۱۰۷:۱-۷	۸۷
۲۳۷	۱۱۰:۱-۳	۶۹، ۸۸

احادیثِ شریفہ

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱	علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض۔	۴
۲	یاعلی ان لک کنزا فی الجنة وانک ذوقرنیها۔	۱۶
۳	فکل من یدخل الجنة علی صورة آدم۔	۲۵
۴	ان خلق اللّٰه عزوجل آدم علی صورته۔	۲۵، ۳۳
۵	ان للقرآن ظهرا وبطنا ولبطنه بطنا الی سبعة ابطن۔	۲۹، ۶۰، ۲۱۰
۶	الخلق عیال اللّٰه، فاحب الخلق الی اللّٰه من نفع عیال اللّٰه وادخل علی اهل بیت سرورا۔	۳۷، ۲۳۷، ۲۴۱
۷	عبدی اطعنی اجعلک مثلی حیا لا تموت ،وعزیزا لا تذل،وغنیا لا تفتقر۔(حدیثِ قدسی)	۴۵
۸	اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظربنور اللّٰه۔	۵۲
۹	قلب المؤمن عرش الرحمٰن۔	۵۲
۱۰	یاعلی أنا مدینة العلم وانت بابها،فمن دخل المدینة من غیر بابها فقد اخطاء الطریق۔	۷۳
۱۱	یاعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی۔	۷۸، ۱۰۴
۱۲	انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰه وعترتی اهل بیتی۔	۷۸
۱۳	کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔	۸۱، ۲۳۴

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
	النبی من هو؟ فقال: خاصف النعل (یعنی امیر المؤمنین)۔	
۱۴	ان منکم من یقا تل علٰی تاویل القراٰن کما قا تلت علٰی تنزیله فاستل	۸۴
۱۵	اللّٰهم صل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد کماصلیت علٰی ابراهیم و علٰی اٰل ابراهیم انک حمید مجید۔	۱۰۴
۱۶	من مات فقد قامت قیامته۔	۱۲۴
۱۷	ما تقرب الی عبدی بشیءاحب الی ممافترضت علیه ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه و یده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها۔	۱۳۵، ۱۳۹، ۱۵۵، ۱۶۳
۱۸	... والرابعة کثرة البکاء للّٰه ینبی لک بکل دمعة الف بیت فی الجنة۔	۱۴۱
۱۹	موتوا قبل ان تموتوا۔	۱۶۱
۲۰	رأیت ربی فی أحسن صورة۔	۱۷۲
۲۱	کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته۔	۱۹۰
۲۲	القراٰن ذلول ذو وجوه فاحملوه علٰی احسن وجوهه۔	۲۱۰
۲۳	الانبیاء ماة الف وعشرون الفا والمرسلون منهم ثلثماة وثلثة عشر۔	۲۲۱
۲۴	ان للّٰه مائة الف نبی واربعة وعشرین الف نبی من ولد اٰدم الی القائم۔	۲۲۱
۲۵	الخلق عیالی فاحبهم الی الطفهم بهم،واسعاهم فی حوائجهم۔(حدیثِ قدسی)	۲۳۷
۲۶	ان النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم قال:الدین النصیحة،قلنا:لمن؟ قال: للّٰه ولکتابه ولرسوله ولأئمة المسلمین وعامتهم۔	۲۴۱
۲۷	الارواح جنود مجندة۔	۲۵۹

ارشادات واقوال

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	حضرت علی علیہ السّلام	
۱	وتحسب انک جرم صغیر ؛ وفیک انطوی العالم الاکبر	۸
۲	اناالذی مفاتیح الغیب ۔	۱۶
۳	انابکل شیء علیم۔	۱۶
۴	انا ذوالقرنین۔	۱۶
۵	اناالحجر المکرم الذی تفجرمنه اثنتاعشرة عینا۔	۱۶
۶	انا اللوح المحفوظ۔	۱۶
۷	انا ترجمان وحی اللّٰه۔	۱۶
۸	انا خازن علم اللّٰه۔	۱۶
۹	انا دآبة الارض۔	۱۶
۱۰	انا الساعة۔	۱۶
۱۱	انا ذٰلک الکتاب لاریب فیه۔	۱۶، ۵۳
۱۲	انا الاسمآء الحسنٰی۔	۱۶
۱۳	انا النور الذی اقتبس منه موسٰی فهدٰی۔	۱۶
۱۴	انا الذی اقوم الساعة۔	۱۶
۱۵	انا الناقور۔	۱۶

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
۱۶	من عرف نفسه فقد عرف ربه۔	۴۱
۱۷	لم اعبد ربا لم اره۔	۱۷۲
	حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام	
۱۸	ماقیل فی اللّٰه فهو فینا وماقیل فینافهوفی البلغاء من شیعتنا۔	۱۳، ۱۲۳
	حضرت امام جعفر الصّادق علیہ السّلام	
۱۹	اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (۱۵:۷۵) قال: هم الأئمة ینظرون بنور اللّٰه، فاتّقو فراستهم فیکم۔	۱۱۲
۲۰	پیغمبروں کے چار طبقے ہیں: ایک تو وہ جو اپنے نفس کو خبر دیتے ہیں دوسرے کسی کو نہیں، دوسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز بھی سنتے ہیں، لیکن بیداری میں کچھ نہیں دیکھتے، نہ وہ کسی قوم کی طرف بھیجے گئے، تیسرے وہ جو	۲۲۱
	حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ	
۲۱	اسلامی نظریہ دوسرے بڑے مذاہب سے زیادہ آگے جاتا ہے چونکہ وہ تمام موجودات میں وہ مادّہ ہو، حیوانات ہوں، درخت ہوں یا خود مکان (SPACE) روح کی موجودگی کا اعلان کرتا ہے، خواہ اس کا وجود کتنا ہی خفیف اور ابتدائی حالت میں کیوں نہ ہو۔	۱۶۷
	بزرگانِ دین	
۲۲	ماآمده نیستیم این سایهٔ ماست۔	۷۸، ۸۲، ۱۷۱
۲۳	الجوع طعام اللّٰه۔	۱۷۸

اشعار

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۱	هوالاوّل هوالآخر هوالظّاهر هوالباطن منزّه مالک الملکی که بے پایان حشردارد	۱۳
۲	زنورِ او تو هستی همچو پرتَو حجاب از پیش بردارو تو اوشو	۳۹
۳	پس و پیش ونهان وآشکار اوست شِناسائے خود و پرورگار اوست	۴۵، ۲۵۵
۴	اگر دعویٰ کنم حقّاکه جایست بمعنی ناصر خسرو خدایست	۴۶
۵	تن چو سایه بر زمین وجانِ پاکِ عاشقان در بهشتِ عدن تجری تحتهاالانهار مست	۷۸
۶	دوستدارانِ علی سے جان فدا کرائے نصیرؔ (نظم) جان نثارانِ علی سے جان فدا کرائے نصیرؔ	۱۴۲
۷	اس جہان میں جبکہ قرآن کنزِ رحمان آ گیا رحمتوں اور برکتوں کا ایک طوفان آ گیا (نظم)	۱۵۲

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۸	گنجِ نہانی طلب از دل وازجانِ خویش تانہ شوی بے نوا بردرِ دکانِ خویش	۱۷۰
۹	گرفتہ ہریکے عقلے وجانے بکارِ خویشتن ہریک جہانے	۱۷۷
۱۰	قتل کن فرعونِ نفسِ خویش را درزمان موسایِ عمرانت کنم	۲۰۳
۱۱	پادشاھے پسر بمکتب داد لوحِ سیمین درکنار نہاد برسرِ لوحِ او نوشتہ بزر جورِ استاد بہ ز مہرِ پدر	۲۰۷
۱۲	زندانہ اُیَم یاد جہ مُو بیلئہ تِل آلجم جنّت نُکہ آردین نِمی زندانُ لو ئیڈم	۲۳۹
۱۳	خوش گفت دربیابان مردِ دُھل دریدہ عارف خدانہ دارد اُو را نیافریدہ	۲۵۵
۱۴	قفل ازدل بردار و قرآن رہبرِ خود کن تاراہ شِناسی وکُشادہ شودت در	۲۵۷

فہرستُ الاعلام

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱	حضرت آدمؑ	۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۹، ۳۳، ۴۱، ۷۴، ۹۰، ۹۳، ۹۶، ۹۸، ۱۰۸، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۹۳، ۲۲۲، ۲۳۱، ۲۴۵، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۱
۲	حضرت ابراہیمؑ	۱۰، ۲۸، ۳۱، ۵۰، ۷۰، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۶، ۱۳۷، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۳۱، ۲۴۵
۳	حضرت ابوطالبؑ (عمرانؑ)	۸۸، ۹۱، ۹۲، ۱۱۸
۴	حضرت ادریسؑ	۲۲۲، ۲۳۲
۵	حضرت اسرافیلؑ	۱۳، ۶۲، ۶۸، ۲۴۴، ۲۵۱، ۲۵۹
۶	حضرت اسماعیلؑ	۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۲۲۲، ۲۳۱
۷	بلقیس (ملکۂ سبا)	۲۴۸، ۲۵۰
۸	حضرت جبرائیلؑ	۱۳، ۶۲
۹	حضرت امام جعفر الصادقؑ	۱۱۲، ۲۲۱
۱۰	حضرت جلال الدّین رومیؒ	۸۲، ۱۶۱، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۲۰۳
۱۱	حضرت بی بی حواؑ	۲۱، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹
۱۲	حضرت خضرؑ	۶۶
۱۳	حضرت داؤدؑ	۲۹، ۹۶، ۱۳۲، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۴۹
۱۴	حضرت سامؑ	۱۰۸
۱۵	حضرت امام سلطان محمد شاہؑ	۱۶۷
۱۶	حضرت سلمان فارسیؓ	۱۱۸، ۱۱۹

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۱۷	حضرت سلیمانؑ	۲۰۸، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱
۱۸	حضرت شعیبؑ	۲۲۲
۱۹	حضرت شیثؑ	۱۰۸، ۲۲۲
۲۰	حضرت صالحؑ	۲۲۲
۲۱	حضرت طالوتؑ	۲۰۴
۲۲	حضرت عزرائیلؑ	۱۳، ۶۸، ۲۴۴، ۲۵۱، ۲۵۹
۲۳	حضرت علیؑ	۴، ۸، ۱۱، ۱۶، ۲۵، ۳۱، ۳۵، ۴۱، ۴۹، ۵۰، ۵۳، ۶۲، ۶۴، ۷۳، ۸۴، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۴۱، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۶۰، ۱۷۲، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۳۹
۲۴	حضرت عیسیٰؑ	۲۱۷، ۲۳۱، ۲۳۲
۲۵	حضرت بی بی فاطمہؑ	۷۶
۲۶	حضرت محمدؐ	۳۱، ۸۳، ۹۲، ۹۴، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۱۵، ۲۲۲، ۲۳۰
۲۷	حضرت امام محمد باقرؑ	۱۳، ۱۲۳
۲۸	حضرت مریمؑ	۷۶، ۹۱، ۹۲، ۲۳۲
۲۹	منصورِ حلاّج	۲۱۹
۳۰	حضرت موسیٰؑ	۶۴، ۶۶، ۹۱، ۹۲، ۱۰۶، ۱۱۰، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۳۱
۳۱	حضرت میکائیلؑ	۱۳، ۶۲
۳۲	حضرت حکیم پیر ناصر خسرو قدس سرہ	۴۶، ۱۲۰، ۱۷۷، ۲۴۰، ۲۵۷
۳۳	حضرت نوحؑ	۹۳، ۱۰۸، ۱۲۰، ۱۳۶، ۲۲۲، ۲۳۱
۳۴	حضرت ھابیلؑ	۱۰۸
۳۵	حضرت ھودؑ	۲۲۲
۳۶	حضرت یعقوبؑ	۱۸۰
۳۷	حضرت یوسفؑ	۸۴، ۱۸۰، ۲۰۲
۳۸	حضرت یونسؑ	۱۳۲

اسمائے کتب

نمبر شمار	کتاب	صفحہ نمبر
۱	آغا خانِ محلاتی	۲۵۵
۲	الاتقان فی علوم القرآن	۲۱۰
۳	المستدرک	۴
۴	امام شناسی	۱۰
۵	ترجمۂ قرآن شاہ عبدالقادر	۸۶
۶	دعائم الاسلام	۱۱۲، ۱۴۱
۷	روح کیا ہے؟	۱۶۸
۸	روشنائی نامہ	۳۹، ۱۷۷
۹	سرائر واسرار النطقاء	۲۲۱، ۲۴۸
۱۰	شرح الاخبار	۷۳
۱۱	صحیح البخاری	۲۵، ۱۰۴
۱۲	صحیح مسلم	۲۵
۱۳	عملی تصوّف اور روحانی سائنس	۱۳۵، ۱۵۵
۱۴	کتاب العلاج (قرآنی علاج)	۱۳۷، ۱۳۸، ۱۶۲، ۱۶۳
۱۵	کوکبِ دُرّی	۱۶، ۱۷۲
۱۶	لغات الحدیث	۲۲۱

نمبر شمار	کتاب	صفحہ نمبر
۱۷	مثنوی (مولاناِ رومی)	۲۹، ۱۶۱
۱۸	معرفت کے موتی (دوم)	۱۹
۱۹	میزان الحقائق	۱۷۶
۲۰	وجہِ دین	۱۲۰، ۱۲۲، ۲۰۲، ۲۴۰، ۲۶۲
۲۱	ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)	۱۳، ۲۵، ۲۳۷

ISSL
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اصطلاحات

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱	آتشِ سرد	۲۲۴
۲	آدمِ زمانؑ	۲۳، ۲۵، ۷۴، ۱۱۶، ۱۴۵
۳	آفرینشِ روحانی	۲۱
۴	آلِ ابراہیمؑ	۵۰، ۷۰، ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸، ۲۰۸، ۲۴۶، ۲۵۱
۵	آلِ عمرانؑ	۹۲
۶	آلِ محمدؐ	۵۰، ۷۰، ۸۵، ۹۰، ۹۲، ۹۴، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸، ۲۰۸، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۵۱
۷	اختیاری موت	۷
۸	ابد	۳۶، ۶۸
۹	ابداع	۳۶، ۶۸
۱۰	ازل	۳۶، ۳۹، ۴۰، ۴۵، ۶۸، ۷۴، ۱۰۶
۱۱	اساس (حدودِ دین)	۱۴، ۲۱، ۳۷، ۶۶، ۶۸، ۸۴، ۱۰۸، ۱۲۲، ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۵۱
۱۲	اسلامِ مجسّم	۳۸، ۷۸

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱۳	اسمِ اعظم	۵۷، ۸۰، ۱۰۸، ۱۱۶، ۱۳۵، ۱۸۵، ۱۸۷، ۲۰۳، ۲۳۸، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۶۲
۱۴	اسمِ اعظمِ ناطق	۱۳۵
۱۵	اسماءُالحسنیٰ	۱۶، ۸۰، ۱۳۰، ۱۳۵، ۱۸۵، ۱۸۷، ۲۶۲
۱۶	امام (حدودِ دین)	۴، ۵، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۲۵، ۲۸، ۳۱، ۳۷، ۴۱، ۴۲، ۴۸، ۵۰، ۵۲، ۵۵، ۶۹، ۷۸، ۸۵، ۸۷، ۸۹، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۸، ۱۶۵، ۱۸۰، ۱۸۸، ۱۹۵، ۲۰۴، ۲۲۳، ۲۳۲، ۲۴۲، ۲۴۷
۱۷	امامِ آلِ محمدؐ/ائمۂ آلِ محمدؐ	۲۵، ۴۹، ۵۰، ۷۰، ۸۳، ۱۱۲، ۱۲۸
۱۸	امامِ زمانؑ	۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۴۱، ۵۳، ۷۰، ۸۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۹۳، ۲۸۸، ۲۲۹، ۲۳۷، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۶۲
۱۹	امامِ مبینؑ	۴، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۳۱، ۴۰، ۴۴، ۵۵، ۵۷، ۶۰، ۶۴، ۷۷، ۱۰۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۵۳
۲۰	امامِ مستقر	۶۶، ۷۵
۲۱	امامِ مستودع	۶۶، ۷۵
۲۲	امامِ مقیم	۸۸
۲۳	انائے علوی	۸۱
۲۴	انبعاث	۳۶، ۶۸
۲۵	انسانِ لطیف	۲۱۶

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۲۶	انسانِ کامل/انسانانِ کامل	۶، ۳۵، ۴۳، ۱۳۲، ۱۴۵، ۲۱۶، ۲۳۲، ۲۴۸، ۲۵۱
۲۷	باب (حدودِ دین)	۱۴، ۳۷، ۱۴۸
۲۸	باطنی قیامت	۲۴، ۴۷، ۵۲
۲۹	بقاباللہ	۳۴
۳۰	بہشت برائے معرفت	۴۴، ۴۵، ۶۰، ۶۴، ۱۵۱، ۱۷۲، ۲۰۸، ۲۱۹، ۲۳۳، ۲۴۳
۳۱	تجددِ امثال	۱۶۶
۳۲	تسخیرِ کائنات	۲۵۲، ۲۶۰
۳۳	جثۂ ابداعیہ	۱۷۸، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۱۳، ۲۱۶، ۲۱۹
۳۴	جدّ (حدودِ دین)	۸۱، ۱۹۳
۳۵	جسمِ لطیف/اجسامِ لطیف	۲۰۱، ۲۰۲، ۲۱۶، ۲۵۱
۳۶	حجت (حدودِ دین)	۴۵، ۱۴۵، ۸۷، ۱۴۸
۳۷	حجتِ جزیرہ/حجتانِ جزائر	۱۴، ۳۷
۳۸	حجتِ قائمؑ	۵۷، ۲۴۰، ۲۵۰
۳۹	حجتِ مقرب	۱۴
۴۰	حظیرۂ قدس	۱۲، ۱۶، ۲۴، ۲۵، ۳۱، ۳۳، ۳۶، ۴۰،۴۳، ۴۵، ۵۷، ۶۴، ۷۴، ۷۶، ۸۹،۱۰۶، ۱۱۱، ۱۲۲، ۱۵۱، ۱۶۰، ۱۷۲، ۱۸۳،۱۹۵، ۲۲۷، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۵۳
۴۱	حق الیقین	۳۹، ۴۱، ۴۴، ۵۷، ۱۵۸، ۲۱۰، ۲۳۰
۴۲	خلافتِ الٰہیہ	۹۶، ۲۶۱
۴۳	خلیفۃ اللہ/خلیفۂ خدا	۹۶، ۹۸، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۶۰، ۲۶۰، ۲۶۲

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۴۴	خیال (حدودِ دین)	۸۱، ۱۹۳
۴۵	داعی (حدودِ دین)	۳۷، ۱۴۸
۴۶	داعیٔ مطلق	۱۴
۴۷	داعیٔ مکفوف	۱۴
۴۸	داؤدِ زمانؑ	۷۴
۴۹	دینِ مجسّم	۷۸، ۸۷، ۱۲۲
۵۰	روحِ قرآن/نورِ قرآن	۴
۵۱	روحِ مجرّد	۸۱، ۸۲
۵۲	روحانی دور	۱۶۲، ۱۶۴
۵۳	روحانی سائنس	۲، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۴، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۹۶، ۲۰۱، ۲۲۵، ۲۳۹، ۲۵۵
۵۴	روحانی سلطنت	۷۰، ۹۴، ۹۷، ۱۰۹، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۱
۵۵	روحانی قیامت	۱۴، ۲۱، ۲۶، ۲۹، ۳۱، ۳۶، ۶۹، ۷۶، ۸۸، ۸۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۴۵، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۴، ۲۵۰
۵۶	سرابیل/معجزاتی کُرتے	۲۰۱، ۲۱۶
۵۷	سلیمانِ زمانؑ	۷۴، ۲۱۳
۵۸	شعوری قیامت/شعوری قیامات	۶، ۷، ۲۶، ۴۳، ۲۴۸
۵۹	صاحبِ جشنِ ابداعیّہ	۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۱۸
۶۰	صورِ اسرافیل	۵، ۲۹، ۳۰، ۷۵، ۸۹، ۱۳۲، ۲۴۸
۶۱	صورِ قیامت	۲۷

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۶۲	صورتِ رحمان	۲۴، ۲۵، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۴۳، ۴۵، ۷۴، ۸۱، ۲۳۱
۶۳	عارفانہ قیامت/عرفانی قیامت	۴۳، ۲۱۲، ۲۴۸
۶۴	عالمِ اکبر/ عالمِ کبیر	۸، ۱۶۰، ۱۹۳، ۲۲۷
۶۵	عالمِ امر	۶۸، ۸۲، ۱۶۸، ۱۶۹
۶۶	عالمِ خلق	۶۸، ۱۶۸، ۱۶۹
۶۷	عالمِ ذرّ	۱۲، ۳۳، ۷۴، ۱۴۵، ۱۶۰، ۱۶۲، ۲۱۲، ۲۳۷، ۲۴۶، ۲۵۹، ۲۶۱، ۲۶۲
۶۸	عالمِ سفلی	۶۸
۶۹	عالمِ شخصی/عوالمِ شخصی	۵، ۸، ۹، ۱۲، ۱۸، ۱۹، ۲۸، ۳۳، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۴۵، ۴۷، ۶۰، ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۷۴، ۷۵، ۷۹، ۸۰، ۸۷، ۸۸، ۹۲، ۹۶، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۹، ۱۷۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۷، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۶۱، ۲۶۲
۷۰	عالمِ صغیر	۸، ۱۶۰، ۲۲۷
۷۱	عالمِ علوی/ عالمِ بالا	۱۰، ۴۰، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۵۵، ۶۸، ۷۵، ۷۶، ۷۹، ۱۶۰
۷۲	عرش/عرشِ اعلیٰ	۸، ۱۱، ۷۹، ۱۴۲، ۲۵۳
۷۳	عقلِ کُل/ عقلِ کُلّی (حدودِ دین)	۱۰، ۱۳، ۱۴، ۵۳، ۶۸، ۹۶، ۱۱۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۱، ۲۵۶
۷۴	علم الیقین	۲۴، ۵۷، ۱۲۵، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۷۱، ۱۸۲، ۱۸۷،

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۲۲۵، ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۴
۷۵	علمِ لدنی	۶۶، ۸۴، ۱۰۲، ۱۲۶
۷۶	علمی بہشت	۶۱، ۱۵۷
۷۷	علمی دیدار	۶۵، ۱۹۵
۷۸	علیؑ زمانؑ	۴، ۲۳، ۷۳، ۱۳۹
۷۹	عین الیقین	۴۱، ۵۷، ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۷۱، ۲۱۰، ۲۳۰، ۲۳۴، ۲۵۹
۸۰	غیرشعوری قیامت/غیرشعوری قیامات	۵، ۶، ۷، ۲۶، ۴۳، ۲۴۸
۸۱	فتح (حدودِ دین)	۸۱، ۱۹۳
۸۲	فنافی اللہ	۳۴، ۷۶، ۱۶۱، ۲۰۸
۸۳	فنافی الامامؑ	۲۵، ۷۶، ۸۴، ۱۵۱
۸۴	فنافی الرّسولؐ	۷۶
۸۵	فنافی القائمؑ	۲۴۰
۸۶	حضرتِ قائمؑ/ قائم القیامت	۴۵، ۵۷، ۲۳۹، ۲۴۰
۸۷	قرآنِ صامت/کتابِ صامت	۴، ۵۳، ۲۵۰
۸۸	قرآنِ مجسّم	۷۴، ۷۸
۸۹	قرآنِ ناطق/کتابِ ناطق	۴، ۵۳، ۵۵، ۶۲، ۶۴، ۷۴، ۱۲۲، ۲۵۰
۹۰	قرآنی بہشت	۲۵۶
۹۱	قرآنی سائنس	۲، ۳، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۵۵
۹۲	قلم/قلمِ اعلیٰ (حدودِ دین)	۱۰، ۵۳، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۲، ۶۴، ۶۸، ۷۵،

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۷۹، ۸۱، ۱۱۵، ۱۹۳، ۱۹۴، ۲۲۹، ۲۵۳، ۲۵۶
۹۳	قیامت برائے معرفت	۱۹۲، ۲۱۹
۹۴	کائناتی بہشت	۲۲۳
۹۵	کتابِ مکنون	۱۲، ۵۳، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۴، ۷۴
۹۶	کتابِ نفس/کتابِ نفسی	۲۳۴، ۲۵۰
۹۷	کُرسی	۸، ۱۱، ۶۴، ۷۹، ۱۶۶، ۱۹۳، ۲۵۳
۹۸	کلمۂ کُن	۳۶، ۶۲، ۶۸، ۸۲
۹۹	گریہ وزاری	۱۳۰، ۱۳۴، ۱۴۱، ۱۶۳، ۱۸۷، ۲۳۶
۱۰۰	گوہرِ عقل	۱۲، ۶۵، ۲۲۹، ۲۳۱
۱۰۱	لامکانی بہشت	۱۹۸
۱۰۲	لوحِ محفوظ (حدودِ دین)	۱۰، ۱۱، ۱۶، ۵۳، ۶۲، ۶۴، ۱۱۵، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۵۳
۱۰۳	لوح (حدودِ دین)	۱۰، ۱۳، ۵۳، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۶۴، ۶۸، ۸۱، ۱۹۳
۱۰۴	مأذون (حدودِ دین)	۱۴۸
۱۰۵	مبداء	۳۶
۱۰۶	مبدِع	۷۶
۱۰۷	مبدَع	۷۶
۱۰۸	مثلِ اعلیٰ	۱۹۴
۱۰۹	مجمع البحرین	۶۶، ۶۸، ۱۰۰
۱۱۰	مستجیب (حدودِ دین)	۱۴، ۲۶۲، ۲۶۳
۱۱۱	معاد	۳۶

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱۱۲	مکانی بہشت	۱۹۸
۱۱۳	منزلِ اسرافیلی	۲۱۷
۱۱۴	منزلِ خوشبو	۱۷۸
۱۱۵	منزلِ عزرائیلی	۱۸، ۲۶، ۳۶، ۱۰۹، ۲۰۰، ۲۰۵، ۲۱۷
۱۱۶	ناطق (حدودِ دین)	۱۴، ۲۱، ۴۵، ۶۸، ۸۴، ۱۴۸، ۱۵۱
۱۱۷	نفسِ امّارہ	۱۲۷، ۱۸۲
۱۱۸	نفسِ کُل/نفسِ کُلّی (حدودِ دین)	۳، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۵۳، ۶۴، ۶۸، ۹۶، ۱۱۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۶۶، ۱۷۷، ۱۹۳، ۲۴۵، ۲۵۳
۱۱۹	نفسِ لوّامہ	۱۲۷، ۱۸۲
۱۲۰	نفسِ مطمئنہ	۱۲۷، ۱۸۲
۱۲۱	نفسِ واحدہ	۶، ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۹، ۴۳، ۶۴، ۷۴، ۱۲۵، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۹۳، ۲۴۲، ۲۶۰
۱۲۲	نفسانی موت	۶، ۱۸، ۱۲۴، ۱۶۱
۱۲۳	نورٌ علیٰ نور	۳۱، ۴۲، ۹۰، ۹۲، ۹۴، ۱۰۸
۱۲۴	نورِ ازل	۳۱، ۴۴، ۵۸، ۶۰، ۲۲۹
۱۲۵	نورِ عرش	۶۰
۱۲۶	نورِ علی	۱۰، ۵۲، ۵۸، ۶۲، ۶۴، ۷۵، ۲۵۳
۱۲۷	نورِ قائم	۲۵۰
۱۲۸	نورِ مجسّم	۷۸
۱۲۹	نورِ محمدی	۱۰، ۵۲، ۵۸، ۶۰، ۶۲، ۶۴، ۷۵، ۱۸۱، ۱۹۴،

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۲۵۳، ۲۵۶
۱۳۰	نورِ منزّل	۱۷، ۱۲۲، ۱۲۶
۱۳۱	نورانی تاویل	۹۴
۱۳۲	نورانی موویز	۷۷، ۲۲۷، ۲۵۵
۱۳۳	واصل باللہ	۳۹
۱۳۴	وجہُ اللہ	۲۵، ۳۵، ۳۶، ۱۷۳، ۱۸۲، ۱۹۲
۱۳۵	یاجوج ماجوج	۱۲۳، ۲۵۹
۱۳۶	یک حقیقت/مونو ریالٹی	۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۸۱
۱۳۷	یو۔ایف۔اوز	۲۱۶، ۲۱۸

Table of Contents

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

فہرستِ تصانیف وتراجم

پروفیسر ڈاکٹر علّامہ نصیر الدّین نصیرؔ ہونزائی (ایس۔آئی)

اردو تصانیف

۱ آٹھ سوال کے جواب

۲ اسمٰعیلی اصطلاحات

۳ المجالس المغربیہ ☆

۴ امام شناسی (حصّہ اوّل)

۵ امام شناسی (حصّہ دوم)

۶ امام شناسی (حصّہ سوم)

۷ ایثار نامہ

۸ تجرباتِ روحانی

۹ تجلّیاتِ حکمت

۱۰ ثبوتِ امامت

۱۱ جماعت خانہ (حصّہ اوّل)

۱۲ جماعت خانہ (حصّہ دوم)

۱۳ جنگ خصوصی انٹرویو

۱۴ جواہرِ حقائق

۱۵ چالیس سوال

۱۶ چراغِ روشن اور حکیم پیر ناصر خسرو قدس سرہ ایک علمی کائنات

۱۷ چہل حکمتِ جہاد

۱۸ چہل حکمتِ شکر گزاری

۱۹ چہلِ کلید

۲۰ حروفِ مقطّعات ☆

۲۱ حظیرۃُ القدس عالمِ شخصی کی بہشت

۲۲ حقائقِ عالیہ

۲۳ حقیقی دیدار

۲۴ حکمتِ تسمیہ اور اسمائے اہلِ بیت

۲۵ حکیم پیر ناصر خسرو قدس سرہ اور روحانیت

۲۶ درختِ طوبیٰ ☆

۲۷ دُعا مغزِ عبادت

۲۸ دیوانِ نصیری (اردو)

۲۹ ذکرِ الٰہی

۳۰ رموزِ روحانی

۳۱ روح کیا ہے؟

۳۲ روحانی سائنس کے عجائب وغرائب

۳۳ زبورِ عاشقین

۳۴ زبورِ قیامت ☆

۳۵ ساٹھ سوال

۳۶ سپاسنامہ

۳۷ سراج القلوب

۳۸ سلسلۂ نورِ امامت

۳۹ سلسلۂ نورٌ علیٰ نور

۴۰ سوسوال (حصّۂ اوّل)

۴۱ سوسوال (حصّۂ دوم)

۴۲ سوسوال (حصّۂ سوم)

۴۳ سوسوال (حصّۂ چہارم)

۴۴ سوغاتِ دانش

۴۵ شہدِ بہشت

۴۶ صنادیقِ جواہر (حصّۂ اوّل)

۴۷ صنادیقِ جواہر (حصّۂ دوم)

۴۸ صنادیقِ جواہر (حصّۂ سوم)

۴۹ عشقِ حقیقی ☆

۵۰ عشقِ سماوی

۵۱ عطر افشاں

۵۲ علم کی سیڑھی

۵۳ علم کے موتی

۵۴ علمی بہار (درسِ مکرّر)

۵۵ علمی خزانہ (حصّۂ اوّل)

۵۶ علمی خزانہ (حصّۂ دوم)

۵۷ علمی خزانہ (حصّۂ سوم)

۵۸ علمی خزانہ (حصّۂ چہارم)

۵۹ علمی خزانہ (حصّۂ پنجم)

۶۰ عملی تصوّف اور روحانی سائنس

۶۱ قانونِ کُلّ

۶۲ قائم شناسی (حصّۂ اوّل) ☆

۶۳ قائم شناسی (حصّۂ دوم) ☆

۶۴ قائم شناسی (حصّۂ سوم) ☆

۶۵ قرآن اور روحانیت

۶۶ قرآن اور نورِ امامت

۶۷ قرآنِ پاک اسمِ اعظم میں

۶۸ قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (حصّۂ اوّل)

۶۹ قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (حصّۂ دوم)

۷۰ قرآنی سائنس (حصّہ اوّل)

۷۱ قرآنی سائنس (حصّہ دوم) ☆

۷۲ قرآنی سائنس (حصّہ سوم) ☆

۷۳ قرآنی سائنس (حصّہ چہارم) ☆

۷۴ قرآنی علم وحکمت کے جواہر ☆

۷۵ قرآنی مینار

۷۶ قرۃُ العین

۷۷ قوانینِ قرآن

۷۸ کارنامۂ زرین (حصّہ اوّل)

۷۹ کارنامۂ زرین (حصّہ دوم)

۸۰ کارنامۂ زرین (حصّہ سوم)

۸۱ کارنامۂ زرین (حصّہ چہارم) ☆

۸۲ کتابُ العلاج (قرآنی علاج)

۸۳ کتابُ العلاج (علمی علاج)

۸۴ کتابُ العلاج (روحانی علاج)

۸۵ کُنوزالاَسرار

۸۶ کوزۂ کوثر

۸۷ گلہائے بہشت

۸۸ گنجِ گرانمایہ

۸۹ لُبِّ لُباب

۹۰ لعل وگوہر

۹۱ مطالعۂ روحانیت وخواب

۹۲ معراجِ روح

۹۳ معرفت کے موتی (حصّہ اوّل)

۹۴ معرفت کے موتی (حصّہ دوم)

۹۵ مفتاح الحکمت

۹۶ مفیدانٹرویو

۹۷ مناجاتِ علمی

۹۸ منصوبۂ کارنامہ

۹۹ میزان الحقائق

۱۰۰ میوۂ بہشت

۱۰۱ نقوشِ حکمت

۱۰۲ ولایت نامہ

۱۰۳ ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)

۱۰۴ ہشت بہشت ☆

۱۰۵ ہفت دریائے نورانیت ☆

۱۰۶ یاعلیؑ مدد

بُروشسکی تصانیف

۱۰۷ اَسقُرکَنے بسیٔ

۱۰۸ اِناپِ بُروشسکیٔ

۱۰۹ بُروشسکیٔ اُردو ڈکشنری ☆

۱۱۰ بُروشسکیٔ بُرجونِک

۱۱۱ بُروشسکی جواہر پارے

۱۱۲ بُروشو بِرکسّ

۱۱۳ بہشتۓ اَسقُرکَ

۱۱۴ دیگَرن

۱۱۵ دیوانِ نصیری

۱۱۶ سوینۓ برِک

۱۱۷ شمومل بوق

۱۱۸ نغمۂ اسرافیلی

فارسی تصانیف

۱۱۹ آئینۂ جمال

۱۲۰ جواہرِ معارف

تراجم

۱۲۱ پیر پندیاتِ جوانمردی

۱۲۲ تجہیز و تکفین

۱۲۳ شرافت نامہ

۱۲۴ فصولِ پاک

۱۲۵ کتابُ الولایہ

۱۲۶ گلدستہ ای از گلزارِ مولویٔ معنوی

۱۲۷ گلشنِ خودی

۱۲۸ مطلوب المومنین

۱۲۹ نورِ ایقان

۱۳۰ نورِ عرفان

۱۳۱ وجہِ دین (حصۂ اوّل)

۱۳۲ وجہِ دین (حصۂ دوم)

۱۳۳ وجہِ دین منتخب

☆ غیر مطبوعہ

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

www.monoreality.org

ISBN 190344038-6

9 781903 440384